پاکستانی معیشت کی کیفیت

بینک دولت پاکستان کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کی پہلی سہ ماہی رپورٹ

برائے مالی سال 2019-20ء

بینک دولت پاکستان

اظہارِ تشکر

تجزیہ کار:

ابواب

1۔ عمومی جائزہ	اسما خالد
2۔ حقیقی شعبہ	وقاص احمد، خرم اشفاق بلوچ، طلحہ ندیم
3۔ مہنگائی اور زری پالیسی	اسما خالد، فاطمہ خالق، امجد علی، جنید کمال، عمر مشہود
4۔ مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ	محمد مظہر خان، سید ذوالقرنین حسین، حرا غفار، محمد اجلال خان
5۔ بیرونی شعبہ	محمد عمر، محمد ادریس، علی رضا مہدی، سرمد الٰہی، محمد فرحان اکبر

خصوصی سیکشن

عالمی قدری زنجیریں—پاکستان کے لیے مضمرات	اسما خالد، صباحت، احمد مبین

منتظم مطبوعہ:	اسما خالد
ڈائریکٹر:	عمر فاروق ثاقب

مطبوعات جائزہ کمیٹیاں:

انتظامیہ کی مطبوعات جائزہ کمیٹی	سعید احمد (چیئرمین)، عنایت حسین، سید عرفان علی، محمد علی ملک، سید ثمر حسنین، محمد علی چوہدری، محمد جاوید اسماعیل، عزیز اللہ خٹک محمد فاروق عاربی، اور عمر فاروق ثاقب
بورڈ کی مطبوعات جائزہ کمیٹی	محمد سلیم سیٹھی (چیئرمین)، اعظم فاروق

آراء اور تبصروں پر شعبہ ہائے تحقیق، زری پالیسی، شماریات؛ اور نقل وحمل کی فراہمی پر دفتر کارپوریٹ سیکریٹری اور شعبۂ بیرونی تعلقات کا بھی شکریہ۔

تبصروں اور سوالات کے لیے: quarterly.report@sbp.org.pk

ترجمہ ٹیم

نگراں

سہیل انجم

مترجمین

شجاعت علی

منصور احمد

حمیرا اشرف علی

فیضان رحیم

فہرست		صفحہ نمبر
1	**عمومی جائزہ**	**1**
1.1	اقتصادی جائزہ	1
1.2	خلاصہ	4
1.3	معاشی منظرنامہ	8
2	**حقیقی شعبہ**	**11**
2.1	عمومی جائزہ	11
2.2	زراعت	12
2.3	بڑے پیمانے کی اشیاسازی	17
2.4	خدمات	26
3	**مہنگائی اور زری پالیسی**	**29**
3.1	عمومی جائزہ	29
3.2	زری مجموعے	32
3.3	نجی شعبے کو قرضہ	37
3.4	مہنگائی	41
4	**مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ**	**53**
4.1	عمومی جائزہ	53
4.2	محاصل	55
4.3	اخراجات	60
4.4	صوبائی مالیاتی کارروائیاں	64
4.5	سرکاری قرضہ	66

5	**بیرونی شعبہ**	**71**
5.1	عمومی جائزہ	71
5.2	جاری کھاتہ	74
5.3	مالی کھاتہ	76
5.4	شرحِ مبادلہ اور ذخائر	80
5.5	تجارتی کھاتہ	81
6	**خصوصی سیکشن: عالمی قدری زنجیریں-پاکستان کے لیے مضمرات**	**95**
	ضمیمہ: اعدادوشمار کی توضیح	113
	فرہنگ	117

باکس 3.1: برآمدی نوعیت کی صنعتوں میں صفر سیلز ٹیکس نظام ختم کردیا گیا	42
باکس 3.2: قیمت کے اشاریوں کی نئی اساس کا تعین	49
باکس 5.1: کاروبار کرنے میں آسانی کی رپورٹ 2020ء اور پاکستان کی درجہ بندی	78
باکس خ 1.1: جی وی سی میں موجودہ برآمدی شعبے کی موجودگی بڑھانے کی حکمتِ عملیاں	102

1 عمومی جائزہ

1.1 اقتصادی جائزہ

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پاکستان کی معیشت درستی کی راہ پر مسلسل بڑھتی رہی۔ ابھی تک جو پالیسیاں اختیار کی گئی ہیں وہ معاشی عدم توازن سے نمٹنے اور معیشت کو استحکام کی طرف گامزن رکھنے کے لیے مناسب معلوم ہوتی ہیں۔

جہاں تک پالیسیوں کا تعلق ہے، کئی پیش رفتیں اہم تھیں۔ اوّل، آئی ایم ایف کے توسیعی فنڈ سہولت پروگرام کے آغاز سے معاشی استحکام کا عمل تیز ہوگیا۔ اسٹیٹ بینک نے زری پالیسی کو درمیانی مدت کے مہنگائی کے ہدف کے مطابق رکھا اور ساتھ ہی مالیاتی محاذ پر بھی استحکام کی کوششیں نمایاں رہیں۔ دوم، مارکیٹ پر مبنی شرح مبادلہ کا نظام نافذ کیا گیا جس کے بعد ابتدائی بے چینی کو چھوڑ کر بین البینک بازارِ مبادلہ سے خود کو ہم آہنگ کیا۔ سوم، حکومت نے اسٹیٹ بینک کے قرض کے اجرائے ثانی سمیت خسارے کی تسکیک سے بچنے کے اپنے عہد کی پاسداری کی جو مؤثر زری انتظام کو یقینی بنانے میں بہت اہمیت کا حامل ہے۔ چہارم، حکومت نے دستاویزیت کی کوششیں جاری رکھیں جن میں اثاثوں کی نوقدر پیمائی، سخت مالی چھان بین اور کاروباری اداروں کی قدری زنجیروں کو باقاعدہ بنانے کے لیے ایک منضبط طریقہ کار متعارف کرایا جانا شامل ہیں۔

جدول 1.1: معاشی اظہاریے

	م س19ء	پہلی سہ ماہی م س19ء	پہلی سہ ماہی م س20ء
		شرح نمو (فیصد)	
بڑے پیمانے کی اشیاسازی[الف]	-3.4	-0.6	-5.9
صارف اشاریہ قیمت (مدتی اوسط سال بسال)[الف،1]	7.3	5.6	11.5
نجی قرضہ (بہاؤ)[ب]	11.6	2.1	-0.3
زری رسد (بہاؤ)[ب]	11.3	0.1	0.6
برآمدات[الف]	-1.1	4.2	2.5
درآمدات[الف]	-9.9	-0.04	-20.9
پالیسی ریٹ کا تفاوت[2]	-6.6	-5.9	-11.9
ایف بی آر ٹیکس محاصل (ارب روپے)[ج]	3,828.5	832.3	959.1
شرح مبادلہ (+اضافہ /- کمی فیصد)[ب]	-24.1	-2.2	2.4
		ملین امریکی ڈالر	
اسٹیٹ بینک کے زرِ مبادلہ کے سیال ذخائر (ختم مدت)[ب]	7,280.4	8,408.7	7,936.6
کارکنوں کی ترسیلاتِ زر[ب]	21,838.6	5,557.6	5,478.1
پاکستان میں بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری[ب]	1,668.0	559.4	542.1
		فیصد جی ڈی پی	
جاری کھاتے کا توازن[ب]	-4.9	-5.5	-2.3
مالیاتی توازن (جی ڈی پی کا فیصد)[ج]	-8.9	-1.4	-0.7
بنیادی توازن (جی ڈی پی کا فیصد)[ج]	-3.5	-0.1	0.6

اعداد و شمار کے ماخذ: [الف] پاکستان دفتر شماریات؛ [ب] اسٹیٹ بینک؛ اور [ج] وزارتِ خزانہ

[1] سہ ماہی کے لیے صارف اشاریہ قیمت کے اشاریے میں سال بسال اوسط نمو (2007-08=100)۔

[2] اسٹیٹ بینک کے پالیسی ریٹ اور شبینہ شرحوں میں فرق (بیسس پوائنٹس)۔

اگرچہ دستاویزیت کی کامیابی پالیسی کے تسلسل پر منحصر ہے اور یہ درمیانی مدت میں محصولات کے اضافے میں ظاہر ہوگی تاہم استحکام کی جاری کوششوں کے نتائج کم ہوتے ہوئے جڑواں خسارے کی شکل میں ظاہر ہوگئے ہیں (**جدول 1.1**)۔ خصوصاًمالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں جاری کھاتے کا خسارہ گذشتہ سال کی سطح کے نصف سے بھی کم ہوگیا۔ یہ بہتری درآمدات میں نمایاں سکڑاؤ اور شعبہ توانائی میں قابل تجدید ذرائع اور مقامی کوئلے کی جانب جاری رجحان کی بنا پر آئی جبکہ ملک کی برآمدات میں حجم کے فوائد بھی ظاہر ہوئے۔ اس طرح، بین البینک میں ادائیگیوں کا فرق کم ہونے کے ساتھ، دستیاب رقوم نے اسٹیٹ بینک کو زرِمبادلہ کے ذخائر جمع کرنے میں مدد دی۔

مالی محاذ پر بہتری وفاقی اور صوبائی دونوں سطحوں پر ٹیکس اور نان ٹیکس کی وصولیوں کی بھرپور نمو اور جاریہ اخراجات پر قابو پانے سے آئی ہے۔ اس کے نتیجے میں مجموعی مالیاتی خسارہ پچھلے سال کی اسی مدت کے مقابلے میں کم رہا، اور سات سہ ماہیوں میں پہلی بار بنیادی توازن میں فاضل ریکارڈ کیا گیا۔[1] اہم بات یہ ہے کہ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں ترقیاتی اخراجات میں 30.5 فیصد کا بھاری اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔

تاہم استحکام کے ان فوائد کے باوجود، کاروبار اور صارفین کے درمیان مجموعی طور پر اعتماد کمزور رہا کیونکہ وہ اپنی قوتِ خرید کے تحفظ کے لیے کوشاں رہے اور ردّوبدل کے عمل سے پیدا ہونے والی عملی رکاوٹوں سے نمٹتے رہے۔ صارفین کے لیے معیشت میں مہنگائی کے دباؤ (خاص طور پر غذائی اشیا) میں اضافہ خاص طور پر پریشان کن تھا کیونکہ اس سے ان کی حقیقی آمدنی متاثر ہوئی۔ بلند مہنگائی کا یہ نتیجہ بڑی حد تک شرح مبادلہ میں کمی کی منتقلی، توانائی کی قیمتوں کی درستی، غذائی اشیا کی قلت اور حکومت کی طرف سے محاصل کے حوالے سے کیے گئے کے اقدامات کی وجہ سے پیدا ہوا۔ کاروباری اداروں کے لیے موجودہ معاشی حالات کے بارے میں تاثرات مقررہ سطح (اشاریہ قیمت 50 سے نیچے، جو مثبت خیالات کے مقابلے میں منفی خیالات کی نمائندگی کرتا ہے) سے نیچے ہی رہے، جیسا کہ اگست اور اکتوبر میں آئی بی اے-ایس بی پی سروے سے پتہ چلتا ہے۔ حکومت کے محاصل کے حوالے سے سخت اقدامات اور قرضوں کی سخت شرائط کے علاوہ، اس سے کاروباری اداروں کو ایف بی آر کی ہدایات کا ممکنہ اثر بھی ظاہر ہوتا ہے جن میں خریداروں اور سپلائرز سے سیلز ٹیکس گوشوارے جمع کرواتے وقت شناختی کارڈ نمبر ریکارڈ کرنے کو کہا گیا ہے۔

اگرچہ بڑے کاروباری اداروں (خاص طور پر برآمدی اور درآمدات کی مسابقتی صنعتوں) کی مبادیات میں تیزی رہی تاہم انہوں نے طویل مدتی نقطہ نظر اختیار کرنے سے گریز کیا۔ یہ محتاط رویہ، اور اس کے ساتھ گھٹتی ہوئی طلب اور غیر رجسٹرڈ کاروبار - جس پر ڈیلر شپ نیٹ ورک اور رجسٹرڈ فرموں کے انفراسٹرکچر کا غلبہ ہے—میں کمی معاشی سست روی کو بڑھانے کی وجہ بنی۔ مجموعی طور پر، بڑے پیمانے کی اشیا سازی (ایل ایس ایم) کے اندر متعدد صنعتوں کو اس سہ ماہی کے دوران خام مال کی روزافزوں لاگت سے بڑھتی ہوئی انوینٹری کے باعث

[1] بنیادی توازن کا مطلب ہے سودی ادائیگیوں کے اثر کا لحاظ رکھنے کے بعد کی مالیاتی پوزیشن۔

مشکلات پیش آئیں۔ چونکہ منافع کے مجموعی مارجن کم ہوگئے اور مالکاری کی لاگت میں اضافہ ہوا اس لیے فرموں نے اپنی زیریں حدود کو قائم رکھنے کے لیے اپنے آپریشنز میں کمی کر دی۔ اس کے نتیجے میں بڑے پیمانے پر اشیاسازی کے ذیلی شعبوں کی اکثریت میں ایک سکڑاؤ دیکھنے میں آیا۔

پالیسی کے نقطہ نظر سے، یہ ضروری ہے کہ کمزور ہوتی ہوئی اقتصادی سرگرمی کے باوجود ردّوبدل کا عمل نیز جڑواں خسارے کے ضمن میں مستحکم فوائد کا حصول جاری رہے۔ معیشت میں ابھی تک موجود کمزوریوں اور پرانی ساختی کمزوریوں کے پیش نظر پالیسی کا تسلسل بہت ضروری ہے۔ اس سلسلے میں تین پہلو اہم ہیں۔ اوّل، جاری کھاتے میں زیادہ تر بہتری ملک کے درآمدی بل میں کمی سے آئی ہے۔ برآمدات نے تاحال نمایاں حصہ نہیں ڈالا ہے، کیونکہ حجم کے بھرپور فوائد کو قیمت کے رجحانات کی مدد حاصل نہیں۔ مزید برآں، اگرچہ زرِمبادلہ کے ذخائر میں کمی رک گئی ہے، تاہم مجموعی ذخائر کی صورت حال (درآمد کی کوریج کے لحاظ سے) اطمینان بخش سطح سے نیچے ہے۔

دوم، محاصل کی بنیاد میں مطلوبہ تنوع لانے کے لیے دستاویزیت سے متعلق اعلان کردہ اقدامات پر عمل درآمد ہونا چاہیے۔ یہ ملک کے مالیاتی محصولات کے ڈھانچے کو، جو اس وقت بہت کم شعبوں پر زیادہ انحصار کر رہا ہے، از سر متوازن کرنے کے لیے ضروری ہے۔ خاص طور پر، ٹیکس وصولیاں صنعتوں میں مرتکز ہیں اور زراعت و خدمات کے شعبے جی ڈی پی میں اپنے اپنے حصہ کے مطابق حصہ نہیں ڈالتے۔ مزید برآں، درآمدات سے متعلق وصولیوں کا ایک غیر متناسب طور پر بڑا حصہ پاکستان کے ٹیکس نظام کو کاروباری ادوار اور مجموعی درآمدی رجحان کے حوالے سے بے حد مخدوش بناتا ہے۔

سوم، غذائی اشیا کی قیمتوں کا انتظام حال ہی میں ایک چیلنج بن گیا ہے۔ یہاں یہ غور کرنا ضروری ہے کہ مذکورہ بالا یکبارگی عوامل کے اثرات آگے چل کر دھیمے پڑ جانے کا امکان ہے۔ تاہم، رسدی انتظام کے امور، جیسے اجناس کی خریداری کی ایجنسیوں کا کمزور نظم ونسق، ذخیرہ اندوزی اور علاقائی تجارت میں رکاوٹیں، ممکنہ طور پر غذائی مہنگائی کو آئندہ برقرار رکھ سکتی ہیں۔ اس سے معیشت میں طلبی دباؤ میں کمی کا اثر ختم ہونے کا خطرہ ہے، جیسا کہ کسی حد تک مستحکم ہونے والی قوزی گرانی سے عکاسی ہوتی ہے۔

ان چیلنجوں کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ ضروری ہے کہ حکومت مضمر ساختی کمزوریوں کا ازالہ کرے اور معیشت کو متوازن اور پائیدار نمو کے راستے پر ڈالے۔ مزید برآں، کاروبار کرنے کی آسانی کے حوالے سے حاصل شدہ فوائد کو مستحکم کرنے کی ضرورت ہے، جس کے لیے نہ صرف اہم سرکاری اداروں میں استعداد کو بڑھانا ضروری ہے، بلکہ عملدرآمد کو یقینی بنانے کے لیے متعلقہ فریقوں کے ساتھ مستقل بات چیت کی بھی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ فرمیں سہولتی پالیسیوں، خاص طور پر برآمدات کو فروغ دینے والی

ترغیبات سے فائدہ اٹھائیں اور عالمی قدری زنجیروں میں قدم جمائیں۔ اس سے نہ صرف ہماری مصنوعات کو عالمی تقاضوں کے رجحانات سے ہم آہنگ کیا جاسکے گا بلکہ برآمدات کو پائیدار نمو کی راہ پر گامزن کیا جاسکے گا(**خصوصی سیکشن 1**)۔

1.2 خلاصہ

حقیقی شعبہ

گذشتہ سال جی ڈی پی کی معمولی شرح نمو 3.3 فیصد کے بعد حکومت نے م س20ء کے لیے 4.0 فیصد نمو کا ہدف مقرر کیا۔ اس بحالی کی بنیاد یہ تھی کہ زراعت اور صنعتی شعبے بہتر کارکردگی دکھائیں گے جبکہ شعبہ خدمات کے لیے ہدف ایک سال پہلے کی نمو جتنا تھا۔ تاہم، پہلی سہ ماہی کے دوران سست آغاز کی وجہ سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ زراعت اور صنعت کے لیے سالانہ اہداف کا حصول مشکل ثابت ہوسکتا ہے۔

زراعت کے شعبے میں، خریف سیزن کے نظر ثانی شدہ تخمینوں سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اہم فصلوں کی پیداوار کے مالی سال20ء کے ہدف سے نیچے رہنے کا امکان ہے۔ خاص طور پر بے وقت بارشوں اور کیڑوں کے حملوں نے کچھ حد تک کپاس کی پیداوار میں رکاوٹ پیدا کی۔ گنے کے حوالے سے گذشتہ خریف سیزن میں کاشتکاروں کا تجربہ، جب انہیں فصل پر متوقع منافع نہ مل سکا تھا، زیر کاشت رقبے میں کمی کا سبب بنا۔ اس کے برعکس، چاول کی فصل نے زیر جائزہ مدت کے دوران اچھی کارکردگی دکھائی اور مالی سال20ء کا سالانہ ہدف بآسانی عبور کرلیا۔ اس کو باسمتی اور غیر باسمتی اقسام کے بہتر برآمدی امکانات سے منسلک کیا جاسکتا ہے جس نے کاشتکاروں کو پچھلے سال کی نسبت چاول کی کاشت کے لیے زیادہ رقبہ مختص کرنے کی ترغیب دی۔

جہاں تک صنعت کا تعلق ہے مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیاسازی کا زوال بڑھ گیا۔ معاشی استحکام کی پالیسیوں کے اثرات اور شرح مبادلہ میں کمی کے دور ثانی کے اثرات نے ملکی صنعتوں کے لیے رسدی دباؤ(مہنگے خام مال) اور کم طلب (حقیقی آمدنی میں معمولی نمو) دونوں میں اپنا حصہ ڈالا۔ مالی اور عملی اخراجات میں اضافے کی بنا پر فولاد، گاڑیوں، کیمیکلز اور سیمنٹ سمیت متعدد صنعتوں نے اپنی پیداوار میں کمی کردی۔ مزید برآں، بجلی کی پیداوار کے لیے فرنس آئل سے ہٹنے کی حکومت کی پالیسی کے باعث مقامی ریفائنریوں کو اپنے آپریشنز میں کمی کرنا پڑی۔ اس کے برعکس، شرح مبادلہ میں پچھلی درستی نے برآمدی صنعتوں کی مدد کی جو ٹیکسٹائل اور چمڑے کی نسبتاً بہتر کارکردگی سے ظاہر ہوتی ہے۔ دریں اثنا، کھاد کی پیداوار کو قدرتی گیس کی بہتر فراہمی سے فائدہ ہوا۔

خدمات کے شعبے میں، پراکسی اشاریوں – جیسے بڑے پیمانے کی اشیاسازی اور درآمدات میں سست روی اور مالی سال19ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں کم شعبہ جاتی قرضوں کا استعمال – کے رجحان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ تھوک اور خردہ تجارتی سرگرمیاں نسبتاً کم رہیں۔ اسی

طرح، پہلی سہ ماہی کے دوران جہاں تک نقل و حمل، ذخیرہ کاری اور مواصلات کا تعلق ہے، کمرشل گاڑیوں کی فروخت اور ٹرانسپورٹ کے شعبے کو پیٹرولیم کی فروخت دونوں میں کمی واقع ہوئی۔ اس کے برعکس گذشتہ سال کی نسبت مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران کمرشل بینکوں کا بلند منافع مالیات اور بیمے جز کے پورے سال کے امکانات کے لیے نیک شگون ہے۔ بینکوں کی آمدنی میں بہتری بنیادی طور پر بڑھتی ہوئی شرح سود اور بینکاری تفاوت کے اثر کی عکاسی کرتی ہے جس سے بینکوں کی خالص سودی آمدنی میں اضافہ ہو گیا ہے۔

مہنگائی اور زری پالیسی

زری پالیسی کمیٹی نے اپنے جولائی2019ء کے فیصلے میں پالیسی ریٹ میں 100 بیس پوائنٹس کا اضافہ کیا۔ اس فیصلے میں مہنگائی پر منڈلاتے ہوئے دباؤ کو مد نظر رکھا گیا، جس کی وجوہات یہ تھیں: (i) جولائی2019ء سے گیس کے نرخوں میں (168 فیصد تک) نمایاں اضافے کا اعلان؛ (ii) بجٹ 2019-20ء میں اعلان کردہ محصولاتی اقدامات؛ اور (iii) مالی سال 19ء کے اختتام تک شرح مبادلہ میں کمی کے اثرات کی منتقلی۔ جوں جوں سہ ماہی آگے بڑھی، یہ دباؤ مہنگائی کے اعدادوشمار میں ظاہر ہونا شروع ہو گیا۔ عمومی مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت میں سہ ماہی کے دوران 11.5 فیصد کا وسیع البنیاد اضافہ ریکارڈ کیا گیا جو مالی سال12ء کی چوتھی سہ ماہی کے بعد مہنگائی کی بلند ترین سہ ماہی سطح ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ قوزی گرانی کا حصہ کم و بیش گذشتہ سال کی سطح پر رہا جس سے معاشی استحکام کی جاری کوششوں کے باعث معیشت میں کم ہوتے ہوئے طلبی دباؤ کا پتہ چلتا ہے۔ تاہم، غذا اور توانائی کی مہنگائی میں اضافے نے مجموعی مہنگائی کو بڑھایا۔

اس سہ ماہی کے دوران توانائی کی قیمتوں میں 32.5 فیصد کا بھاری اضافہ ریکارڈ کیا گیا کیونکہ صرف گیس کی قیمتوں نے عمومی مہنگائی میں 1.6 فیصدی درجے کا حصہ ڈالا۔ مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران غذائی مہنگائی 11.8 فیصد بڑھ گئی کیونکہ شرح مبادلہ میں کمی سے درآمدی مصنوعات (جیسے دالوں اور سبزیوں) کی لاگت میں اضافہ ہوا اور نقل و حمل کے اخراجات بھی بڑھ گئے۔ محصولاتی اقدامات نے بھی کردار ادا کیا کیونکہ تاجروں/اشیاسازوں نے سگریٹ اور خوردنی تیل پر بلند فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی اور چینی پر سیلز ٹیکس میں اضافے کا اثر صارفین کو منتقل کر دیا۔ چونکہ جولائی2019ء کے فیصلے میں اس دباؤ کو پہلے ہی مد نظر رکھا گیا تھا، اس لیے زری پالیسی کمیٹی نے ستمبر کے اجلاس میں پالیسی ریٹ میں کوئی تبدیلی نہ کرنے کا فیصلہ کیا۔

مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی میں رسدِ زر (ایم2) کی مجموعی نمو 0.6 فیصد رہی جو گذشتہ سال صرف 0.1 فیصد تھی۔ ایم2 میں تمام اضافہ بینکاری نظام کے خالص بیرونی اثاثوں کے بڑھنے سے ہوا، جو ملک کے ادائیگیوں کے توازن میں بہتری اور آئی ایم ایف کے ای ایف ایف پروگرام کی پہلی قسط کی وصولی کی عکاسی کرتا ہے۔ یہ پہلا موقع ہے کہ آئی ایم ایف کے توازن ادائیگی میں معاونت کی رقم حکومت بجٹ خسارے کو پورا کرنے کے لیے بھی استعمال کرے گی۔ خالص بیرونی اثاثوں کے برعکس، بینکاری نظام کے خالص ملکی اثاثے سکڑ گئے

کیونکہ خالص میزانیہ قرض گیری (واجب الوصول بنیاد پر) میں اضافے کا اثر نجی شعبے کی قرض کی واپسی اور دیگر خالص اشیا میں کمی (جو اسٹیٹ بینک کے منافع میں اضافے کو ظاہر کرتی ہے) کی بنا پر زائل ہو گیا۔

میزانیہ قرض گیری کے اندر، ایک واضح تبدیلی دیکھنے میں آئی، جس میں حکومت نے اسٹیٹ بینک کا قرض واپس کرنے کے لیے کمرشل بینکوں سے بہت زیادہ قرض لیا۔ یہ پچھلے سال کے برخلاف تھا، جب حکومت نے اپنا کمرشل بینک کا قرض واپس کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک سے بہت زیادہ قرض لیا تھا۔ اس تبدیلی کو دو عوامل سے منسوب کیا گیا۔ اوّل، حکومت بجٹ کی تسکیک نہ کرنے کے عزم پر سختی سے قائم رہی۔ دوم، کمرشل بینکوں کی حکومتی پیپرز میں سرمایہ کاری کی اپنی طلب مضبوط رہی کیونکہ انہیں توقع تھی کہ سود کی شرحیں بلند ترین سطح پر پہنچ چکی ہیں۔ مزید برآں وہ نجی شعبے کو قرض گاری سے بھی گریزاں رہے۔

نجی شعبے کے قرضے کے حوالے سے، اشیا سازی اور تجارتی سرگرمیوں میں عمومی سست روی کے نتیجے میں کاروباری اداروں کی قرض کی طلب میں نمایاں کمی واقع ہوئی۔ اس کے ہمراہ بلند شرح سود متعدد شعبوں میں فرموں کے اپنے قرضے کم کرنے کی وجہ بنی جبکہ جاری سرمائے کے لیے تازہ درخواستوں میں بھی خاصی کمی آئی۔ مجموعی طور پر نجی کاروبار نے 85.4 ارب روپے کا قرض واپس کیا جبکہ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں 99.0 ارب روپے لیے گئے تھے۔

مالیاتی شعبہ اور قرضہ

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں مالیاتی اشاریوں میں نمایاں بہتری ریکارڈ کی گئی۔ محاصل کی وصولی میں بھرپور نمو اور جاریہ اخراجات پر قابو نے مالیاتی خسارے کو کم کر کے جی ڈی پی کے 0.7 فیصد تک (15 سہ ماہیوں کی پست ترین سطح) لانے میں مدد دی جبکہ گذشتہ سال خسارہ 1.4 فیصد تھا۔ محصولاتی خسارے میں بھی بڑی کمی آئی جبکہ سات سہ ماہیوں کے بعد بنیادی توازن میں فاضل ریکارڈ کیا گیا۔

سہ ماہی کے دوران مجموعی محاصل میں 35.1 فیصد کا اضافہ ہوا۔ اس میں ٹیکس اور نان ٹیکس دونوں محاصل کا تقریباً برابر حصہ تھا۔ محاصل میں یہ اضافہ 2019-20ء کے بجٹ میں اعلان کردہ ٹیکس اقدامات کی بنا پر ہی ممکن تھا۔ مثال کے طور پر، بعض شعبوں (جیسے چینی، فولاد اور خوردنی تیل) کے لیے ترجیحی ٹیکس برتاؤ اور پانچ برآمدی شعبوں (ٹیکسٹائل، چمڑا، قالین، کھیلوں کا سامان اور جراحی کے آلات) کے لیے زیرو ریٹنگ کا نظام ختم کر دیا گیا۔ اسی طرح، خاص طور پر پیٹرولیم مصنوعات اور چینی پر سیلز ٹیکس کے نرخوں میں اضافے، تنخواہ دار اور غیر تنخواہ دار افراد دونوں کے لیے انکم ٹیکس کی شرحوں میں اضافے، موبائل ٹاپ اپس پر ود ہولڈنگ ٹیکس اور سیلز ٹیکس کے دوبارہ نفاذ، سیمنٹ اور سگریٹ پر بلند تر ایکسائز ڈیوٹی اور بجلی کے نرخوں میں اضافے نے بھی مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران محاصل کی

بلند وصولی میں نمایاں کردار ادا کیا۔ نان ٹیکس محاصل کی نمو بھی مضبوط رہی جس کی بڑی وجہ اسٹیٹ بینک کے منافع میں بڑا اضافہ اور جی ایس ایم لائسنسوں کی تجدید کی فیس کی جزوی وصولی تھی جس کا بہت انتظار تھا۔

اس کے ساتھ مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی میں مجموعی اخراجات کی نمو گھٹ کر 8.0 فیصد رہ گئی جو گذشتہ سال کی اسی مدت میں 12.1 فیصد تھے۔ پچھلے سال کے برخلاف، جب ترقیاتی اخراجات (زیادہ تر پی ایس ڈی پی) میں بھاری کمی نے مجموعی اخراجات کی راہ کا تعین کیا تھا، م س20ء کی پہلی سہ ماہی میں کل اخراجات میں مجموعی کمی کی وضاحت جاریہ اخراجات کو قابو میں رکھنے کے عمل سے ہوتی ہے۔ سود کی ادائیگی (نقد کی بنیاد پر) اور دفاعی اخراجات دونوں میں م س19ء کی پہلی سہ ماہی کی نسبت کم اضافہ ریکارڈ کیا گیا۔ اس سے مالی استحکام کی مجموعی کوششوں کو نقصان پہنچائے بغیر ترقیاتی اخراجات (خاص طور پر پی ایس ڈی پی) کو 30.5 فیصد بڑھانے کی گنجائش پیدا ہو گئی۔

مالکاری کی کم ضروریات اور مستحکم شرح مبادلہ کے باوجود مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی میں قرض جمع ہونے کی رفتار مزید بڑھ گئی۔ اگرچہ حکومت خسارے کی تسکیک سے گریز کے عزم پر سختی سے عمل پیرا رہی لیکن اس نے بینکاری نظام میں اپنے ڈپازٹس (کیش بفرز) بڑھانے کا سلسلہ جاری رکھا تاکہ آگے چل کر قرضوں کا انتظام ہموار طور پر ہو سکے۔ امریکی ڈالر کے مقابلے میں دیگر کرنسیوں کی قیمت میں کمی کی بنا پر نوقدرپیمائی کے فوائد اور قرض کی زیادہ واپسی کے باعث مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی میں مالی سال19ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں بیرونی قرضے جمع ہونے کی رفتار نسبتاً کم تھی۔

بیرونی شعبہ

مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ادائیگیوں کے توازن میں بہتری آتی رہی۔ درآمدی بل میں تیزی سے کمی کی وجہ سے جاری کھاتے کا خسارہ کم ہو کر مالی سال19ء کی پہلی سہ ماہی کی سطح کے نصف سے بھی کم ہو گیا۔ ای ایف ایف کی پہلی قسط کی وصولی اور بیرونی جزدانی سرمایہ کاری (ایف پی آئی) کی بنا پر جاری کھاتے کا خسارہ دستیاب رقوم سے بآسانی پورا ہو گیا۔ ان رقوم سے اسٹیٹ بینک کو اپنے زرِ مبادلہ کے ذخائر میں 656.2 ملین امریکی ڈالر کا اضافہ اور آئندہ کے خالص واجبات کو 1.3 ارب امریکی ڈالر کم کرنے میں مدد دی۔ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران امریکی ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپیہ 2.4 فیصد بڑھ گیا۔

درآمدی ادائیگیوں میں 22.7 فیصد کی بڑی کمی واقع ہوئی جس میں توانائی کی درآمد کا حصہ تقریباً ایک تہائی تھا۔ جیسا کہ پہلے بتایا گیا، فرنس آئل سے ہٹنے اور مقامی کوئلے کی طرف جانے سے ان دونوں اشیا کی درآمد کی طلب میں کمی آئی۔ مزید برآں، کم بین الاقوامی قیمتوں سے ملک کو پیٹرول اور ایل این جی کی درآمدی ادائیگیوں میں اضافے کے بغیر انہیں درآمد کرنے کا موقع ملا۔ پچھلے سال (ڈی اے پی کھاد، پام

آئل اور گاڑیاں کے) موجودہ اسٹاک میں اضافے اور صنعتی سرگرمیوں میں سست روی (لوہا اور فولاد) کے باعث غیر توانائی درآمدات کی طلب بھی کم رہی۔

برآمدی محاذ پر، متعدد مصنوعات کا حجم کافی بڑھ گیا لیکن آمدنی میں فقط معمولی اضافہ درج کیا گیا۔ اس سے اجناس کی گھٹتی ہوئی قیمتوں کے باعث اکائی قیمتوں پر دباؤ، اور ان اہم ممالک میں جہاں برآمدات جاتی ہیں شدید مسابقت تھی۔ ان عوامل نے دیگر ابھرتی ہوئی منڈیوں کی برآمدی آمدنی کو بھی کم کر دیا لیکن پاکستان کی اکائی قیمتوں پر اثرات زیادہ نمایاں تھے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ کرنسی کے ردوبدل نے پاکستانی برآمد کنندگان کو اپنے مارجن (روپے میں) چھوڑے بغیر پست نرخوں کی مدد سے اپنے حریفوں کا مقابلہ کرنے کے قابل بنا دیا ہے۔

ان حرکیات کے ردعمل میں تجارتی خسارہ تین برسوں کی پست ترین سطح پر آ گیا۔ تاہم سہ ماہی کے دوران کارکنوں کی ترسیلاتِ زر میں 1.4 فیصد کمی ہوئی۔ اس کی بنیادی وجہ خلیج تعاون کونسل (جی سی سی) کے ممالک میں روزگار کے سخت حالات ہیں۔ ان ممالک کی طرف سے کم ترسیلاتِ زر کی وصولی نے برطانیہ، یورپی یونین اور امریکہ سے آنے والے رقوم میں اضافے کا اثر زائل کر دیا۔

جہاں تک فنانسنگ کا تعلق ہے، ذخائر کے بفرز میں مسلسل اضافے پر سرمایہ کاروں کے ردِّعمل، شرح مبادلہ نظام کی پائیداری اور آئی ایم ایف پروگرام کے آغاز سے حاصل ہونے والے اطمینان کے باعث دو سال سے زائد عرصے بعد حکومتی تمسکات (ٹی بلز اور پی آئی بیز) میں بیرونی جزدانی سرمایہ کاری آئی۔ تاہم سی پیک کے متعدد منصوبوں کی تکمیل کی وجہ سے تعمیرات اور بجلی کے شعبوں میں آمدِ رقوم میں تیزی سے کمی کی بنا پر بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری تقریباً جمود کا شکار رہی۔ جزوی طور پر اس کی تلافی جی ایس ایم لائسنس فیس کی تجدید کے لیے ایک ٹیلی کام کمپنی میں یکبارگی رقم کی آمد سے ہو گئی۔

1.3 معاشی منظرنامہ

جاری کھاتے کا خسارہ سالانہ رپورٹ برائے 19-2018ء میں پیش کردہ تخمینوں سے بہتر ہونے کی توقع ہے۔[2]

یہ بنیادی طور پر درآمدات میں توقع سے زیادہ سکڑاؤ کی عکاسی کرتا ہے۔ چونکہ صنعتی شعبہ تناؤ کا شکار ہے اس لیے اس کی درآمد شدہ خام مال کی طلب کم رہنے کی توقع ہے۔ عالمی معیشت میں سست روی اور اہم محرکات کی عدم موجودگی (امریکہ اور چین تجارتی تنازع اور بریگزٹ

[2] حقیقت یہ ہے کہ اکتوبر 2019ء میں 50 مہینوں میں پہلی بار جاری کھاتے میں فاضل درج کیا گیا۔ اتحادی سپورٹ فنڈ کی رقوم منہا کرنے کے بعد جاری کھاتے میں 59 مہینے قبل فاضل ریکارڈ کیا گیا تھا۔ اکتوبر تا نومبر مالی سال 20ء کے دوران جاری کھاتے کا خسارہ 249 ملین ڈالر درج کیا گیا جو گذشتہ سال کی اسی مدت سے 89.8 فیصد کم تھا۔

کے حل) کے باعث اجناس کی قیمتیں بھی کم ہیں۔ اس کے علاوہ پست عالمی نمو کا منظر نامہ اور اجناس کی قیمتیں بھی بر آمدات اور ترسیلاتِ زر دونوں پر بھی اثر انداز ہو سکتی ہیں۔ بہر حال، اس آمدنی کا کوئی منفی اثر ہوا تو درآمدی ادائیگیوں میں کمی سے اس کا اثر زائل ہو جائے گا۔ چنانچہ مجموعی صورت حال یہ ہے کہ مالی سال20ء کے لیے جاری کھاتے کا خسارہ جی ڈی پی کے 1.5 سے 2.5 فیصد کی حدود میں رہنے کا امکان ہے۔

تاہم اجناس پیدا کرنے والے شعبوں کی کارکردگی کم رہنے کا امکان ہے۔ زراعت میں ہو سکتا ہے فصلوں کے شعبے کے اہداف حاصل نہ کیے جا سکیں کیونکہ کپاس اور گنے دونوں کی پیداوار تخمیناً مالی سال19ء سے نیچے رہے گی۔ صنعتی شعبے کو دباؤ کا سامنا رہے گا۔ اکتوبر2019ء کے بڑے پیمانے پر اشیا سازی کے تخمینوں سے سال بسال بنیاد پر 8.0 فیصد کمی ظاہر ہوتی ہے جو مالی سال20ء میں ہونے والی 5.9 فیصد کمی سے زیادہ ہے۔ تاہم بر آمدی صنعتوں کی کارکردگی مسلسل بہتر ہو رہی ہے۔ نیز حکومت کا یہ فیصلہ کہ کاروبار کے لیے شناختی کارڈ کی پابندی کے نفاذ کے لیے فروری 2020ء تک ضوابطی کارروائیاں (اور اس کے علاوہ، ایکسل لوڈ مینجمنٹ) ملتوی کر دی جائیں کسی حد تک اشیا سازوں کی عملی رکاوٹوں کو کم کر سکتا ہے۔[3] ان حالات کے پیش نظر حقیقی جی ڈی پی نمو کا ہدف 4 فیصد حاصل ہونے کا امکان نظر نہیں آتا۔

جہاں تک مہنگائی کا تعلق ہے، توقع ہے کہ مالی سال کی دوسری ششماہی میں دباؤ کم ہو جائے گا کیونکہ ملکی طلب میں مسلسل کمی آ رہی ہے (جس سے قوزی مہنگائی قابو میں رہنے کی توقع ہے)، اور بہتر ہوتے ہوئے جاری کھاتے کے خسارے اور آمدِ رقوم کی بنا پر شرح مبادلہ میں استحکام ہے۔ پورے سال کے لیے اسٹیٹ بینک کا تخمینہ ہے کہ اوسط عمومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی 11 سے 12 فیصد کی حدود میں رہے گی۔ یہ پیش گوئی خام تیل کی عالمی قیمتوں میں اضافے، شرح مبادلہ کی قدر میں کمی اور میزانیہ قرض گیری میں اضافے کے خطرات سے مشروط ہے۔

[3] گاڑیوں کی اوور لوڈنگ کو کم کرنے کے لیے حکومت نے موٹرویز اور نیشنل ہائی ویز پر ایکسل لوڈ کی حدیں مقرر کر دیں جو یکم جون 2019ء سے مؤثر ہیں۔ تاہم بڑی موٹرویز کے لیے یہ حدود ایک سال کے لیے مؤخر کر دی گئیں (مآخذ: این ایچ اے پریس ریلیز بتاریخ 22 مئی 2019ء اور پی ایم آفس پریس ریلیز بتاریخ 27 اکتوبر 2019ء)۔

2 حقیقی شعبہ

2.1 عمومی جائزہ

گزشتہ برس حقیقی جی ڈی پی نمو میں سُست روی کو بالعموم جڑواں خساروں کے انتظام کی خاطر کیے گئے اقدامات سے منسوب کیا گیا تھا۔ جس کے نتیجے میں محدود ملکی طلب اور درآمدات میں بڑی حد تک کمی کے ہمراہ، صنعتی شعبہ (بالخصوص اشیاساز ادارے) دباؤ میں آ گئے۔ مہنگے خام مال اور پانی کی قلت نے بھی زرعی پیداوار بالخصوص اہم فصلوں کو نقصان پہنچایا۔ چونکہ صنعتی اور زرعی پیداوار اہم خدمات سے منسلک ہے،[1] اس لیے دونوں کی نمو میں کمی کی وجہ سے مالی سال 19ء کے دوران شعبہ خدمات کی نمو معتدل ہو گئی۔

مالی سال 20ء کے آغاز میں حکومت نے سال کے لیے جی ڈی پی نمو کا ہدف 4.0 فیصد رکھا۔ اس ہدف کے حصول کا دارومدار زرعی اور صنعتی شعبے کی نمو پر ہے، جن کی کارکردگی کا ہدف بالترتیب 3.5 فیصد اور 2.3 فیصد مقرر کیا گیا ہے (**جدول 2.1**)۔ اس ضمن میں اگرچہ اہم خریف فصلوں کی پیداوار ہدف سے کم رہنے کی توقع ہے، تاہم گزشتہ برس اس میں کچھ بہتری آئی۔ دریں اثنا، مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں ایل ایس ایم شعبے کی کارکردگی صنعتی سرگرمیوں میں تخفیف کی عکاسی کرتی ہے۔

زرعی شعبے میں گزشتہ برس کے مقابلے میں خریف کی اہم فصلوں کے اہداف حاصل نہ ہونے کا خدشہ ہے۔ اگرچہ کپاس کی پیداوار کو فصلی کیڑوں کے حملوں اور بے موسمی بارشوں سے ضرر پہنچا، تاہم گنے کے کاشت کاروں نے امسال کم رقبے پر کاشت کاری کی کیونکہ گزشتہ برس وہ اپنی سرمایہ کاری پر متوقع آمدنی حاصل کرنے سے قاصر رہے تھے۔

جدول 2.1: حقیقی شعبے کی کارکردگی اور مالی سال 20ء کا ہدف

	م س18ءن	م س19ءع	م س20ءہ
1۔ اجناس۔ پیداوار	4.4	1.1	2.9
الف۔ زراعت	3.9	0.8	3.5
جس میں: اہم فصلیں	3.5	-6.5	3.5
ب۔ صنعت	4.9	1.4	2.3
جس میں: بڑے پیمانے کی اشیاسازی	5.1	-2.0	1.3
2۔ خدمات	6.2	4.7	4.8
جی ڈی پی	5.5	3.3	4.0

ن = نظر ثانی شدہ؛ ع = عبوری؛ ہ = ہدف

اعداد و شمار کا ماخذ: منصوبہ بندی کمیشن

[1] جیسا کہ تھوک اور خردہ تجارت، ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات

دوسری جانب چاول کی پیداوار میں حوصلہ افزا اضافہ ہوا، جس کا سبب مشرق وسطیٰ اور یورپی یونین میں بلند طلب اور بہتر عالمی قیمتیں تھی۔ تاہم یہ بات قابل ذکر ہے کہ پانی کی دستیابی میں بہتری اور دیگر خام مال کے بلند استعمال کے باوجود فصلی یافت پست رہی، جو اس شعبے میں ساختی کوتاہیوں جیسے پرانے قسم کے بیج کا استعمال، فارم کی میکانیت کی پست سطح اور زمینی کٹاؤ وغیرہ کو ظاہر کرتا ہے۔

صنعتی شعبے میں مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں کمی وسیع البنیاد تھی، بالخصوص گاڑیوں، پیٹرولیم مصنوعات اور تعمیراتی شعبے سے منسلکہ فرموں نے معاشی ابتری کا خمیازہ بھگتا۔ دریں اثنا، بڑے پیمانے کے بقیہ اشیاساز اداروں کو مہنگے خام مال، معاشی استحکام اور محصولاتی اقدامات اور پست ملکی طلب سے جنم لینے والی رسدی تنگی کا سامنا کرنا پڑا۔ مزید برآں، مالی سال 20ء میں ٹیکسٹائل صنعت کو کپاس کی پیداوار میں کمی کا سامنا ہے اور اضافہ قدر کرنے والی برآمدی صنعت کی طلب پوری کرنے کی غرض سے اسے درآمدات پر انحصار کرنا پڑے گا۔ ایک مثبت پہلو یہ ہے کہ کھاد اور برقی مصنوعات کی صنعتی کارکردگی کے سبب کچھ ڈھارس بندھی، کیونکہ بالترتیب قدرتی گیس کی بہتر فراہمی اور حصولِ آب کے آلات کی بلند طلب کے سبب ان صنعتوں کی پیداوار میں اضافہ ہوا ہے۔

خدمات کے شعبے میں تھوک اور خردہ تجارت نے بظاہر سُست روی سے شروعات کی، جس کی وجہ گذشتہ برس کے مقابلے میں بڑے پیمانے کی اشیاسازی اور درآمدات میں تنزلی، اور شعبہ جاتی قرضوں کے کم استعمال جیسے پراکسی اظہاریوں پر مبنی جائزہ ہے۔ اسی طرح کمرشل گاڑیوں اور پیٹرولیم مصنوعات کی ٹرانسپورٹ کے شعبے کو پست فروخت سے یہ عکاسی ہوتی ہے کہ ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات کے زمرے کی سرگرمیاں بالعموم سُست روی کا شکار رہیں۔ مالیات اور بیمے کے شعبوں میں مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں حالیہ سہ ماہی کا بلند منافع حوصلہ افزا ہے۔

2.2 زراعت

ابتدائی تخمینوں کے مطابق مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران خریف کی بڑی فصلیں ملی جلی کارکردگی کی تصویر پیش کرتی ہیں۔ مجموعی طور پر چاول اور مکئی کی فصلوں کی کارکردگی موزوں رہی تھی۔ تاہم کپاس کی فصل کا نظر ثانی شدہ تخمینہ سالانہ ہدف کے ساتھ ساتھ گذشتہ برس کی سطح سے بھی خاصا کم تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ گنے کے زیرِ کاشت رقبے میں 3.8 فیصد کمی کے تخمینے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی پیداوار کم رہنے کا امکان ہے۔ بحیثیتِ مجموعی مالی سال 20ء کے دوران زراعت کے لیے 3.5 فیصد نمو کے ہدف کی تکمیل کے حوالے سے شدید خطرات موجود ہیں۔ بالخصوص تقریباً تمام ہی بڑی فصلوں کی یافت میں بتدریج کمی واقع ہو رہی ہے۔

شکل 2.1: موسم خریف میں نہری پانی کی فراہمی
(اپریل تا ستمبر2019ء)

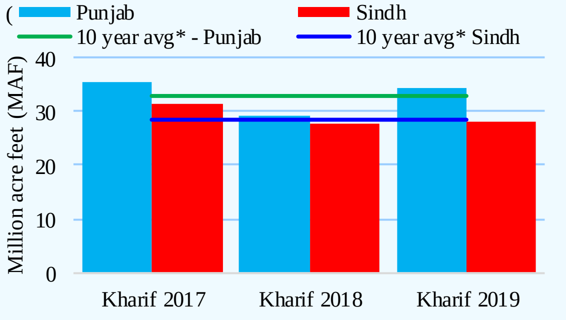

* Average of actual utilization
Data source: Indus River System Authority

خام مال

خریف کے گذشتہ موسم کے مقابلے میں پنجاب میں نہری پانی کی دستیابی خاصی بہتر ہوئی(**شکل 2.1**)۔ سندھ میں نہری پانی کی دستیابی گذشتہ موسم جیسی بلکہ 10 سال سے صوبے کے لیے اوسط دستیابی کے مطابقی رہی۔ تاہم پانی کی دستیابی صوبے میں بھرپور بارشوں کی وجہ سے بہتر ہوگئی جس سے گذشتہ برس خشک سالی جیسی صورتِ حال کے تدارک میں مدد ملی، لیکن پھر بھی کپاس کی فصل کے پکنے کے دوران کے اہم مراحل کے دوران آب پاشی کے لیے پانی کی کچھ کمی کا سامنا رہا، جس نے صوبے میں کپاس کی یافت کم کرنے میں اپنا کردار ادا کیا(**شکل 2.2**)۔[2]

گذشتہ برس کے مقابلے میں 2019ء کے خریف کے موسم میں کھاد کا استعمال بلند رہا تھا۔ بالخصوص یوریا اور ڈی اے پی کا استعمال بالترتیب 4.7اور 8.1 فیصد بڑھا جو گذشتہ موسم میں 10.7 اور 9.6 فیصد گھٹا تھا۔

شکل 2.2 :پہلی سہ ماہی م س20ء میں برسات کے معمول* میں تبدیلی

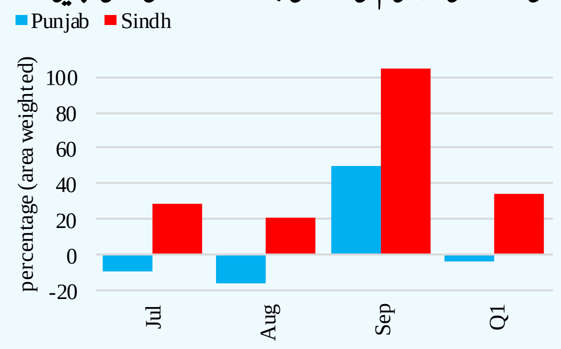

* Normal refers to area-weighted rainfall during 1981-2010
Data source: Pakistan Meteorological Department

اس کے ساتھ ساتھ مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران زرعی قرضے میں اضافہ ہوا اور قرضوں کی تقسیم گذشتہ برس کے مقابلے میں 24.1 فیصد بڑھ گئی (**جدول 2.2**)۔ کچھ کمی کے باوجود ستمبر 2019ء کے اختتام تک زرعی شعبے کو قرضوں کی فراہمی کا حکومت کا مقرر کردہ ہدف 19.5 فیصد تک حاصل ہوگیا، جو گذشتہ برس کے اسی عرصے کی 17.0 فیصد شرح سے بلند تھا۔ نان فارم شعبے کے سلسلے میں

---

[2] ماخذ: ایم این ایف ایس آر کی پریس ریلیز بتاریخ 19، دسمبر 2019ء۔

پولٹری کے کاروبار کو قرضوں کی فراہمی خام مال کی قیمتوں میں اضافے اور وزیر اعظم کے بیک یارڈ پولٹری کے حوالے سے اقدام کے ساتھ ساتھ بڑھی۔

فارم شعبے کے قرضے کے سلسلے میں کارپوریٹ کاشت کاروں میں قرضوں کی تقسیم لگاتار دوسرے سال بھی بلند رہی۔ اس سے قطع نظر مالیت کے اعتبار سے پیداواری مقاصد سے لیے جانے والے قرضے کا بڑا حصہ فارم شعبے کو قرضے کی تقسیم پر مشتمل ہے، اور اس کی بھرپور نمو کو جزوی طور پر بڑھتی ہوئی پیداواری لاگت سے منسوب کیا جاسکتاہے۔ زرعی خام مال جیسے کھاد[3]، ڈیزل[4] حصولِ آب کے لیے، ٹیوب ویل اور فارم مشینری)، اور ٹریکٹروں کی قیمتوں میں اضافے سے کاشت کاروں کے فارم اخراجات پر اثر پڑا۔

جدول 2.2: زرعی قرضوں کی تقسیم (جولائی تا ستمبر)

	روپے (ارب)			نمو (فیصد)	
	م س18ء	م س19ء	م س20ء	م س19ء	م س20ء
فارم شعبہ					
الف۔ پیداوار	57.5	82.4	103.8	43.3	26.0
کوآپریٹ-فارم	2.6	26.7	27.0	926.9	1.1
ب-ترقیات	3.3	6.0	9.3	81.8	55.0
ٹریکٹر	1.1	1.0	0.7	-9.1	-30.0
ج۔ فارم شعبے کا مجموعی (الف+ب)	60.8	88.4	113.1	45.4	27.9
غیر فارم شعبہ					
گلّہ بانی/ڈیری	41.2	61.5	77.8	49.3	26.5
مرغ بانی	24.7	26.6	64.3	7.7	141.7
دیگر	29.1	35.7	8.1	22.7	-77.3
د۔ غیر فارم کا مجموعی	95.0	123.7	150.2	30.2	21.4
زراعت کا مجموعی (ج+د)	**155.9**	**212.1**	**263.3**	**36.0**	**24.1**

اعداد و شمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک

فصلی پیداوار

کپاس

ملک میں کپاس کی پیداوار کا لگ بھگ 9.45 ملین گانٹھوں کا تخمینہ سالانہ ہدف سے خاصا کم رہ گیا (**جدول 2.3**)[5] اور سندھ اور پنجاب دونوں میں پیداوار گذشتہ برس کے مقابلے میں کم رہی۔ خراب موسم نے اس فصل کی کارکردگی میں اہم کردار ادا کیا۔ فصل کی کاشت کے اہم مراحل کے دوران سخت درجہ ہائے حرارت نے، جن میں پچھلے برسوں کی نسبت ستمبر میں 2 سے 5 سیلسئیس کا اضافہ شامل ہے کپاس کو شدید دباؤ میں رکھا۔ اس کے علاوہ کپاس کی کارکردگی سفید مکھی کے وبائی حملوں اور گلابی سنڈی (جس نے پھول کا وزن کم کر دیا) کے حملے سے بھی متاثر ہوئی۔

[3] گذشتہ عرصے کے مقابلے میں مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران یوریا کی اوسط قیمت میں 18.0 فیصد اضافہ ہوا۔

[4] گذشتہ برس کی بہ نسبت مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ڈیزل کی اوسط قیمت میں 16.0 فیصد اضافہ درج ہوا۔

[5] پاکستان کی مرکزی کمیٹی برائے کپاس کے مطابق کپاس کی پیداوار کا سالانہ ہدف 12.72 ملین گانٹھیں تھا اور سالانہ منصوبہ برائے 2019-20ء کے تحت سالانہ ہدف 15.0 ملین گانٹھیں تھا۔

جدول 2.3: کپاس کی فصل کی کارکردگی

	م س18ء	م س19ء	ہدف	م س20ع	نمو فیصد میں م س19ء	نمو فیصد میں م س20ء
رقبہ (ہزار ایکڑوں میں)						
پنجاب	2,053	1,888	2,145	1,860	-8.0	-1.5
سندھ	612	448	640	615	-26.8	37.3
پاکستان	2,700	2,373	2,895	2,513	-12.1	5.9
پیداوار (ہزار گانٹھوں میں)						
پنجاب	8,077	6,826	7,900	6,671	-15.5	-2.3
سندھ	3,776	2,938	4,600	2,680	-22.2	-8.8
پاکستان	11,946	9,861	12,720	9,451	-17.5	-4.2
یافت (فی ہیکٹر کلوگرام میں)						
پنجاب	669	615	626	610	-8.1	-0.8
سندھ	1,049	1,115	1,223	741	6.3	-33.5
پاکستان	753	707		639	-6.1	-9.5

اعدادوشمار کا ماخذ: مرکزی جائزہ کمیٹی برائے فصلِ کپاس؛ وفاقی کمیٹی برائے امورِ زراعت، اور پاکستان دفترِ شماریات

چاول

چاول کی پیداوار 6.9 فیصد بڑھی اور مالی سال 20ء کے دوران خریف کے موسم میں اس نے سالانہ ہدف بآسانی عبور کرلیا، کیونکہ اس فصل کے لیے زیرِ کاشت رقبہ بڑی حد تک بڑھ گیا(**جدول 2.4**)۔ کسی حد تک اس اضافے کا سبب گذشتہ برس کے مقابلے میں چاول کی عالمی قیمتوں کا بڑھ جانا ہے(**شکل 2.3**)۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ گذشتہ برس کے مقابلے میں مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران باسمتی اور دیگر اقسام کے چاول کی برآمدات کا حجم دگنا ہوگیا (**برائے تفصیلات، باب 5 دیکھیے**)۔

اس سے قطع نظر سندھ میں چاول کی کاشت میں اضافے کی کچھ گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ اگرچہ چاول کی فصل کے زیرِ کاشت رقبے میں خاصا اضافہ ہوا، تاہم اس کی پیداوار میں ہونے والا اضافہ اس اضافے کے تناسب سے قدرے پست رہا تھا۔ اس امر کو گذشتہ برس کے مقابلے میں صوبے کی یافت میں کمی سے جزوی طور پر منسوب کیا جاسکتا ہے۔

گنا

ابتدائی تخمینوں کے مطابق گذشتہ برس کے مقابلے میں مالی سال 20ء کے دوران ملک میں گنے کی پیداوار میں کمی کا امکان ہے (**جدول 2.5**)۔[6] یہ پیداواری حجم زیرِ کاشت رقبے کے رجحان کا عکاس ہے، کیونکہ اس کی یافت مالی سال 19ء کے مقابلے میں لگ بھگ اُتنی ہی رہی۔ علی الخصوص اس فصل کے زیرِ کاشت رقبے میں تخفیف پنجاب کی پیداوار میں، جو ملک میں گنے کی پیداوار کا سب سے بڑا

[6] جدول 2.5 میں چند نظر ثانی شدہ اعدادوشمار سالانہ ترقیاتی منصوبے 2019-20ء اور اقتصادی سروے 2018-19ء میں شائع شدہ عبوری اعدادوشمار سے مختلف ہوسکتے ہیں۔

شکل2.3 (الف) چاول کی عالمی قیمتیں*

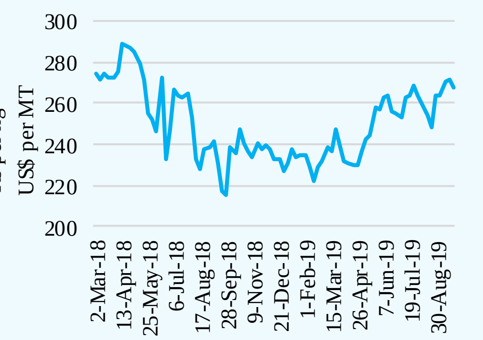

* Chicago Board of Trade
Data source: Bloomberg

شکل 2.3 (ب) چاول کی ملکی قیمتیں

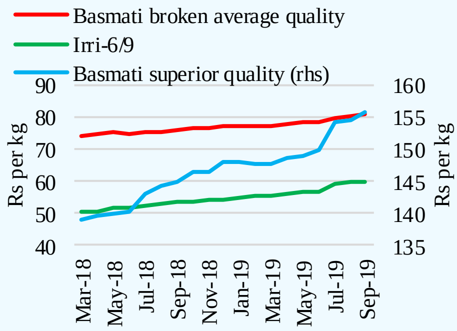

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

علاقہ ہے ، مسلسل دوسرے موسم میں بھی کمی پر منتج ہو سکتی ہے۔ گذشتہ چند برسوں کے گذرے موسموں میں شوگر ملوں کے ساتھ قیمتوں کے تنازعات اور ادائیگیوں میں تاخیر کے سبب کاشت کار گنے کی بوائی کی طرف مائل نہیں، تاوقتیکہ ان مسائل کا سدباب نہ کیا جائے۔

تاہم گنے کی پیداوار میں تھوڑی سی کمی کسی بڑی تشویش کا باعث نہیں بنے گی جس کی وجہ یہ ہے کہ ملکی کھپت کے مقابلے میں گنے کی پیداوار پہلے ہی فاضل ہے۔ مزید برآں، ماضی میں چینی کی برآمد غیر مسابقتی اور زرِ اعانت سے عاری رہی ہے۔ لہٰذا، گنے کے زیرِ کاشت رقبے میں کمی کے ذریعے اسے متوازن بنانا موافق عمل ہے۔[7]

جدول2.4: چاول کی فصل کی کارکردگی

	م س18ء	م س19ء	م س20ء		نمو فیصد میں	
			ہدف	م س20ء ع	م س19ء	م س20ء
رقبہ (ہزار ہیکٹروں میں)						
پنجاب	1,841	1,904	1,869	2,029	3.4	6.6
سندھ	828	690	770	780	-16.7	13.1
پاکستان	2,901	2,810	2,877	3,036	-3.1	8.1
پیداوار (ہزار ٹن میں)						
پنجاب	3,898	3,979	4,000	4,267	2.1	7.2
سندھ	2,851	2,571	2,710	2,746	-9.8	6.8
پاکستان	7,450	7,202	7,432	7,701	-3.3	6.9
یافت (فی ہیکٹر کلوگرام میں)						
پنجاب	2,117	2,090	2,140	2,103	-1.3	0.6
سندھ	3,441	3,725	3,519	3,519	8.2	-5.5
پاکستان	2,568	2,563	2,583	2,536	-0.2	-1.0

ع = عبوری

اعداد و شمار کا ماخذ: ایم این ایف ایس آر اور وفاقی کمیٹی برآئے زراعت

[7] یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ صوبوں کو پہلے یہ ترغیب دلائی گئی تھی کہ وہ گنے کے زیرِ کاشت رقبے کو کم کرنے کے لیے اپنی حکمت عملی تشکیل دیں، کیونکہ گنے کی پیداوار کے لیے وافر مقدار میں پانی درکار ہوتا ہے اور ملک کے کچھ مخصوص حصوں میں پانی کی قلت پہلے ہی ایک مسئلہ ہے۔ تفصیلات کے لیے ایف سی اے برائے ربیع موسم 2018-19ء کے گیارہویں اجلاس کی روداد ملاحظہ فرمائیے۔

2.3 بڑے پیمانے کی اشیاسازی

بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی کارکردگی معاشی سُست روی کے باعث مزید متاثر ہوئی۔ سال بسال بنیاد پر مالی سال 20 کی پہلی سہ ماہی کے دوران اس شعبے کی کارکردگی 5.9 فیصد گھٹی، جو مالی سال 19ء کے اسی عرصے کے دوران 0.6 فیصد کم ہوئی تھی (**جدول 2.6**)۔ یہ تخفیف وسیع البنیاد تھی۔ تعمیرات سے منسلکہ صنعت، پیٹرولیم اور گاڑیوں کی صنعتوں کی کارکردگی بدستور منفی ڈگر پر گامزن رہی جبکہ کھاد اور برقی آلات کی کارکردگی مثبت رہی۔ چھوٹے یونٹس کو گیس کی رسد بحال ہونے کی وجہ سے یوریا کی پیداوار میں اضافہ ہوا۔ الیکٹرک موٹروں کی بھرپور طلب کے باعث برقی آلات کے اس ذیلی شعبے میں نموہوئی۔

جدول 2.5 : گنے کی فصل کے ابتدائی تخمینے

	م س18ء	م س19ء	ہدف	م س20ءع	نمو (فیصد) م س19ء	نمو (فیصد) م س20ء
رقبہ (ہزار ہیکٹروں میں)						
پنجاب	859	711	753	661	-17.3	-7.0
سندھ	333	280	310	287	-16.1	2.7
پاکستان	1,342	1,102	1,179	1,060	-17.9	-3.8
پیداوار (ہزار ٹن میں)						
پنجاب	55,068	44,906	44,906	42,218	-18.5	-6.0
سندھ	20,612	16,691	18,339	16,985	-19.0	1.8
پاکستان	82,128	67,174	68,702	64,771	-18.2	-3.6
یافت (فی ہیکٹر کلو گرام میں)						
پنجاب	64,107	63,194	59,636	63,846	-1.4	1.0
سندھ	61,898	59,724	59,158	59,157	-3.5	-1.0
پاکستان	61,198	60,960	58,271	61,103	-0.4	0.2

ع = عبوری

اعداد و شمار کا ماخذ: ایم این ایف ایس آر اور وفاقی کمیٹی برائے زراعت، اور اسٹیٹ بینک کے تخمینے

معاشی استحکام کی پالیسیوں سے اس مجموعی سُست روی کی وضاحت کی جاسکتی ہے۔ سخت زری اور مالیاتی پالیسیوں اور شرح مبادلہ میں ردوّبدل، جس کے نتیجے میں جون 2019ء کے دوران روپے کی قدر میں خاصی کمی ہوئی، سے مالی سال 20ء میں صنعت کی سمت وضع کرنے میں مدد ملی۔ بالعموم ان پیش رفتوں سے صنعتی شعبے کا لاگتی ڈھانچہ متاثر ہوا، اور بالخصوص ان صنعتوں پر اثر پڑا جن کا انحصار درآمدی خام مال پر ہے۔ مزید برآں، مہنگائی کی توقعات پر قابو پانے کے لیے اسٹیٹ بینک نے مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پالیسی ریٹ میں 100 بی پی ایس کا اضافہ کرکے اسے 13.25 فیصد تک پہنچادیا جو اکتوبر 2011ء کے بعد بلند ترین سطح ہے۔ طلبی تناظر میں، پست پیداواری نمو نامیہ اجرتوں کے نہ بڑھنے پر منتج ہورہی ہے، جس میں گذشتہ برسوں کے مقابلے میں مہنگائی کی بلند سطح کے مطابق اضافہ نہیں ہورہا ہے، اس کی وجہ سے صارفین کی قوتِ خرید متاثر ہورہی ہے۔ پست طلب کے ساتھ ساتھ آپریشنل اور مالی لاگتوں میں اضافے نے زیرِ جائزہ مدت کے دوران صنعتی کارکردگی میں رکاوٹ ڈالی۔

بڑے پیمانے کی اشیاسازی کی کارکردگی کا ماہانہ رجحان (12 ماہ کی حرکت پذیر اوسط) بھی بڑی حد تک دھیما رہا۔ تاہم اس حوالے سے تھوڑی بہتری سہ ماہی حرکت پذیر اوسط میں نظر آئی۔ **شکل 2.4** سے ظاہر ہوتا ہے کہ گذشتہ دو برسوں کے اسی عرصے کے مقابلے میں مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران کارکردگی کی موسمی تخفیف کی شدت میں تھوڑی کمی آئی۔ تاہم اس حالیہ رجحان کے حوالے سے یہ کہنا بہت مشکل ہے کہ بڑے پیمانے کی اشیاسازی پست ترین استعدادی سطح تک پہنچ چکی ہے۔

پالیسی اقدامات کے ساتھ ساتھ مخصوص ضوابطی اقدامات کے باعث بھی معیشت میں اضافی طلب کو قابو کرنے میں مدد ملی۔ اوّل، اضافی کسٹمز ڈیوٹی نے کچھ صنعتوں کی پیداواری لاگت میں اضافہ کر دیا۔ دوم، لین دین کی غرض سے خریدار کا شناختی کارڈ نمبر درج کرنے کا ضابطہ متعارف کرائے جانے سے بھی کاروباری اداروں میں اضطراب پیدا ہوا۔ معاشی سُست روی کے دوران حکومت کی جانب سے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو ٹیکس کے دائرے میں لانے کے لیے جو اقدامات کیے گئے، ان سے بھی کاروباری احساسات پر منفی اثر پڑا۔ نیز بعض مصنوعات جیسے گاڑیوں اور سگریٹ پر فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی عائد ہونے سے ان صنعتوں کی پیداوار متاثر ہوئی۔

جدول 2.6: بڑے پیمانے کی اشیاسازی میں سال بسال نمو (پہلی سہ ماہی)

فیصد میں نمو، حصہ فیصدی پوائنٹس میں

		سال بسال نمو		حصہ نمو میں	
	وزن	م س19ء	م س20ء	م س19ء	م س20ء
بڑے پیمانے کی اشیاسازی	**70.3**	**-0.6**	**-5.9**		
ٹیکسٹائل	20.9	-0.2	0.2	0.0	0.0
سوتی دھاگہ	13.0	0.0	0.2	0.0	0.0
سوتی کپڑا	7.2	0.1	0.1	0.0	0.0
پٹ سن کی مصنوعات	0.3	-8.1	-14.8	0.0	0.0
غذا	12.4	1.5	-8.0	0.2	-1.2
سگریٹ	2.1	4.4	-34.5	0.1	-0.7
نباتی گھی	1.1	2.8	1.7	0.0	0.0
خوردنی تیل	2.2	5.7	-0.8	0.2	0.0
سافٹ ڈرنکس	0.9	-6.7	-8.0	-0.3	-0.3
پیٹرولیم مصنوعات	5.5	-5.4	-14.5	-0.4	-1.0
فولاد	5.4	-2.9	-17.0	-0.2	-0.8
غیر دھاتی معدنیات	5.4	0.1	-0.9	0.0	-0.1
سیمنٹ	5.3	0.1	-1.5	0.0	-0.2
گاڑیاں	4.6	-1.2	-34.1	-0.1	-2.8
جیپیں اور کاریں	2.8	4.7	-38.6	0.2	-1.7
کھاد	4.4	-4.8	15.9	-0.3	0.9
ادویات	3.6	-4.8	-11.9	-0.4	-1.0
کاغذ	2.3	3.9	-2.0	0.1	-0.1
برقی مصنوعات	2.0	16.9	5.5	0.5	0.2
کیمیائی اجزا	1.7	-6.7	-8.9	-0.2	-0.2
کاسٹک سوڈا	0.4	17.2	-21.4	0.1	-0.1
چمڑے کی مصنوعات	0.9	0.5	4.2	0.0	0.1

اعداد و شمار کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

گاڑیوں کی صنعت

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران گاڑیوں کے شعبے کی پیداوار میں 34.1 فیصد کی تخفیف ہوئی، جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے کے دوران اس میں 1.2 فیصد کمی واقع ہوئی تھی (**شکل 2.5**)۔ پیداوار کے شعبہ وار اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کمی وسیع البنیاد تھی (**جدول 2.7**)۔

ملک میں گاڑیوں کی قیمتوں میں مزید اضافے سے اس تنزلی کی وضاحت ہو سکتی ہے جو ان عوامل کا نتیجہ تھی (i): جون 2019ء کے دوران روپے کی قدر میں 6.0 فیصد کمی کے اثرات کی منتقلی؛ (ii) 1000 سی سی، 1001 تا 2000 سی سی اور 2000 سی سی سے زائد کی کاروں پر بالترتیب 2.5، 5.0 اور 7.5 فیصد کی فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی کا نفاذ (**شکل 2.6**)؛ اور (iii) گاڑیوں کے پرزوں پر اضافی کسٹمز ڈیوٹی کی شرح میں اضافہ[8] ۔ گاڑیوں کی قیمتوں میں یہ اضافہ ایک ایسے وقت ہوا جب ممکنہ صارفین کی حقیقی اجرتیں بھی کم ہو گئی تھی۔

شکل 2.4: بڑے پیمانے کی اشیا سازی کی ماہانہ نمو (رواں اوسط)

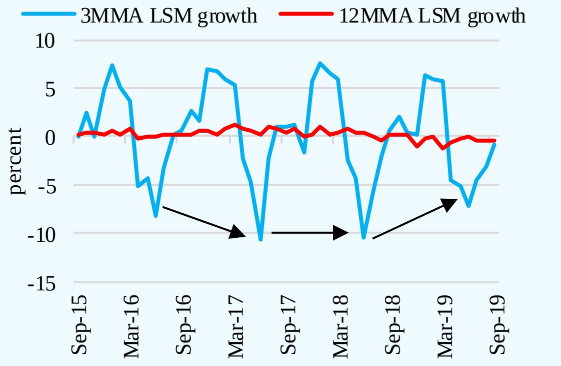

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

مزید برآں، موجودہ بلند شرح سود نے صارفین کو مالکاری کی سہولتیں حاصل کرنے سے باز رکھا۔ رویے میں یہ تبدیلی مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں آٹو فنانس کے تحت 1.9 ارب روپے کی خالص واپسی سے عیاں ہے جبکہ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں 5.0 ارب روپے لیے گئے تھے۔ اس امر نے سہ ماہی کے دوران گاڑیوں کی طلب دھیمی کرنے میں بھی اپنا کردار ادا کیا۔

شکل 2.5: پہلی سہ ماہی میں گاڑیوں کے شعبے کی نمو

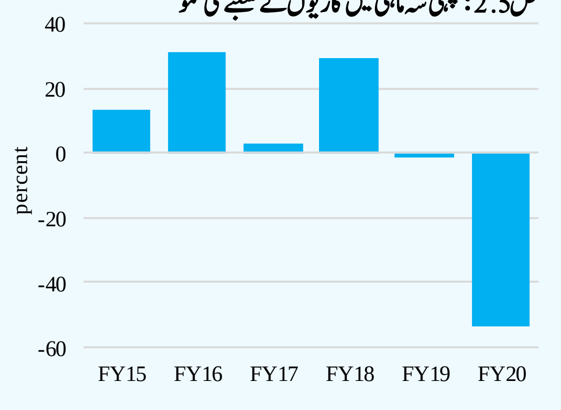

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

یہ بات قابل ذکر ہے کہ نئے اسمبلرز پہلے ہی اپنی پیداواری سرگرمیاں شروع کر چکے ہیں، بالخصوص کاروں کے زمرے میں۔ تاہم ان نو وارد اور موجودہ اداروں کو ایک مشکل دور کا سامنا ہے کیونکہ معیشت پست نمو کے مرحلے سے گذر رہی ہے۔ ان نو وارد اداروں کو ملکی منڈی میں شامل کرنے اور گاڑیوں کی صنعت کو معاشی دائروں اور درآمدی دباؤ کے اضافی اثرات سے بچانے کے لیے بھی بہتری کے متعدد

[8] ایف بی آر ایس آر او 6702019(I)/ء بتاریخ 28 جون 2019ء۔

ساختی اقدامات کی ضرورت ہے۔ جن میں (i) گاڑیوں کی اسمبلنگ کے عمل کو زیادہ سے زیادہ مقامی سطح پر پورا کرنا؛ (ii)، تحفظ کی پالیسیوں کا باب بند کرکے شعبے کے تمام فریقوں کو یکساں مواقع فراہم کرنا؛ اور (iii) گاڑیوں کی مالکاری کے کاروبار میں منڈی کی رکاوٹیں دور کرنا شامل ہیں۔

جدول 2.7: پہلی سہ ماہی کے دوران گاڑیوں کے شعبے کی پیداوار

	م س19ء	م س20ء	نمو (فیصد) م س19ء	نمو (فیصد) م س20ء
تمام کاریں	53,258	33,122	8.0	-37.8
800 سی سی سے کم	12,854	11,817	8.5	-8.1
800 سے 1000 سی سی کے درمیان	13,515	9,524	3.9	-29.5
1000 سی سی سے زیادہ	26,889	11,781	10.0	-56.2
ایس یو ویز	2,147	867	-22.5	-59.6
لائٹ کمرشل گاڑیاں	11,947	8,570	-6.3	-28.3
ٹرک	2,049	799	-16.4	-61.0
بسیں	281	157	-4.4	-44.1
ٹریکٹرز	13,939	9,589	-10.8	-31.2
موٹر بائیکس	456,521	370,771	-2.6	-18.8

اعداد و شمار کا ماخذ: پاکستان آٹو موٹو مینو فیکچررز ایسوسی ایشین (پاما)

تعمیرات سے منسلکہ صنعتیں

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں تعمیرات سے منسلکہ صنعتوں کی کارکردگی میں گراوٹ مزید بڑھ گئی (**شکل 2.7**)۔

سیمنٹ

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران سیمنٹ کی صنعت کی پیداوار میں 1.5 فیصد کمی ہوئی جبکہ بڑے پیمانے پر اشیا سازی کے اعداد و شمار کے مطابق گذشتہ برس اس میں تھوڑا سا اضافہ ہوا تھا۔ اس کا سبب ملک میں طلب کا دھیما ہونا ہے گو کہ مالی سال 20ء میں ستمبر سے بہتری کی کچھ علامات واضح ہونا شروع ہوئی ہیں۔ دوسری جانب کلنکر کی برآمدات سے بڑی حد تک نقصانات کی تلافی میں مدد ملی، البتہ سہ ماہی کے دوران یہ برآمدات مجموعی پیداواری نمو کو مثبت سمت میں لے جانے کے لیے ناکافی ثابت ہوئیں۔

شکل 2.6: گاڑیوں کی قیمتوں میں اضافہ

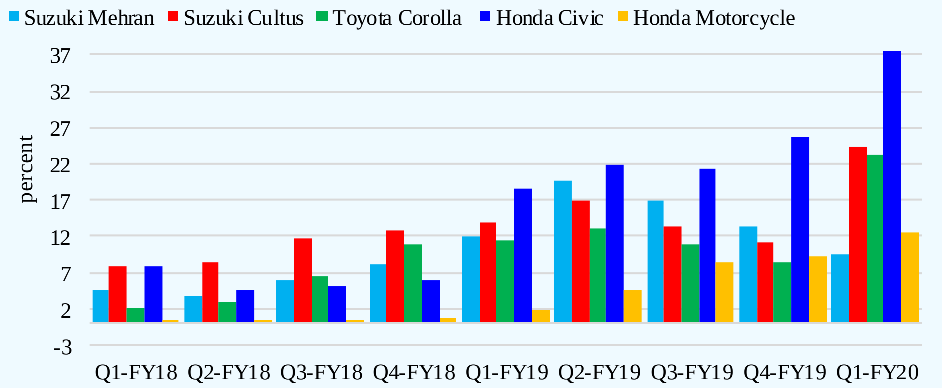

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

شکل 2.7: تعمیرات سے منسلک صنعتوں میں سال بسال تبدیلی

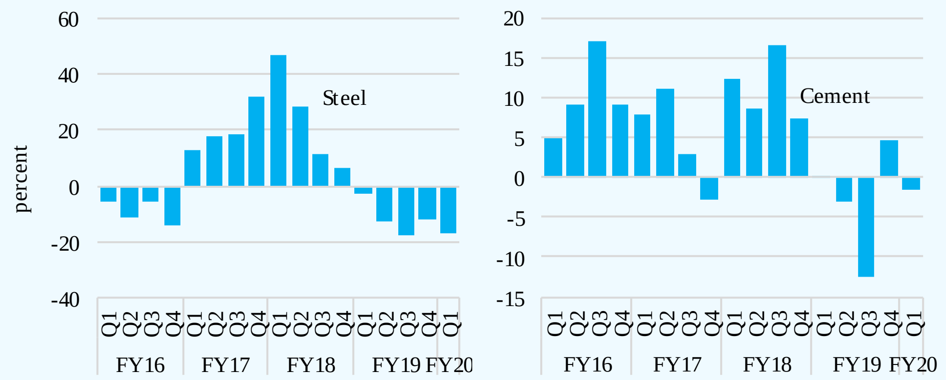

آل پاکستان سیمنٹ مینوفیکچرر ایسوسی ایشن (اے پی سی ایم اے) کے مطابق مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران سیمنٹ کی برآمدات میں 17.6 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ گذشتہ برس اس میں 30.8 فیصد کی نمو ہوئی تھی۔[9] بھارت کو برآمدات کم ہونے سے افغانستان کو تیار سیمنٹ اور بیشتر افریقی ممالک کو کلنکر کی برآمدات میں اضافہ ہوا، جس سے مقامی پیداکنندگان کو فائدہ پہنچا۔ بالخصوص کلنکر کی برآمدات میں گذشتہ برس کے مقابلے میں 121.9 فیصد کا اضافہ درج ہوا، جس سے اِس شعبے کو خاصی تقویت ملی کیونکہ اس نے گذشتہ چند برسوں میں بھرپور استعداد کاری کی تھی اور صرف پچھلے دو برسوں میں مجموعی استعداد 20.0 فیصد سے زیادہ بڑھائی تھی (**جدول 2.8**)۔

جدول 2.8: سیمنٹ کی ترسیل اور نمو

		ترسیل (ملین ٹن)		نمو (فیصد)	
		ملکی	برآمدات	ملکی	برآمدات
م س 18ء	سہ 1	9.0	1.3	21.6	-13.3
	سہ 2	10.7	1.1	12.6	-15.4
	سہ 3	11.4	1.0	17.5	11.1
	سہ 4	9.9	1.3	8.8	44.4
م س 19ء	سہ 1	9.1	1.7	1.1	30.8
	سہ 2	10.6	1.7	-0.9	54.5
	سہ 3	9.8	1.6	-14.0	60.0
	سہ 4	10.9	1.4	10.1	7.7
م س 20ء	سہ 1	9.1	2.0	0.0	17.6

اعداد و شمار کا ماخذ: آل پاکستان سیمنٹ مینوفیکچررز ایسوسی ایشن

دریں اثنا، انفراسٹرکچر اور مکانات پر سرکاری و نجی سرمایہ کاری دھیمی ہونے کی وجہ سے ملک میں

[9] تاہم، یہ امر پی بی ایس کے برآمدی اعداد و شمار سے مختلف ہے، جو مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران سیمنٹ کے برآمدی حجم میں 5.2 فیصد کی سال بسال کمی ظاہر کرتا ہے۔

سیمنٹ کی فروخت مدھم رہی۔ بلند تعمیراتی لاگت نے رئیل اسٹیٹ ڈویلپرز کو تعمیرات سے دور رکھا۔ اس کے ساتھ ساتھ بڑے پیمانے کے ڈویلپرز جو اپنے کاموں کے لیے بینکوں کے قرضوں پر انحصار کرتے ہیں انہوں نے ماکاری کی بلند لاگت کے سبب اپنی سرمایہ کاری روکے رکھی۔

فولاد

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں فولادی صنعت کی گراوٹ بدستور جاری رہی اور پیداوار میں 17 فیصد کی کمی واقع ہوئی۔ فولادی بلٹس جو زیادہ تر تعمیراتی سرگرمیوں کے لیے استعمال ہوتے ہیں، مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے مقابلے میں ان کی پیداوار کم ہو گئی۔ جیسا کہ پہلے تذکرہ کیا گیا ہے، بلند تعمیراتی لاگت اس ابتر کارکردگی کی بنیادی وجہ ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ سال شروع ہونے سے قبل روپے کی قدر میں کمی، بلند ماکاری لاگت اور قرضوں کے استعمال کی پست سطح کے عوامل صنعت کے بڑے فریقوں کے لیے بلند لاگت پر منتج ہوئے، اور انہوں نے پیداکنندگان کی قیمتوں کا تعین کرنے کی سکت کم کرنے میں بھی اپنا کردار ادا کیا۔ بلند قیمتوں کی بنا پر طلب کم ہونے کی وجہ سے صنعت کی نفع آوری بھی سکڑ کر رہ گئی۔

غذا

سگریٹ، سافٹ ڈرنکس اور خوردنی تیل کے زمروں کی کمزور کارکردگی کی بنا پر غذائی شعبے کی نمو بدستور منفی رہی۔ سگریٹ پر فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی اور سافٹ ڈرنکس پر اضافی ٹیکس کے نفاذ کے حوالے سے غیر یقینی صورتِ حال نے صنعت کو متاثر کیا۔ خوردنی تیل کی پروسیسنگ میں تخفیف ہوئی کیونکہ اس کے متبادل (گھی) کی پیداوار میں اضافہ ہو گیا تھا۔ اس کی بنیادی وجہ سویابین تیل، جو خوردنی تیل کی تیاری کا اہم جز ہے، کی قیمتوں کے مقابلے میں پام تیل (گھی کی پیداوار کا اہم جز) کی درآمدی قیمت میں بڑی حد تک کمی آنا ہے۔

سگریٹ

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں سگریٹ کی صنعت کی پیداوار 34.5 فیصد گھٹ گئی جبکہ گذشتہ برس کے اسی عرصے میں اس میں 4.4 فیصد کی نمو ہوئی تھی۔ اس کی اہم وجہ دو سطحوں کے لیے فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی کی شرحوں میں بڑی حد تک اضافہ اور مقامی پیداکنندگان کے لیے تیسری سطح کا خاتمہ تھا (**جدول 2.9**)۔

فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی میں اضافے کے سگریٹ کی باضابطہ صنعت کی نمو پر منفی اثرات پڑے کیونکہ اس کی وجہ سے صارفین سستے متبادلوں کی طرف مائل ہوئے، جو ٹیکس کے دائرے سے باہر غیر قانونی مصنوعات ہیں۔ ان میں مقامی طور پر تیار ہونے والے جعلی اور بیرون ملک

سے اسمگل ہونے والے برانڈز شامل ہیں۔ حکومت نے منڈی میں غیر قانونی مصنوعات کی موجودگی پر قابو پانے کی غرض سے ٹریک اور ٹریس پروگرام تشکیل دیا ہے، جس کی مدد سے ان مصنوعات کو تلاش اور بلیک مارکیٹ میں تمباکو کے غیر قانونی تاجروں کو سزا دی جاسکے گی۔

جدول2.9:سگریٹ پر فیڈرل ایکسائزڈیوٹی میں تبدیلی

تاریخیں	سطح اوّل	ایک ہزار سگریٹ کے نرخ (Price in Pak rupee)	فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی
جون16ء	سطح اوّل	4000سے زیادہ	3436
	سطح دوم	4000سے کم	1534
مئی17ء	سطح اوّل	4500سے زیادہ	3740
	سطح دوم	نرخ2925سے زیادہ اور4500سے کم	1670
	سطح سوم	2925سے کم	800
اپریل18ء	سطح اوّل	4500 سے زیادہ	3964
	سطح دوم	نرخ2925سے زیادہ اور4500سے کم	1770
	سطح سوم	2925سے کم	848
ستمبر18ء	سطح اوّل	4500سے زیادہ	4500
	سطح دوم	نرخ2925سے زیادہ اور4500سے کم	1840
	سطح سوم	2925سے کم	1250
جون19ء	سطح اوّل	5960سے زیادہ	5200
	سطح دوم	5960 سے کم	1650

اعدادوشمار کا ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو

پیٹرولیم

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پیٹرولیم صنعت میں 14.5 فیصد کا دوہندسی سکڑاؤ درج کیا گیا، جو گذشتہ برس درج کی جانے والی5.4 فیصد کمی سے زیادہ ہے۔ بجلی سازی کے لیے فرنس آئل کا استعمال ترک کیے جانے سے اس کی طلب گھٹ گئی اور صنعتی پیداوار متاثر ہوئی۔ چند آئل ریفائنریاں اب بھی ڈیزل ہائیڈروڈی سلفرائزیشن یونٹس نصب کرنے کے امکانات کا جائزہ لے رہی ہیں جس سے انہیں دیگر پیٹرولیم مصنوعات کی پیداوار بڑھانے میں مدد ملے گی۔ تاہم فی الوقت ریفائنریوں کو فاضل استعداد کا سامنا ہے۔

ٹیکسٹائل

ٹیکسٹائل شعبے کی پیداوار اور برآمدی حجم کے اعدادوشمار میں عدم مطابقت مزید بڑھ گئی۔ ملکی ٹیکسٹائل کی پیداوار کے اعدادوشمار (جیسا کہ بڑے پیمانے کی اشیا سازی میں بتایا گیا) سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا جھکاؤ ابتدائی مصنوعات کی جانب ہے؛ مالی سال20 کی پہلی سہ ماہی کے دوران ان فرموں نے پست کارکردگی کا مظاہرہ کیا، جس کی عکاسی گذشتہ برس کی اسی سہ ماہی کے مقابلے میں 0.2 فیصد کی معمولی نمو سے ہوتی ہے۔ تاہم اس مدت کے دوران مثال کے طور پر ملبوسات کے برآمدی حجم میں بھرپور اضافہ ہوا ہے، جس کی وجہ منڈی کی مبادیات کے تحت شرح مبادلہ میں ردّوبدل ہے۔ جیسا کہ اسٹیٹ بینک کی گذشتہ رپورٹوں میں بھی نشاندہی کی گئی، اعدادوشمار کے ان دو مجموعوں کا جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ ٹیکسٹائل شعبے میں پست قدرِ اضافی مصنوعات (دھاگہ اور کپڑا) سے بلند قدرِ اضافی مصنوعات (جیسے ملبوسات) کی طرف پیش رفت جیسی کچھ تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں۔

شکل 2.8 : پہلی سہ ماہی کے دوران کھاد کی پیداوار

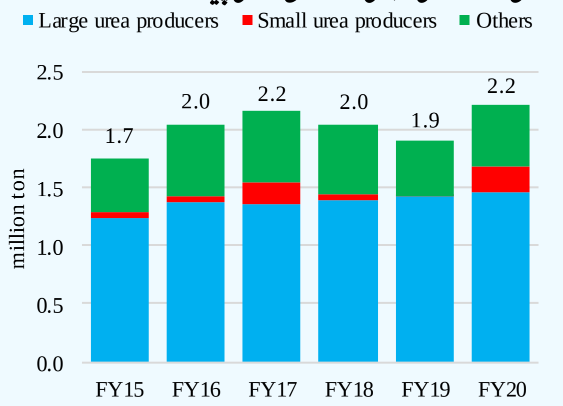

Data source: National Fertilizer Development Corporation

یہ تبدیلی صنعت کے لیے خوش آئند ہے، کیونکہ فرموں نے یورپی اور امریکی منڈیوں میں رسائی کی کوششیں بدستور جاری رکھیں۔ اگرچہ اس مثبت پیش رفت کا پیداواری (بڑے پیمانے کی اشیاسازی) اعدادوشمار میں مکمل طور پر انعکاس نہیں ہوتا، تاہم یہ اس امر کا نتیجہ ہے کہ شرح مبادلہ میں کمی کے بعد صنعت میں مسابقت بحال ہورہی ہے۔ اسے مزید تقویت دینے کے لیے صنعت کے چند بڑے فریقوں نے بھی استعداد کے استعمال کی سطح کو بڑھادیا ہے۔

کھاد

مالی سال 20 کی پہلی سہ ماہی کے دوران کھاد کے شعبے کی پیداوار میں 15.9 فیصد اضافہ ہوا، جبکہ گذشتہ برس اس میں تخفیف ہوئی تھی۔ اس اضافے میں یوریا کے چھوٹے اور بڑے دونوں پیداکنندگان کا کردار ہے، جس کی بنا پر پہلی سہ ماہی میں یوریا کی پیداوار ریکارڈ بلند سطح پر رہی۔ یوریا کے چھوٹے پیداکنندگان کی پیداوار میں بھرپور اضافہ ہوا،[10] جبکہ مالی سال 20 کی پہلی سہ ماہی کے دوران بڑے پیداکنندگان نے بھی اپنے آپریشنز میں 2.5 فیصد اضافہ کیا (گذشتہ برس کے اسی عرصے میں 2.3 فیصد نمو کے برعکس)، جیسا کہ **شکل 2.8** سے ظاہر ہے۔ اس شرح کے حساب سے مالی سال 20ء کے دوران ملک میں یوریا کی فاضل پیداوار ہوگی۔

شکل 2.9 : کھاد کی قیمتیں

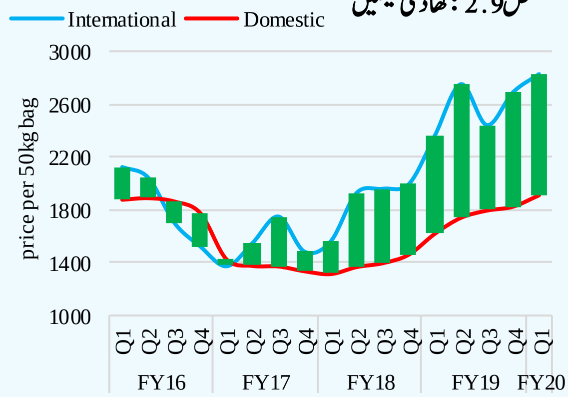

Data source: National Fertilizer Development Corporation

ملک میں سال کے دوران یوریا کی استعداد کے انجذاب کا حجم تقریباً چھ ملین ٹن ہے۔ طلب کے مقابلے میں پیداوار بڑھ جانے سے فاضل رسد کو عالمی منڈی میں برآمد کیے جانے کی ضرورت ہے۔ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے بعد سے یوریا کی

[10] یہ بات قابل ذکر ہے کہ گذشتہ برس یہ یونٹ گیس کی عدم دستیابی کے وقت بند رہے تھے، جو ایک ستا جزِ خاص ہے۔ تفصیلات کے لیے اسٹیٹ بینک کی رپورٹ بعنوان "پاکستانی معشیت کی کیفیت برائے پہلی سہ ماہی مالی سال 19ء" کا باب 2 دیکھیے۔

عالمی قیمتوں میں لگ بھگ 19.7 فیصد اضافہ ہوچکا ہے، جس سے یوریا کے پیداکنندگان کو موزوں قیمتوں پر اسے برآمد کرنے کے مواقع پیدا ہورہے ہیں۔مالی سال19ء کی پہلی سہ ماہی میں کھاد کے 50 کلو کے تھیلے کی ملکی اوسط قیمت 1911روپے تھی جبکہ عالمی اوسط قیمت 2821روپے تھی۔ قیمتوں میں اس واضح فرق کا مطلب یہ ہے کہ پیداکنندگان اپنے اضافی ذخائر پر خوب منافع کماسکتے ہیں(**شکل2.9**)۔

شکل2.10: برقی مصنوعات کی پیداواری نمو

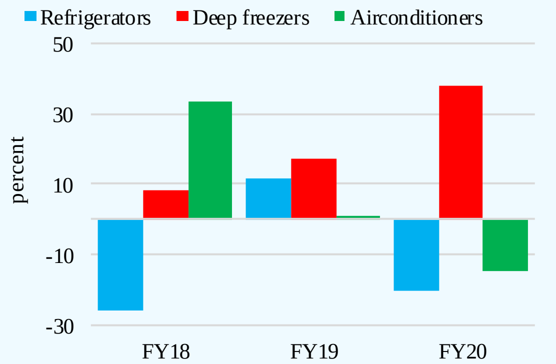

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

تاہم حکومت کی طرف سے کھاد کے پلانٹس کو زرِاعانت کی فراہمی کے طفیل ہی یہ برآمدی مواقع پیدا ہوئے ہیں۔ برآمدات کی اجازت دینے سے قبل جتنا ممکن ہو حکومت کو زرِاعانتی لاگت کی بازیافت کرنی چاہیے۔ بصورت دیگر غیر ملکی استعمال کنندگان کے لیے کھاد کے صَرف پر زرِاعانت دینا معاشی فراست سے بالاتر ہوگا۔

کھاد کی دیگر اقسام(جن میں ڈی اے پی، این پی کے اور ایس ایس پی شامل ہیں) میں بھی تین برس تک کم ہونے کے بعد مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بڑی حد تک بحالی دیکھی گئی۔ بلند پیداوار نے کھادی کی درآمدی ضروریات کو گھٹادیا؛ درحقیقت کھاد(ڈی اے پی) وہ واحد سب سے بڑا اجز تھا جس کی بناپر سہ ماہی کے دوران مجموعی درآمدات میں کمی واقع ہوئی(**باب5**)۔

برقی مصنوعات

مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران برقی مصنوعات کی صنعتی پیداوار 5.5 فیصد بڑھی جبکہ مالی سال19ء کے اسی عرصے کے دوران اس میں 16.9 فیصد کی نمو ہوئی تھی۔ سب سے زیادہ اضافہ برقی موٹروں کے زمرے میں ہوا، جس میں 9.8 فیصد کی نمو ہوئی جبکہ مالی سال19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اس میں 28.8 فیصد نمو ہوئی تھی۔ اس کی ایک ممکنہ وجہ یہ ہے کہ ملکی شرح مبادلہ میں کمی کے بعد صارفین نے درآمدی موٹروں سے پہلو تہی کرتے ہوئے قدرے سستے ملکی متبادلوں کو ترجیح دینا شروع کردی ہے۔ بڑے پیمانے کی اشیاسازی کے اعدادوشمار میں موٹرسازی کی شمولیت اِس نمو کے لیے کسی حد تک مددگار ہے۔

اس دوران بجلی کی قیمتوں میں اضافے اور روپے کی قدر میں کمی کے کچھ اثرات صارفی پائیدار اشیا جیسے ایئر کنڈیشنز اور ریفریجریٹرز پر پڑے (شکل 2.10)۔ بجلی کے نرخوں میں اضافے کی وجہ سے آپریٹنگ لاگت میں اضافہ ہو گیا جبکہ روپے کی قدر میں کمی سے درآمدات پر مبنی ان مصنوعات کی پیداواری لاگت بڑھ گئی۔

2.4 خدمات

مالی سال 20ء کے لیے خدمات کے شعبے کی نمو کا ہدف 4.8 فیصد مقرر کیا گیا ہے، جو گذشتہ برس ہونے والی نمو سے تھوڑا سا ہی زیادہ ہے (شکل 2.11)۔ مزید برآں، گذشتہ پانچ برسوں کے سالانہ اہداف کے مقابلے میں یہ ہدف خاصا پست ہے۔

شکل 2.11: شعبہ خدمات کی نمو

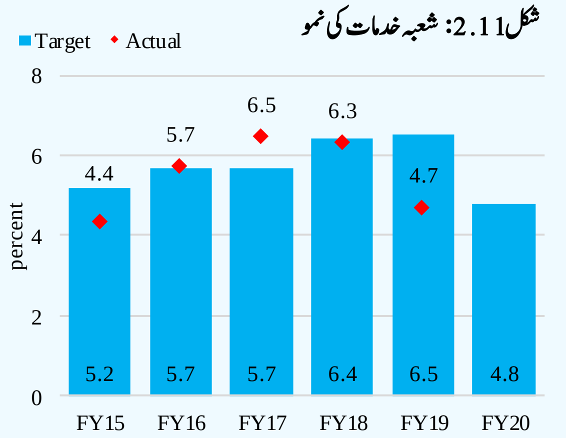

Data source: Planning Commission and PBS

مستقبل قریب میں خدمات کے شعبے کی کارکردگی کا انحصار کسی حد تک اس کے سب سے بڑے زمرے ، تھوک اور خردہ تجارت، پر ہے، جو داخلی طور پر اجناس پیدا کرنے والے شعبوں سے منسلک ہے۔ اس تناظر میں مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بڑے پیمانے کی اشیاسازی گھٹ گئی (جدول 2.10)۔ جب تک معاشی استحکام کی پالیسیاں برقرار رہیں گی اس وقت تک درآمدات بھی کم رہنے کی توقع ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ پہلی سہ ماہی کے دوران حکومت کی جانب سے دستاویزیت کے بعض اقدامات کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے مختلف ٹریڈ ایسوسی ایشنز نے ملک گیر ہڑتالیں کیں؛ یہ کشیدگی آخر اکتوبر 2019ء میں معاہدہ طے پانے تک جاری رہی۔ ان تمام عوامل کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے یہ امر حیران کن نہیں تھا کہ گذشتہ برس کے مقابلے میں مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران تھوک اور خردہ تاجروں نے قرضے کا بہت کم استعمال کیوں کیا۔

ٹرانسپورٹ، ذخیرہ کاری اور مواصلات کے زمرے کے اظہاریوں کے حوالے سے کمرشل گاڑیوں کی فروخت یکدم گر گئی اور گذشتہ برس سے آدھی سے بھی کم رہ گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ٹرانسپورٹ کے شعبے کو پیٹرولیم مصنوعات

کی فروخت بھی پست رہی۔ مزید برآں، ایکسل لوڈ کے مجوزہ ضابطے کے نفاذ کے خلاف کاروباری برادری اور ٹرانسپورٹروں نے بھرپور مزاحمت کی حتیٰ کہ حکومت نے اکتوبر 2019ء کے آخر میں ایکسل لوڈ کے ضابطے کا نفاذ سال بھر کے لیے مؤخر کر دیا۔

جدول 2.10: خدمات کے منتخب شعبوں کے اظہاریے (سہ 1)

	م س 19ء	م س 20ء
تھوک اور خردہ تجارت (18.9 فیصد)		
قرضے کا شعبہ جاتی استعمال* - بہاؤ (ارب روپے میں)	-4.9	-43.8
درآمدات (ارب روپے میں)	14.2	11.5
بڑے پیمانے کی اشیاسازی (سال بسال نمو)	-0.6	-5.9
زرعی قرضہ (تقسیم-ارب روپے میں)	212.1	263.3
ٹرانسپورٹ ، ذخیرہ اور مواصلات (12.9 فیصد)		
شعبہ ٹرانسپورٹ کو پیٹرولیم مصنوعات کی فروخت (ملین میٹرک ٹن)	3.6	3.4
کمرشل گاڑیوں کی فروخت (یونٹ)	11,219	5,000
موبائل فون کے صارفین کی تعداد (فیصد)	73.2	76.8
براڈ بینڈ انٹرنیٹ کے صارفین (ملین)	61.6	74.0
بیمہ کاری اور مالیات (3.5 فیصد)		
اثاثے (ارب روپے میں)*	18,118	21,655
امانتیں (ارب روپے میں)*	13,603	14,945
بعد از ٹیکس نفع	34.8	37.3
متعدی تناسب	8.0	8.9
عمومی سرکاری خدمات (8.4 فیصد)		
عمومی سرکاری اور دفاعی اخراجات *** (ارب روپے میں)	932.8	1,009.3

نوٹ: بریکیٹ میں درج ہندسے م س 19ء تک جی ڈی پی میں شعبوں کے حصے ہیں۔

* اسٹیٹ بینک کی جانب سے آئی ایس آئی سی-4 درجہ بندی اختیار کرنے سے تھوک اور خردہ تجارت، اور ٹرانسپورٹ، ذخیرہ اور مواصلات کے زمروں میں تبدیلی کر دی گئی ہے۔ چنانچہ اس صورت میں شعبہ جاتی سطح پر قرضوں کے استعمال کے فریق وار اعداد و شمار کا حصول ممکن نہیں۔

** حصص، آخر ستمبر 2019ء تک

*** صرف وفاقی حکومت

اعداد و شمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک، پاکستان دفترِ شماریات، او سی اے سی، پاما، پی ٹی اے اور وزارتِ خزانہ

مالیات اور بیمے کے زمرے کے حوالے سے گذشتہ برس کی اسی سہ ماہی کے مقابلے میں مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران کمرشل بینکوں کے بعد از ٹیکس منافع میں کچھ بہتری دکھائی دی۔ کسی حد تک اسے بلند خالص سودی آمدنی سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح بڑھتا ہوا انفیکشن تناسب اور غیر فعال قرضوں کا بلند حجم اضافے کے امکانات کو کسی حد تک قابو میں رکھ سکتا ہے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ نقدی پر بہت زیادہ انحصار قائم ہے جس کی عکاسی کرنسی تا ڈپازٹ کے مسلسل بلند تناسب سے ہوتی ہے (**شکل 2.12**)۔ مالی سال 16ء میں بینکاری لین دین پر ودہولڈنگ ٹیکس متعارف کرانے کا حکومتی اقدام نقد میں اس طویل مدت اضافے کی اہم وجہ ہو سکتی ہے۔ اس اقدام کے دورس اثرات کے ساتھ ساتھ ہو سکتا ہے کہ مالی سال 19ء سے اب تک بلند مہنگائی کے سبب بھی لوگوں

نے لین دین کے لیے زائد نقدی اپنے پاس رکھنے کو ترجیح دی ہو۔ اس سے قطع نظر یہ توقع ہے کہ اسٹیٹ بینک کی طرف سے نومبر 2019ء میں متعارف کرائی جانے والی نظام ادائیگی کی قومی حکمتِ عملی (این پی ایس ایس) کے توسط سے عوام کو نقدی پر مبنی لین دین بتدریج ڈجیٹل ادائیگیوں پر منتقل کرنے کی ترغیب ملے گی۔[11] نئے فریقوں بشمول فن ٹیک اداروں کی نظام ادائیگی میں آمد سے اختراع اور مالی شمولیت کو مزید جلا ملے گی، جس سے مالیات اور بیمے کے شعبے مزید متحرک ہوں گے۔

شکل 2.12: کرنسی تا امانت تناسب

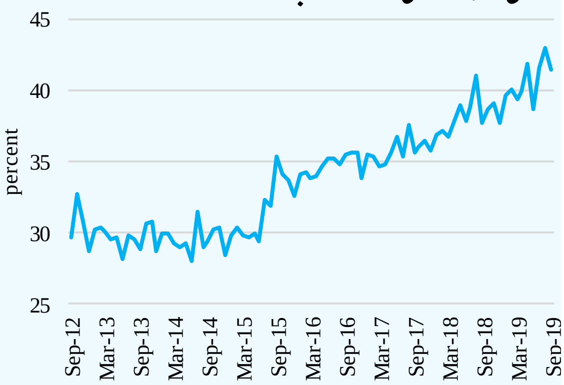

Data source: State Bank of Pakistan

[11] اسٹیٹ بینک کی ویب سائٹ سے این پی ایس ایس کی تفصیلات حاصل کی جاسکتی ہیں۔

3 مہنگائی اور زری پالیسی

3.1 عمومی جائزہ

گذشتہ ڈیڑھ سال کے دوران کلّی اقتصادی استحکام کے لیے کیے گئے اقدامات مالی سال 20ء کے آتے آتے بڑی حد تک کامیاب رہے چنانچہ معیشت میں طلب کے دباؤ پر قابو پالیا گیا۔ تاہم مہنگائی پر قابو پانا خاص طور پر ان عوامل کی بنا پر مشکل ثابت ہوا: (i) شرحِ مبادلہ میں کمی اور توانائی کے نرخوں میں معقولیت لانے کے سبب لاگت کا بڑھتا ہوا دباؤ، (ii) گذشتہ سال بڑا مالیاتی خسارہ اور مرکزی بینک کے ذریعے اس کی مالکاری، اور (iii) چوتھی سہ ماہی کے دوران غذائی مہنگائی میں تیزی سے ہونے والا اضافہ۔ مالی سال 19ء کی ہر اگلی سہ ماہی نے صارف اشاریہ قیمت عمومی مہنگائی میں پہلے سے زیادہ اضافہ کیا، حتیٰ کہ اپریل تا جون 2019ء کے دوران وہ 8.9 فیصد تک جا پہنچی۔ نئے مالی سال کے آغاز پر (جولائی 2019ء) مالی سال 20ء کی مہنگائی کے لیے اسٹیٹ بینک کی پیش گوئی 11 سے 12 فیصد کی بلند حد پر پہنچ گئی جو نہ صرف سابقہ تخمینے سے زائد تھی (**شکل 3.1**) بلکہ وسط مدتی ہدف 5 تا 7 فیصد سے بھی اوپر تھی۔

شکل 3.1: صارف اشاریہ قیمت مہنگائی کے تخمینے (جولائی 2019ء کی پیش گوئی)

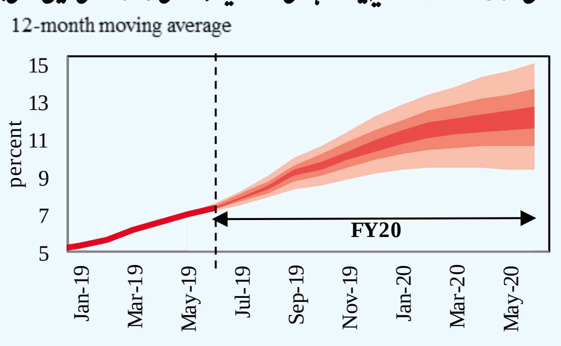

*Probability distribution of risks around the average forecast. Shades indicate various levels of confidence interval.
Data source: SBP staff estimates

ان تخمینوں میں اُس اضافی دباؤ کا مفروضہ کلّی طور پر استعمال کیا گیا تھا جو اِن عوامل سے سامنے آئے تھے: گیس کے نرخوں میں 168 فیصد تک اضافے کی اوگرا کی طرف سے منظوری (جولائی 2019ء سے نافذ العمل)، بجٹ 20-2019ء میں ٹیکس نظام میں معقولیت لانے کے کئی اقدامات کا آغاز، اور شرحِ مبادلہ میں جو کمی مالی سال 19ء کے اواخر میں واقع ہوئی صارفین کو اس کی منتقلی کے متوقع اثرات۔ اگرچہ ان اقدامات سے قیمتوں میں صرف ایک بار اضافہ ہونا تھا تاہم ان سے مہنگائی کی توقعات بھی ممکنہ طور پر مستحکم ہو سکتی تھیں۔ مزید بر آں، حقیقی شرحِ سود میں مزید مطابقت درکار تھی تا کہ مہنگائی کی توقعات کو وسط مدتی ہدف کے قریب مستحکم رکھا جائے۔ چنانچہ زری پالیسی کمیٹی کا جولائی 2019ء میں اجلاس ہوا تو اُس نے پالیسی ریٹ 100 بیسس پوائنٹس بڑھا دیا۔

شکل 3.2: صارف اشاریہ قیمت سال بسال مہنگائی کے اجزائے ترکیبی

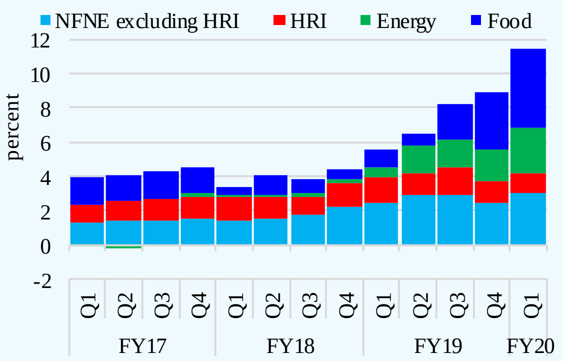

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

سہ ماہی جیسے جیسے آگے بڑھی مہنگائی پر اضافے کا دباؤ ویسے ویسے حقیقت بننے لگا۔ سب سے اونچی جست توانائی کی قیمت کے اشاریے میں دیکھی گئی جو دراصل قدرتی گیس کے نرخوں میں تیزی سے اضافے کے اثرات کی عکاسی تھی۔ صرف اس جست کے اثرات پوری سہ ماہی کے دوران مجموعی مہنگائی میں 1.6 فیصدی درجے اضافہ کر گئے (**شکل 3.2**)۔ جون 2019ء میں شرحِ مبادلہ میں ہونے والی کمی کے اثرات کی منتقلی نے بھی اپنا اثر دکھایا۔ اس نے نہ صرف ایندھن کی قیمتوں (اور نتیجتاً ٹرانسپورٹ کے کرایوں) میں اضافہ کیا بلکہ خام مال کے اخراجات کا جو دباؤ موجود تھا اسے بھی مزید مستحکم کیا۔ دریں اثنا، ٹیکس نظام میں معقولیت لانے کے اقدامات کے تناظر میں متعدد اشیا کی قیمتیں فوری طور پر بڑھتی دیکھی گئیں: (i) فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی کے نفاذ سے سگریٹ، خوردنی تیل / گھی، سیمنٹ، فولاد اور کاروں کی خردہ قیمتیں بڑھ گئیں، (ii) ٹیکسٹائل صنعت کے لیے صفر شرح کا نظام ختم ہونے کی بنا پر کپڑوں کی قیمتیں بڑھ گئیں کیونکہ ٹیکسٹائل اشیا بنانے والوں نے جنرل سیلز ٹیکس کے اثرات صارفین کو منتقل کردیے، اور (iii) شکر پر کم جی ایس ٹی کا دور ختم ہونے سے اس کی خردہ قیمتوں میں جزوی اضافہ ہو گیا۔ بجٹ کے ان اقدامات کے اثرات جولائی 2019ء میں درج کی گئی 2.3 فیصد ماہ بہ ماہ مہنگائی میں بخوبی دیکھے جاسکتے ہیں۔

بعد کے مہینوں میں بھی عمومی مہنگائی کا رجحان اور شدت بڑی حد تک وہی رہی جس کا تخمینہ اسٹیٹ بینک نے قبل ازیں لگایا تھا۔ اہم بات یہ ہے کہ توازنِ ادائیگی میں بہتری (جس سے مارکیٹ پر مبنی شرحِ مبادلہ میں استحکام پیدا ہوا) اور حکومت کی جانب سے مالیاتی نظم وضبط کی پابندی دونوں نے مہنگائی میں اضافے کے ممکنہ خطرات کو دور کرنے میں مدد دی۔ چنانچہ اسٹیٹ بینک کی ستمبر 2019ء میں مہنگائی کی پیش گوئی کم و بیش وہی رہی جو جولائی 2019ء میں رہی تھی۔ ان تبدیلیوں کے پیشِ نظر زری پالیسی کمیٹی نے ستمبر 2019ء کے اپنے اجلاس میں پالیسی ریٹ جوں کا توں رکھا۔

بین البینک منڈی کے لیے یہ فیصلہ حیران کن نہیں تھا کیونکہ جولائی 2019ء کے فیصلے کے بعد مزید زری سختی کی توقعات بڑی حد تک دم توڑ گئی تھیں۔ بینک ٹریژریز اور فنڈ منیجروں کے کئی سروے واضح طور پر ان توقعات کے عکاس تھے کہ شرحِ سود اپنی بلند ترین سطح کو پہنچ چکی (**شکل 3.3**)۔ یہ توقعات اس بات سے بھی ظاہر تھیں کہ پرائمری مارکیٹ میں طویل تر مدت کی سرکاری تمسکات کی طلب بڑھ رہی

تھی، اور یافت کی تفاوت سیکنڈری مارکیٹ میں منفی ہو گئے تھے۔ در حقیقت بینکوں کی گہری نظریں مالیاتی پوزیشن میں آنے والی بہتری اور میزانی مالکاری کے رجحان میں آنے والی نمایاں تبدیلی پر لگی ہوئی تھیں یعنی میزانی مالکاری کا بینکاری ذرائع سے دور ہو کر غیر بینکاری ذرائع کی طرف جانا۔ چنانچہ سرکاری تمسکات کی بیشتر نیلامیوں میں بینکوں نے حد سے زائد بولیاں لگائیں اور اپنی دستیاب سیالیت طویل مدتی معینہ آمدنی والے اثاثوں میں محفوظ کرلی۔

شکل 3.3 : مارکیٹ کی توقعات پر بلوم کا سروے*

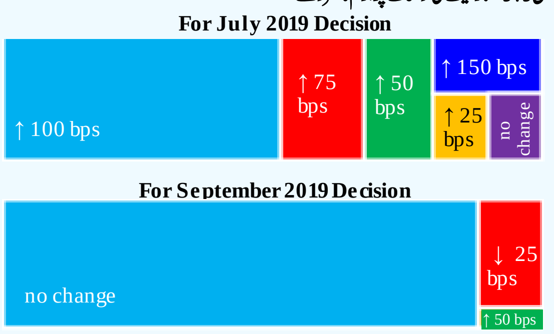

*The survey results are based on the views of economists at various brokerage houses, asset management companies and commercial banks in Pakistan
Data source: Bloomberg

جہاں تک نجی کاروبار کا تعلق ہے، شرح ہائے سود بلند سطح پر برقرار رکھنے کا مطلب یہ تھا کہ انہیں موجودہ سخت مالی صورتِ حال کو برداشت کرنا ہو گا۔ چونکہ شعبہ اشیاسازی میں محدود سرگرمی کی بنا پر قرضے کی طلب پہلے ہی کمزور تھی، بیشتر کاروباروں نے بینک قرضہ لینے سے گریز کیا حتیٰ کہ سیالیت کی اپنی قلیل مدتی ضروریات پوری کرنے کے لیے بھی قرضہ نہ لیا۔ گذشتہ سال تیار شدہ اشیا کے ذخائر بڑھ جانے کی بنا پر نقد رقوم کے بہاؤ میں رکاوٹیں آنے اور خام مال کے اخراجات بڑھنے سے بہت سی فرموں کو اضافی لیوراجیہ (leveraging) کی طرف جانا پڑا تھا، تاہم مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں بہ وزن اوسط شرحِ قرض گاری کے ساڑھے 7 سالہ بلند ترین سطحوں کے قریب

شکل 3.4: غیر مالی فرموں کی مالکاری کی لاگت اور نفع یابی

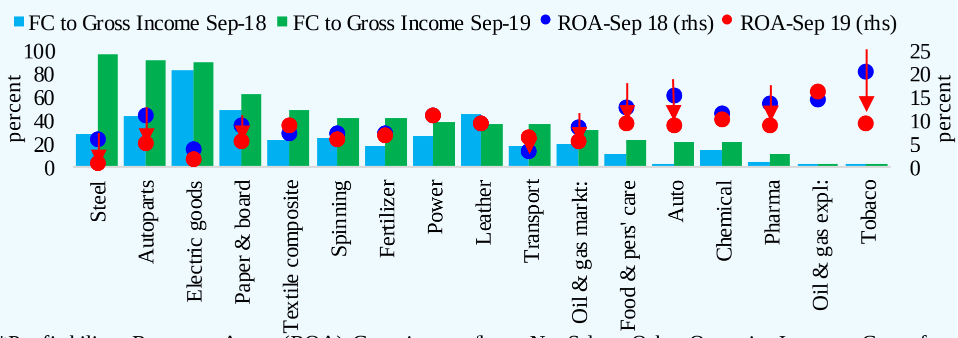

*Profitability= Return on Assets (ROA), Gross income/loss = Net Sales + Other Operating Income - Cost of Goods Sold - Other Operating Expenses.
Data source: Bloomberg (financial data was available for 71 firms)

رہنے کی بنا پر (ماسوائے فولاد اور کار ساز اداروں کے) فرموں کے لیے مشکل ہو گیا کہ سیالیت کی ضروریات بینک قرضے سے پوری کر سکیں۔ مالکاری کی لاگت نے فرموں کا خام منافع کم کرنا شروع کر دیا تھا جو کمزور طلب والے حالات کی بنا پر پہلے ہی دباؤ میں تھے (**شکل 3.4**)۔ چنانچہ متعدد شعبوں نے قرضہ اتارنے کو ترجیح دی، تاہم جاری سرمائے کی تازہ سہولت کے لیے بھی کچھ درخواستیں بینکوں کو موصول ہوئیں۔ بحیثیتِ مجموعی مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں نجی شعبے کے قرضے کی خالص ادائیگی 16.9 ارب روپے رہی۔ معینہ سرمایہ کاری بھی ماندرہی کیونکہ کاروباروں اور صارفین میں اعتماد کا فقدان پایا گیا (**شکل 3.5**)۔

جدول 3.1: پہلی سہ ماہی میں زری مجموعے ع

ارب روپے

	اسٹاک میں مطلق فرق		شرح نمو فیصد میں	
	م س19ء	م س20ء	م س19ء	م س20ء
زر2 (الف+ب)	22.4	105.2	0.1	0.6
الف۔ خالص بیرونی اثاثے*	-148.5	260.4	-71.3	17.3
ب۔ خالص ملکی اثاثے	171.0	-155.3	1.1	-0.8
میزانی قرض گیری **	84.6	156.0	0.9	1.3
اسٹیٹ بینک	1,518.3	-1,586.9	42.0	-23.7
جدولی بینک	-1,433.7	1,742.9	-24.8	35.5
اجناسی کارروائیاں	-10.8	-15.6	-1.3	-2.1
نجی شعبہ	127.9	-16.9	2.1	-0.3
سرکاری شعبے کے ادارے	60.7	-2.0	5.8	-0.1
دیگر اجزا	-91.8	-276.0	-8.9	-25.0
زر بنیاد	-31.0	-207.4	-0.6	-3.2

ع: عبوری

* جون 2019ء کے اختتام پر واجب الادا اسٹاک 1,507.1- ارب روپے اور ستمبر 2019ء کے اختتام پر 1,246.6- ارب روپے تھا۔

** یہ اعداد واجب الوصول بنیاد پر ہیں۔ **جدول 4.1** میں دی گئی نقد بینک فنانسنگ کے مطابق نہیں ہیں۔

ماخذ: بینک دولت پاکستان

شکل 3.5: آئی بی اے - ایس بی پی اعتماد سروے

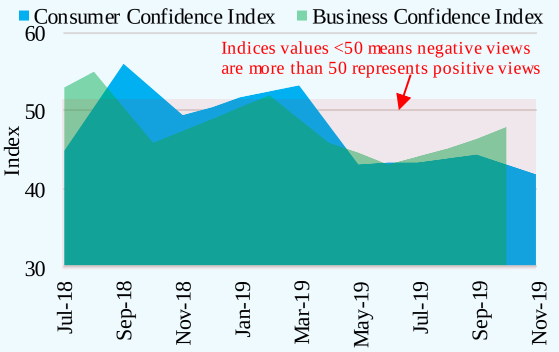

Source: IBA-SBP Consumer and Business Confidence Surveys

3.2 زری مجموعے

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران زرِ وسیع میں 105.2 ارب روپے کا اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ سال اسی مدت میں 22.4 ارب روپے اضافہ ہوا تھا (**جدول 3.1**)۔ گذشتہ تین سال کے رجحان کے برعکس اِس سال تمام اضافہ بینکوں کے خالص بیرونی اثاثوں میں آنے والی بہتری کی بنا پر ہوا جس سے ملک کے توازنِ ادائیگی میں بہتری اور آئی ایم ایف کے ای ایف ایف پروگرام کی پہلی قسط موصول ہونے کی عکاسی ہوتی ہے۔ یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ ایسا

پہلی بار ہو گا کہ حکومت توازنِ ادائیگی میں مدد کے لیے آئی ایم ایف کی قرض گاری کو اپنا بجٹ خسارہ پورا کرنے کے لیے بھی استعمال کرے گی (چنانچہ یہ حکومت کے لیے واجبات سمجھے جائیں گے، نہ کہ مرکزی بینک کے)۔[1] خالص بیرونی اثاثوں کے برعکس، بینکوں کے خالص ملکی اثاثوں میں کمی آگئی، کیونکہ خالص میزانی قرض گیریوں میں (مجموعی بنیادوں پر) اضافہ نجی شعبے کی طرف سے قرضے کی ادائیگی اور اسٹیٹ بینک کے منافع میں تیزی سے اضافے کی بنا پر (دیگر اجزا کو نکالنے سے جس میں کمی آئی) بخوبی زائل ہو گیا۔

جدول3.2: پہلی سہ ماہی میں ڈپازٹس میں فرق بلحاظ شعبہ*

	فیصد	ارب روپے	
	جون2019ء میں	**م س19ء**	**م س20ء**
مجموعہ	100.0	1.6	-193.4
جس میں سے:			
I۔ سرکاری	14.8	-48.0	-88.9
II۔ غیر مالی سرکاری ادارے	6.1	24.8	42.0
III۔ غیر بینک مالی ادارے	3.2	13.8	27.1
IV۔ نجی شعبے کے کاروباری ادارے	21.5	-60.5	-135.6
V۔ نجی	49.2	106.0	-29.1
الف۔ تنخواہ دار افراد	12.4	34.2	-29.3
ب۔ ذاتی کاروبار	21.4	11.1	-14.6
ج۔ دیگر ذاتی	15.5	60.8	14.9
VI۔ دیگر	0.5	-4.2	-30.3

* جولائی2019ء کے بعد سے اسٹیٹ بینک نے آئی ایس آئی سی 4.0 درجہ بندی اختیار کرلی، چنانچہ م س19ء اور م س20ء کے شعبہ وار اعداد و شمار کا پوری طرح موازنہ نہیں کیا جاسکتا۔

ماخذ: بینک دولت پاکستان

جہاں تک واجبات کا تعلق ہے تو زیرِ گردش کرنسی مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 5.8 فیصد بڑھی جو پانچ سہ ماہیوں کی بلند سطح ہے۔ کمرشل بینکوں کے ڈپازٹ 1.4 فیصد گر گئے جبکہ مجموعی طور پر کرنسی اور ڈپازٹ کا باہمی تناسب مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بڑھ کر اب تک کی بلند ترین سطح 42.0 فیصد (اوسطاً) تک جا پہنچا۔ اس کی وجہ مہنگائی کی موجودہ بلند سطح کے علاوہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ملک میں بڑھی ہوئی مالی جانچ کاروباروں اور گھرانوں کے اندیشوں میں اضافہ کر رہی ہے۔ کاروباری ادارے گذشتہ تین سال میں بینک سے باہر تصفیے کو پہلی ترجیح دیتے آئے ہیں تاکہ بذریعہ بینک لین دین پر ود ہولڈنگ ٹیکس سے بچا جاسکے۔ تاہم اب جبکہ ٹیکس حکام کی جانب سے ڈپازٹس اور بینکاری لین دین کے اعداد و شمار کا استعمال بڑھ چکا ہے (تاکہ دولت مند افراد اور غیر رجسٹرڈ کاروباروں کا پتہ لگایا جاسکے)، نقد رقم کی بنیاد پر تصفیے کے رجحان میں پہلے سے زیادہ اضافہ ہوا ہے۔ اس کے علاوہ ایسا بھی معلوم ہوتا ہے کہ سخت مالی صورتِ حال نے فرموں اور گھرانوں کو ترغیب دی کہ وہ بینک ڈپازٹس کی شکل میں رکھی گئی اپنی بچتوں کو استعمال کر لیں (**جدول3.2**)۔

[1] اس لیے یہ رقم اسٹیٹ بینک کے خالص بیرونی اثاثوں کے تخمینے کے لیے زرِ مبادلہ کے ذخائر سے منہا نہیں کی جائے گی۔

میزانی قرض گیری

سہ ماہی کے دوران مالیاتی خسارہ تقریباً نصف ہوگیا اور غیر بینک ذرائع سے مالکاری میں اضافہ ہونے لگا۔ چنانچہ بینک قرضے کے لیے حکومت کی طلب گذشتہ سال کی نسبت کم رہی۔ اگرچہ بینکوں سے خالص میزانی قرض گیری بحیثیتِ مجموعی گذشتہ سال سے بلند رہی تاہم اس کا واحد سبب اسٹیٹ بینک کی واجب الوصول سودی آمدنی[2] میں تیزی سے ہونے والا اضافہ تھا۔ یہ اضافہ اِن عوامل کا نتیجہ تھا: (i) آخر جون 2018ء کے مقابلے میں آخر جون 2019ء پر سرکاری قرض گیری کا بلند اسٹاک، (ii) شرح ہائے سود کی بلند سطح، اور (iii) میعادی پریمیم اور سودی ادائیگی کا دورانیہ بدلنے کے اثرات جو آخر جون 2019ء پر قرضے کی نئی خاکہ بندی (debt re-profiling) کا نتیجہ تھی (جس میں ٹی بلوں کی جگہ طویل مدتی پی آئی بیز نے لے لی)۔ واجب الوصول سودی آمدنی کو ملا کر دیکھا جائے تو اسٹیٹ بینک کو حکومت کی خالص واپسی 1.8 ٹریلین روپے تھی جس نے حکومت کی کمرشل بینکوں سے 1.7 ٹریلین روپے کی خالص قرض گیری کو بخوبی زائل کر دیا۔ بحیثیت مجموعی حکومت نے مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بینکوں کو 123.0 ارب روپے نقد واپس کیے۔

میزانی قرض گیری کے ماخذ کے سلسلے میں بینکاری نظام میں ایک واضح تبدیلی دیکھی گئی۔ گذشتہ سال کے برعکس جب حکومت نے کمرشل بینکوں کا قرضہ اتارنے کے لیے اسٹیٹ بینک سے بھاری قرض گیری کی تھی، اِس سال حکومت نے اسٹیٹ بینک کا قرضہ اتارنے کے لیے کمرشل بینکوں سے بھاری قرض گیری کی۔ اس تبدیلی کے دو بڑے اسباب ہو سکتے ہیں۔ اول، حکومت نے ای ایف ایف پروگرام کے تحت عزم کر رکھا تھا کہ وہ اپنا خسارہ پورا کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک سے قرضہ نہیں لے گی۔ یہ وعدہ محض سہ ماہی صفر قرض گیری کا ہدف حاصل کرنے تک محدود نہیں تھا بلکہ عرصیت پوری کرنے والے اسٹیٹ بینک کے قرضے کے اجرائے ثانی سے بھی اسے باز رہنا تھا۔ دوم،

شکل 3.6 (الف): سہ 1 م س 20ء میں ٹی بل کی بولیوں کا رجحان

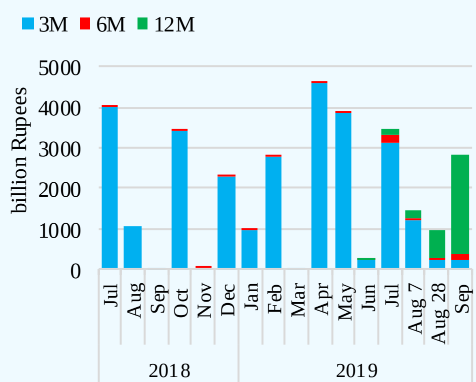

Data source: State Bank of Pakistan

شکل 3.6 (ب): جولائی 2018ء سے پی آئی بی کی بولیوں کا رجحان

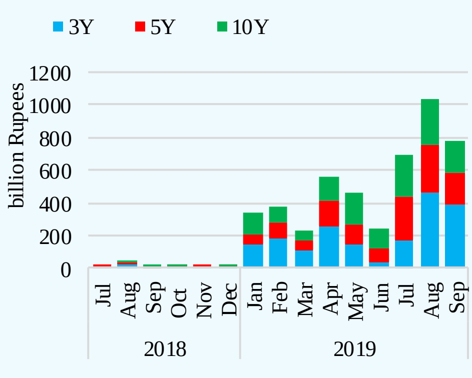

Data source: State Bank of Pakistan

[2] واجب الوصول سودی آمدنی دراصل زری سروے میں میزانی قرض گیری کا ایک ذیلی جز ہے۔ تاہم نقد بنیاد پر میزانی قرض گیری کے تخمینے میں اسے شامل نہیں کیا جاتا۔ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اسٹیٹ بینک کو حکومت کی واجب الوصول کی بنیاد پر خالص واپسی 1.6 ٹریلین روپے اور نقد بنیاد پر 1.8 ٹریلین روپے رہی۔

سرکاری تمسکات میں سرمایہ لگانے کی کمرشل بینکوں کی اپنی خواہش مستحکم رہی۔ خاص طور پر شرحِ سود بڑھنے کی ان کی توقعات بلند ترین سطح کو پہنچ چکی تھیں چنانچہ انہوں نے دستیاب سیالیت کو طویل مدتی سرکاری تمسکات میں لگا دیا۔ مارکیٹ کی توقعات میں یہ تبدیلی بنیادی نیلامیوں میں بولیوں کے انداز میں واضح طور پر دیکھی جاسکتی تھی جن میں بینک طویل مدتی تمسکات کو نمایاں ترجیح دے رہے تھے (**شکل 3.6 الف اور ب**)۔

جدول 3.3: پی آئی بی نیلامی کا خلاصہ (معینہ شرح)

ارب روپے میں

	ہدف	عرصیت	پیشکش*	قبولیت
معینہ شرح				
سہ1-م س20ء	**325.0**	**275.9**	**2,521.2**	**963.5**
سہ1-م س19ء	150.0	461.1	65.2	20.6

ماخذ: بینک دولت پاکستان

پی آئی بیز کے معاملے میں بینکوں کی فعال شرکت م س20ء کے آغاز سے دکھائی دے رہی تھی۔ پی آئی بی کی پہلی نیلامی چونکہ جولائی 2019ء میں پالیسی ریٹ 100 بی پی ایس بڑھنے کے بعد ہوئی تھی اس لیے مارکیٹ نے طویل مدتی بانڈز میں رقوم رکھنے کے لیے اس نیلامی کو مناسب ترین وقت سمجھا۔ بعد میں آنے والی تقریباً تمام نیلامیوں میں بھی بینکوں کی پیشکشیں حکومت کے مقررہ اہداف سے بڑی حد تک زیادہ رہیں (**جدول 3.3**)۔ سہ ماہی کے دوران پی آئی بی کی نیلامیوں میں پیشکشیں ماضی کے مقابلے میں بحیثیت مجموعی بلند ترین رہیں۔ تاہم چونکہ قبولیت نسبتاً محدود رہی اس لیے تقریباً 1.5 ٹریلین روپے مالیت کی طلب پوری ہونے سے رہ گئی۔

شکل 3.7: ثانوی بازار میں یافت کی تفاوت

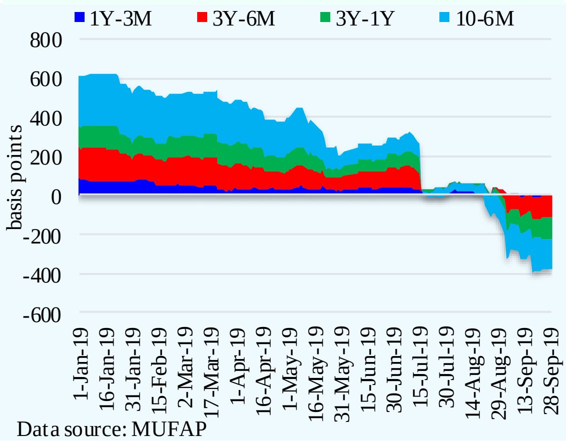

Data source: MUFAP

جدولی بینکوں سے اتنی بلند طلب کے پیشِ نظر حکومت نے اپنی پوزیشن کا لیوراجیہ لیا اور مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 3 سالہ، 5 سالہ اور 10 سالہ پی آئی بیز کے لیے قطع شرحِ سود بالترتیب 75 بی پی ایس، 130 بی پی ایس اور 145 بی پی ایس کم کر دی۔ ثانوی بازار میں بھی یافت کے تفاوت منفی ہوگئے کیونکہ طویل مدتی بانڈز کی طلب اور رسد کا فرق بہت بڑھ چکا تھا (**شکل 3.7**)۔ مارکیٹ کے شرحِ سود پر نقطۂ نظر کے علاوہ بینکوں کی ان توقعات نے بھی

کہ طویل مدتی بانڈز کی آئندہ رسد کم رہے گی، ان وثیقہ جات کی طلب کو مزید مستحکم کر دیا۔ بالخصوص ٹیکس وصولی اور مجموعی مالیاتی پوزیشن میں بہتری آنے سے اور بقیہ سال میں بیرونی مالکاری بلند رہنے کے تخمینوں کے سبب یہ بات بینکوں کے لیے قابلِ فہم تھی کہ اگلے مہینوں میں پی آئی بیز کی رسد پست رہے گی۔

جدول 3.4: ٹی بل نیلامی کا خلاصہ

	ہدف	پیشکش	قبولیت
مجموعی لحاظ سے			
سہ 1-م س20ء	6,800.0	8,715.7	6,995.4
سہ 1-م س19ء	5,450.0	5,119.0	4,687.0
عرصیت نکال کر			
سہ 1-م س20ء	1,620.4	3,536.1	1,815.8
سہ 1-م س19ء	-210.6	-541.6	-973.6

ماخذ: بینک دولت پاکستان

اسی طرح کا رویہ ٹی بل کی نیلامیوں میں دیکھا گیا۔ اگست 2019ء کی پہلی نیلامی تک قلیل مدتی تمسکات یعنی 3 ماہی ٹی بل کے لیے بینکوں نے بولی دی۔ تاہم بعد کی تمام نیلامیوں میں ان کا رویہ بدل گیا اور انہوں نے 12 ماہی ٹی بلوں کے لیے بھاری بولیاں دینا شروع کر دیں۔ حکومت نے ٹی بلوں سے عرصیتوں سے زائد بحیثیتِ مجموعی 1.8 ٹریلین روپے جمع کیے (**جدول 3.4**)۔

ایک طرف ڈپازٹس سے رقوم نکلوائی جارہی تھیں اور دوسری طرف بینک سرکاری تمسکات کی نیلامی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے تھے، چنانچہ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بین البینک منڈی نے سیالیت کی نکاسی کے کئی ادوار دیکھے۔ اس قلت کا جزوی ازالہ نجی شعبے، سرکاری شعبے کے اداروں اور اجناس کی خریداری کے سرکاری اداروں کی طرف سے قرضوں کی خالص واپسی سے ہو گیا۔ سیالیت کی صورتِ حال کو مزید سہل بنانے کے لیے اسٹیٹ بینک نے بین البینک منڈی میں اپنے ادخالات بڑھا دیے، چنانچہ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بازارِ زر کے واجب الادا سودوں کا اوسط حجم بڑھ کر 1.3 ٹریلین روپے ہو گیا، جبکہ گذشتہ سال یہ اوسط 1.0 ٹریلین روپے تھی اور گذشتہ سہ ماہی میں یہ اوسط منفی 247.4 ارب روپے (خالص انجذاب) تھی۔

اس کے ساتھ ساتھ متعدد بار ایسا ہوا کہ شبینہ شرحوں کا اوسط انحراف پالیسی ریٹ سے 100 بیسس پوائنٹس سے بھی زیادہ نیچے چلا گیا (**شکل 3.8**)۔ اس کا بنیادی سبب یہ تھا کہ اسٹیٹ بینک بار بار انجذاب کرنے سے باز رہا اور رقوم کے متوقع اخراج کی بنیاد پر اس نے

جدول 3.5: ریپو مارکیٹ کا خلاصہ

	سہ 1-م س19ء	سہ 1-م س20ء
حجم (ارب روپے میں):		
انجذاب	-2,402.0	-308.8
ادخال	12,825.9	19,673.1
زیریں	-146.5	-537.3
بالائی	491.9	515.0

ماخذ: بینک دولت پاکستان

مارکیٹ کو خود ہی معمول پر آنے کا موقع دیا۔ چنانچہ زیریں حد کی سہولت کا استعمال کمرشل بینکوں نے بڑھا دیا اور انہوں نے مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 537.3 ارب روپے رکھوائے جبکہ ایک سال قبل انہوں نے صرف 146.5 ارب روپے رکھوائے تھے (**جدول 3.5**)۔[3] اس کے نتیجے میں بہ وزن اوسط شبینہ شرح کئی مواقع پر کم ہو گئیں۔

شکل 3.8: شرح سود کوریڈور

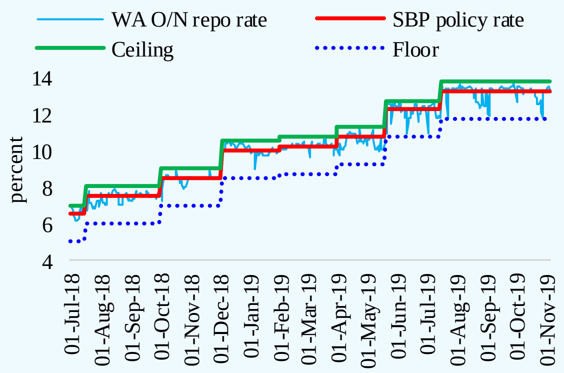

Data source: State Bank of Pakistan

اجناس کی کارروائیاں

گذشتہ سال کے مقابلے میں مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اجناس کی کارروائیوں میں نسبتاً بلند خالص واپسی دیکھی گئی۔ اس میں اہم کردار گندم کا تھا کیونکہ کھاد اور شکر جیسی دوسری اجناس میں سہ ماہی کے دوران زیادہ استعمال درج کیا گیا (**جدول 3.6**)۔ جہاں تک گندم کا معاملہ ہے خریداری کے اہم اداروں نے اپنی سیالیت کی بہتر صورتِ حال کے سبب بینک قرضوں کی کافی رقم واپس کر دی۔ مارکیٹ میں موجود قلت اور قیمت کے دباؤ والے حالات میں یہ ادارے اجناس کا اجرا بڑھانے کے قابل تھے۔

3.3 نجی شعبے کو قرضہ

مالی سال 19ء کی تیسری سہ ماہی سے نجی شعبے کے قرضوں کی جو رفتار دھیمی پڑ گئی تھی وہ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بھی جاری رہی۔ نجی کاروباری اداروں نے سہ ماہی کے دوران بحیثیتِ مجموعی 85.4 ارب روپے کے قرضے واپس کیے جبکہ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 99.0 ارب روپے لیے تھے (**شکل 3.9**)۔

جدول 3.6: پہلی سہ ماہی میں اجناسی مالکاری

بہاؤ ارب روپے میں

	م س19ء	م س20ء
گندم	-12.4	-18.5
چاول	0.0	-0.8
کھاد	0.6	1.8
شکر	0.9	1.9
کپاس	0.0	0.0
مجموعہ	**-10.8**	**-15.6**

ماخذ: بینک دولت پاکستان

[3] مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اسٹیٹ بینک کی زیریں سہولت 46 بار استعمال کی گئی جبکہ گذشتہ سال اسی مدت میں صرف 17 بار استعمال کی گئی تھی۔

شکل 3.9: نجی شعبے کے کاروبار کو قرضوں کے اسٹاک میں سال بسال تبدیلی

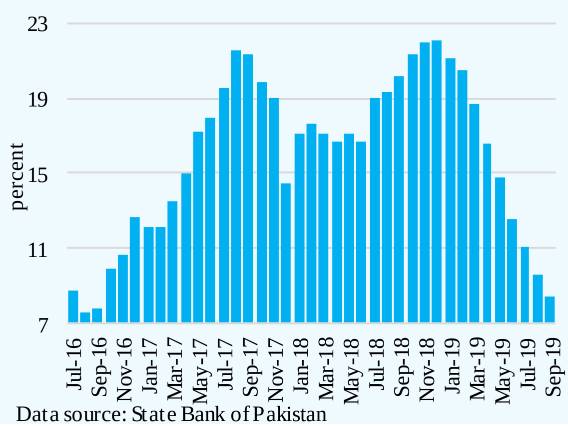

Data source: State Bank of Pakistan

نجی شعبے کے قرضوں کے ملفوف محرکات مجموعی معاشی صورتِ حال سے ہم آہنگ تھے۔ بینک قرضوں کی بیشتر طلب اشیا سازی کے شعبے سے آتی ہے اور اس شعبے کی سرگرمیوں میں سست روی مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مزید بڑھ گئی کیونکہ استحکام کے اقدامات اور ضوابط میں آنے والی تبدیلیوں کا گہرا اثر پڑا تھا۔ خاص طور پر لاگت میں اضافے کے دباؤ اور محاصل بڑھانے کے اقدامات نے کئی اشیا کی قیمت بڑھا دی جس کے سبب صارفین کو پُرتعیش اشیا (جیسے کاریں اور برقی آلات) پر اخراجات گھٹانے پر مجبور کر دیا۔ اس بنا پر متعلقہ صنعتوں میں تیار شدہ ذخائر بڑھتے گئے اور نقد رقوم کے بہاؤ میں مسائل آئے۔ مزید بر آں، تعمیرات کے شعبے میں حالیہ کچھ بہتری سے قطع نظر تعمیرات سے منسلک صنعتوں میں مجموعی احساسات ماند رہے۔ گذشتہ سال ہی سے فرموں کو پست طلب کا سامنا تھا اور انہوں نے سیالیت کے اپنے مسائل سے ابتدائی طور پر نمٹنے کے لیے مزید لیوراجیہ لیا تاہم اس کے نتیجے میں ان کے مالکاری اخراجات بڑھ گئے اور شرح سود بھی مسلسل بڑھتی رہی چنانچہ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اس حکمت عملی کو جاری رکھنا ان کے لیے ممکن نہ رہا۔[4]

شکل 3.10: کارساز اداروں کے جاری سرمائے کے واجب الادا قرضوں کا رجحان

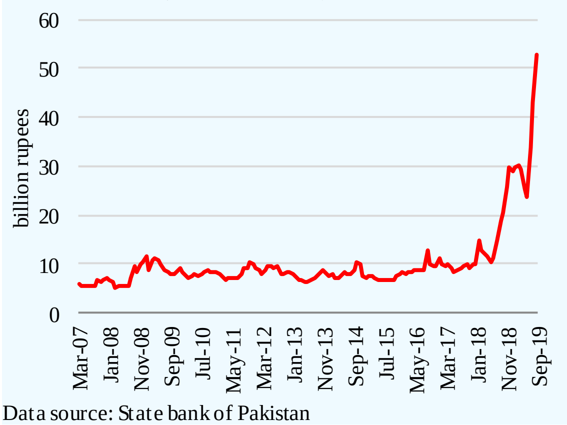

Data source: State bank of Pakistan

اس کے نتیجے میں جاری سرمائے کے قرضوں کی مجموعی طلب زیرِ جائزہ سہ ماہی کے دوران پست رہی۔ جاری سرمائے کے قرضوں کے لیے بینکوں کو موصول ہونے والی درخواستوں کی تعداد میں سال بسال 6.5 فیصد کمی سے بھی یہ بات ظاہر ہے۔

[4] یہ وزن اوسط اضافی شرحِ قرض گاری ستمبر 2019ء میں 13.6 فیصد تک بڑھ گئی جو ستمبر 2018ء میں 8.4 فیصد تھی۔

معینہ سرمایہ کاری کے لیے قرض گیری بڑھ گئی

زیرِ جائزہ سہ ماہی کے دوران معینہ سرمایہ کاری قرضے 14.6 ارب روپے بڑھ گئے۔ ٹیکسٹائل اور بجلی کے شعبوں نے سرمایہ جاتی اخراجات کیے جبکہ سیلولر کمپنیوں نے طویل مدتی قرضہ لیا تاکہ جی ایس ایم لائسنسوں کی تجدیدی فیس ادا کر سکیں۔

جدول 3.7 : نجی شعبے کے کاروباری اداروں کو پہلی سہ ماہی میں قرضہ*

بہاؤ ارب روپے میں

	مجموعی قرضے		جاری سرمائے کے قرضے**		معینہ سرمایہ کاری	
	م س19ء	م س20ء	م س19ء	م س20ء	م س19ء	م س20ء
نجی شعبے کے کاروباری ادارے	**99.0**	**-85.4**	**64.1**	**-100.0**	**34.9**	**14.6**
اشیاسازی	50.5	-50.7	30.2	-46.5	20.3	-4.3
شکر	-21.9	-42.7	-32.3	-36.9	10.4	-5.9
چاول کی پراسیسنگ	-23.4	-21.6	-23.7	-21.7	0.3	0.1
نباتی اور حیواناتی تیل اور چربی	12.1	-12.8	11.8	-12.2	0.2	-0.5
کھاد	-7.4	-19.2	-2.9	-16.5	-4.5	-2.7
کاغذ اور کاغذ کی مصنوعات	4.1	-4.8	5.1	-2.7	-1.0	-2.1
برقی آلات	-7.3	-6.2	-9.1	-3.1	1.9	-3.1
ٹیکسٹائل	29.6	6.6	29.4	-2.0	0.2	8.6
صاف شدہ پیٹرولیم	20.1	-4.1	22.0	-2.9	-1.9	-1.1
سیمنٹ، لائم اور پلاسٹر	17.4	-1.8	6.6	1.4	10.8	-3.2
دیگر غذائی اشیاساز		17.2		15.7		1.5
لوہا اور فولاد	11.3	15.8	8.8	11.9	2.5	3.9
موٹر گاڑیاں	9.9	30.7	8.7	29.4	1.3	1.3
بجلی کی پیداوار، ترسیل اور تقسیم	36.1	9.6	35.7	3.8	0.5	5.8
تھوک اور خردہ تجارت	-4.9	-42.0	-5.1	-36.8	0.1	-5.3
کان کنی اور کوہ کنی	2.0	-5.0	-2.4	-5.8	4.3	0.9
تعمیرات	5.7	-17.1	3.6	-19.0	2.1	1.9
زراعت، جنگل بانی اور ماہی گیری	-2.2	-0.8	0.5	0.6	-2.8	-1.3
ریئل اسٹیٹ کی سرگرمیاں	8.4	5.3	5.3	-0.2	3.1	5.6
نقل و حمل اور ذخیرہ کاری	6.0	4.6	2.2	5.4	4.0	-0.8
ٹیلی مواصلات	1.5	24.4	2.7	-0.4	-1.0	24.8

*م س19ء اور م س20ء کے اعدادوشمار کا پوری طرح موازنہ نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ م س19ء کی پہلی سہ ماہی کی رقوم آئی ایس آئی سی 3.1 کی بنیاد پر ہیں جبکہ م س20ء کی پہلی سہ ماہی کی رقوم آئی ایس آئی سی 4.0 درجہ بندی پر مبنی ہیں۔

** بشمول تجارتی مالکاری

ماخذ: بینک دولت پاکستان

ٹیکسٹائل فرمیں شرحِ مبادلہ کے تعین کے مارکیٹ پر مبنی نظام سے، جی ایس پی پلس کے تحت یورپی یونین کی منڈی تک رعایتی رسائی سے، اور امریکہ کو چین کی ٹیکسٹائل برآمدات پر حال ہی میں ٹیرف کے نفاذ جیسے سازگار حالات سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کرتی رہیں (**باب 5**)۔ اس صنعت نے سہ ماہی میں مشینری کی درآمد پر 8.1 ارب روپے خرچ کیے، ان اخراجات کی مالکاری بنیادی طور پر اسٹیٹ بینک کی رعایتی ایل ٹی ایف ایف سے ہوئی۔ سہ ماہی میں لیے گئے مجموعی قرضوں میں ایل ٹی ایف ایف کا حصہ تقریباً94 فیصد بنتا ہے۔

دوسری جانب، بجلی کی ترسیل اور تقسیم کے زمروں میں طویل مدتی قرضوں میں اضافہ دراصل سی پیک سے منسلک اور کوئلے سے چلنے والے منصوبوں کی طرف سے قرض گیری کی عکاسی کرتا ہے۔ ایک کیس میں اس قرض گیری کا مقصد 660 میگاواٹ کے منصوبے پر کام کی رفتار بڑھانا تھا جو توقع کے مطابق مارچ 2021ء تک کام شروع کردے گا۔ ایک اور کیس میں ایک بڑی آئی پی پی بجلی کے متعدد منصوبوں میں اپنا جزدان بڑھانے کے عمل سے گزر رہی ہے جس کے سبب سہ ماہی میں اُس کی طویل مدتی مالکاری ضروریات بڑھ گئیں۔

ان دو شعبوں کے علاوہ فولاد کے شعبے میں بھی کچھ سرگرمی دیکھی گئی۔ یہ بات اجاگر کرنا ضروری ہے کہ فولاد سازی کے وہ اہم ادارے جو جنوب میں واقع ہیں ملک کے شمالی علاقے میں اپنے اثرات بڑھانے پر توجہ دے رہے ہیں جبکہ غیر تعمیراتی مثلاً گھریلو سازوسامان اور کار سازی جیسے شعبوں کی مارکیٹ میں اپنا حصہ بڑھانے کی کوششیں الگ سے جاری ہیں۔ فولاد ساز فرمیں خصوصی سروس سینٹرز قائم کررہی ہیں تاکہ اِن زمروں سے ممکنہ طلب حاصل کی جاسکے۔ اس کے ساتھ ساتھ بعض فرمیں خود کو متوازن بنانے، جدت کاری اور متبادل (بی ایم آر) لانے کی سرگرمیوں پر بھی سرمایہ لگارہی ہیں، جیسے اپنی بھٹّیوں کو اپ گریڈ کرنا۔

جاری سرمائے کے قرضوں کی خالص واپسی دیکھی گئی

مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران جاری سرمائے کے قرضوں کی خالص واپسی 100.0 ارب روپے رہی جبکہ گذشتہ سال ان قرضوں میں 64.1 ارب روپے اضافہ ہوا تھا (**جدول 3.7**)۔ قرضوں کی یہ واپسی وسیع البنیاد تھی اور اشیا سازی کے اہم شعبوں مثلاً صاف پیٹرولیم، شکر، چاول کی پراسیسنگ، کھاد، اور ٹیکسٹائل میں دیکھی گئی۔ یہاں اس امر کو اہمیت دینا ضروری ہے کہ ٹیکسٹائل اداروں نے 2.0 ارب روپے کے جاری سرمائے کے قرضے واپس کیے، تاہم اعدادوشمار کا گہری نظر سے جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ برآمدی نوعیت کا مال تیار کرنے والی فرموں نے برآمدی مالکاری اسکیم کے تحت 14.8 ارب روپے قرضہ لیا۔

سہ ماہی کے دوران صرف تین شعبوں یعنی عارضی صارفی مصنوعات، گاڑیاں اور فولاد نے جاری سرمائے کے زیادہ قرضے لیے۔ عارضی صارفی مصنوعات اور فولاد کے معاملے میں خام مال کی بڑھتی ہوئی لاگت اور کمزور ہوتی ہوئی طلب کے اثرات نے ان شعبوں کو مشکل میں ڈال دیا۔ سیالیت کے خدشات فولاد کے شعبے میں زیادہ شدید تھے کیونکہ ملک میں تعمیرات کی سرگرمیاں ماند تھیں اور فولاد کی فرمیں درآمد

شدہ مہنگے اسکریپ، توانائی کی بلند قیمتوں اور ٹرانسپورٹ کے بڑھتے ہوئے اخراجات کا (ایکسل لوڈ کی حد کی بنا پر) بوجھ آگے منتقل نہیں کر سکتے تھے۔ مزید برآں، منقولی شواہد بتاتے ہیں کہ فرموں کو آپریشنل رکاوٹوں کا سامنا تھا کیونکہ ان کے غیر رجسٹرڈ ڈیلروں کو کمپیوٹرائزڈ شناختی کارڈ کی شرط کے حوالے سے خدشات تھے۔

شکل 3.11: سہ ماہی اوسط عمومی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی

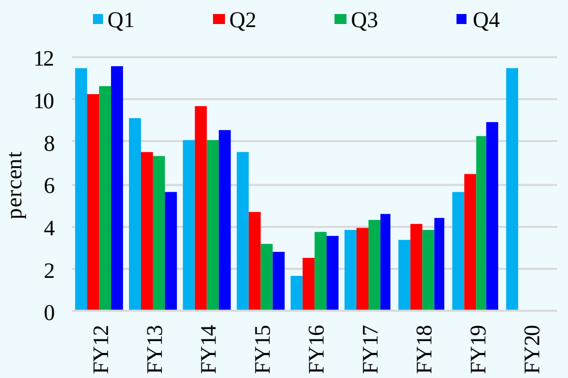

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

جہاں تک گاڑیوں کا سوال ہے تو مالی سال 19ء کے آغاز سے ملکی اسمبلرز ملکی کرنسی کی قدر میں کمی، کار کے کئی ماڈلوں پر ایف ای ڈی کے نفاذ اور پرزوں پر اضافی کسٹم ڈیوٹی کو جواز بناتے ہوئے اپنے نرخ کئی بار بڑھا چکے ہیں۔ تاہم کاروں کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے علاوہ قرض گیری اور بڑھتی ہوئی مرمتی لاگت کے باعث بہت سے خریدار گاڑی خریدنے سے باز رہے جس کے سبب ڈیلروں اور اسمبلروں کے پاس تیار شدہ ذخائر میں اضافہ ہوا۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ عام طور پر کار اسمبلرز اپنا جاری سرمایہ خود خریداروں کی پیشگی ادائیگی سے پورا کرتے ہیں اور اپنی آپریشنل ضروریات کے لیے بینک سے قرضے پر زیادہ انحصار نہیں کرتے، تاہم تیار شدہ گاڑیوں کے بڑھتے ہوئے ذخائر نے ان کی نقد رقوم ختم کر دیں اور مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران انہیں بینکوں سے بھاری قرضہ لینا پڑا (**شکل 3.10**)۔ کار ساز اداروں کے علاوہ صنعت کے دیگر زمروں مثلاً ٹریکٹر، دو/ تین وہیلر اور ٹرک ساز اداروں نے بھی سیالیت کی قلت پر قابو پانے کی غرض سے قلیل مدتی قرضے لیے۔

3.4 مہنگائی

مالی سال 19ء کے آغاز سے صارف اشاریہ قیمت اوسط عمومی مہنگائی تیزی سے بڑھنے کا جو رجحان شروع ہوا تھا وہ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں 11.5 فیصد تک پہنچ گیا۔ یہ سطح نہ صرف گذشتہ سال کی اسی سہ ماہی کی مہنگائی سے دگنی ہے بلکہ مالی سال 12ء کی چوتھی سہ ماہی سے اب تک کسی ایک سہ ماہی کی بلند ترین مہنگائی ہے (**شکل 3.11**)۔ پھیلاؤ کے لحاظ سے مہنگائی میں اضافہ وسیع البنیاد تھا کیونکہ مجموعی اشیا میں سے تقریباً 64 فیصد میں مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران گذشتہ سال کی نسبت بلند مہنگائی دیکھی گئی۔ نیز، سہ ماہی کے دوران تقریباً 40 فیصد اشیا کی قیمت میں دوہندسی مہنگائی ہوئی۔

اگرچہ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مہنگائی 5 تا 7 فیصد کے وسط مدتی ہدف سے کافی انحراف ظاہر کرتی ہے تاہم یہ غیر متوقع نہیں تھا۔ اول، اواخر مالی سال 19ء میں شرح مبادلہ میں کمی سے یہ متوقع تھا کہ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران کئی اشیا پر دورِ ثانی کے اثرات پڑیں گے۔ دوم، آئل اینڈ گیس ریگولیٹری اتھارٹی (اوگرا) کی طرف سے گیس کے نرخوں میں 168 فیصد تک ہونے والے اضافے کے بعد جولائی 2019ء سے توانائی کی قیمتوں میں اضافہ متوقع تھا۔[5] اور سوم، محاصل جمع کرنے کی غرض سے مالیاتی یکجائی کے جن اقدامات کا بجٹ 20-2019ء میں اعلان ہوا–بشمول ایف ای ڈی کا نفاذ، برآمدی نوعیت کی صنعتوں کے لیے ٹیکس کی رعایتوں کا خاتمہ اور شکر پر کم جی ایس ٹی کا نظام–ان سے بھی متوقع تھا کہ متعدد غذائی اور غیر غذائی اشیا کی خردہ قیمتیں تیزی سے بڑھ جائیں گی (**باکس 3.1**)۔

باکس 3.1: برآمدی نوعیت کی صنعتوں میں صفر سیلز ٹیکس نظام ختم کردیا گیا

برآمدی نوعیت کے پانچ بڑے شعبوں (ٹیکسٹائل، قالین، چمڑا، کھیلوں کے سامان اور آلاتِ جراحی) میں صنعتوں میں صفر سیلز ٹیکس نظام، جو 31 دسمبر 2011ء کو ایس آر او 1125 کے تحت دیا گیا تھا، 29 جون 2019ء کو ایس آر او 2019/(I) 694 کے اجرا کے بعد واپس لے لیا گیا۔ حکومت نے برآمدی نوعیت کے ان شعبوں کے خام مال اور مصنوعات پر 17 فیصد جنرل سیلز ٹیکس بحال کردیا۔ ٹیکسٹائل اور چمڑے کی تیار مصنوعات اور تیار کپڑے کی ملکی سپلائی پر بھی جی ایس ٹی بڑھا کر 17 فیصد کردیا گیا۔

قبل ازیں، اِن شعبوں کے صنعتی اداروں کے لیے ان کے خام مال کی 128 اشیا پر صفر سیلز ٹیکس عائد تھا۔ اس کے علاوہ ایس آر او نے اِن شعبوں سے تعلق رکھنے والے رجسٹرڈ اشیا سازوں کو بجلی اور گیس بھی صفر سیلز ٹیکس پر حاصل کرنے کی اجازت دے رکھی تھی۔ مزید برآں، اگر یہ مصنوعات ملکی خردہ فروشوں یا عام صارف کو فروخت کی جائیں تو 5 فیصد ٹیکس لاگو کیا گیا تھا۔ آخری بات یہ کہ جو رجسٹرڈ افراد اِن اشیا کی مکمل یا جزوی خردہ فروشی کریں ان کی خردہ فروخت پر 5 فیصد سیلز ٹیکس عائد کیا گیا تھا اور اسے خام مال پر ٹیکس میں ایڈجسٹ کرنے کا حق حاصل تھا۔

تاہم ٹیکس حکام کے مطابق، ان رعایتوں کو بعض اوقات غلط استعمال کیا گیا۔ خاص طور پر بعض اشیا ساز اپنی تیار مصنوعات کا بیشتر حصہ برآمد کرنے کے بجائے ملکی منڈی میں فروخت کردیتے تھے اور اس طرح فوائد حاصل کررہے تھے۔ نیز، پست شرحیں حکومت کے محاصل جمع کرنے کو بھی متاثر کررہی تھیں۔ چنانچہ حکومت نے ایس آر او 1125 واپس لے لیا۔

[5] اوگرا کے اعلامیے بتاریخ 29 جون 2019ء کے مطابق ماہانہ 201 سے 300 ایم ایم بی ٹی یو گیس استعمال کرنے والے صارفین کے لیے نرخ 168 فیصد تک بڑھا دیے گئے۔ جو صارفین ماہانہ 51 سے 100 اور 101 سے 200 ایم ایم بی ٹی یو گیس استعمال کرتے ہیں ان کے لیے نرخ بالترتیب 136.2 فیصد اور 109.5 فیصد بڑھائے گئے۔ ملک میں گیس کے مجموعی صَرف کا نصف سے زائد تناسب ان تین مدارج کے مجموعی صارفین استعمال کرتے ہیں۔

ان اقدامات کے شدید ترین اثرات غذائی گروپ میں نمایاں تھے جو پہلے ہی کئی مسائل سے نبرد آزما تھے مثلاً نقل و حمل کے روز افزوں اخراجات، فصلوں کے نقصانات، محدود علاقائی تجارت، ذخیرہ اندوزی اور اجناس کے بندوبست کے مسائل۔ مہنگائی میں اہم کردار ادا کرنے والا دوسرا شریک توانائی کا گروپ تھا جس میں کم از کم ایک عشرے میں مہنگائی کی بلند ترین سطح درج کی گئی۔ آخر میں، غیر غذائی غیر توانائی کا حصہ کم و بیش گذشتہ سال ہی کی سطح پر رہا۔ خام مال کی قیمتوں میں مسلسل اضافے (بشمول نقل و حمل کی لاگت)، شرحِ مبادلہ میں کمی کی منتقلی کے اثرات، اور بالخصوص تعمیراتی سازوسامان اور کپڑے کے معاملے میں محاصل کے لیے اقدامات کے باوجود ایسا ہوا۔ اس سے اس امر کی اہمیت واضح ہوتی ہے کہ ملکی طلب کا دباؤ کم کرنے کی خاطر کیے گئے کلّی اقتصادی استحکام کے اقدامات (بشمول شرح سود میں اضافہ اور مبادیات کے ساتھ شرح مبادلہ کی مطابقت) بڑی حد تک موثر ثابت ہوئے۔

شکل 3.12: سال بسال مہنگائی (نئی اساس پر)

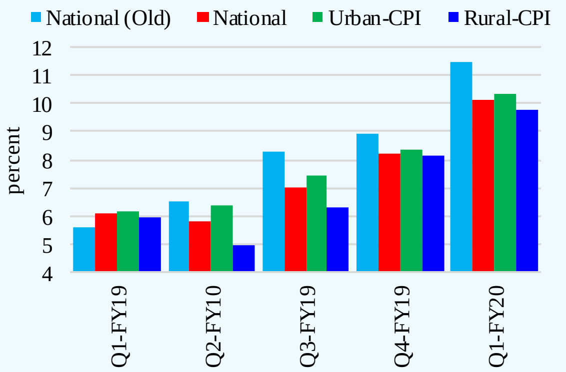

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ایک اہم پیش رفت پاکستان دفتر شماریات کی جانب سے صارف اشاریہ قیمت کی نئی اساس کی تکمیل تھی (باکس 3.2)۔ نئی اساس کے تحت سب سے نچلی سطح پر قیمت کی معلومات جمع کرنے میں اگرچہ کچھ وقت لگے گا تاہم ابتدائی تجزیہ بتاتا ہے کہ رجحانات سابقہ اساس کے تحت جمع ہونے والے ڈیٹا ہی کی طرح ہیں۔ مثلاً مہنگائی کی ملکی سطح سال بسال بنیاد پر ستمبر 2019ء میں 11.4 فیصد تک پہنچ گئی جو گذشتہ سال 5.4 فیصد تھی (شکل 3.12)۔ سابقہ اساس (2007-08=100ء) کے معاملے میں (شہروں میں) مہنگائی ستمبر 2019ء میں بڑھ کر 12.6 فیصد ہوگئی جبکہ گذشتہ سال 5.1 فیصد تھی۔ جزوار

شکل 3.13: غذائی مہنگائی اور اعتمادِ صارف (جولائی 2017ء تا ستمبر 2019ء)

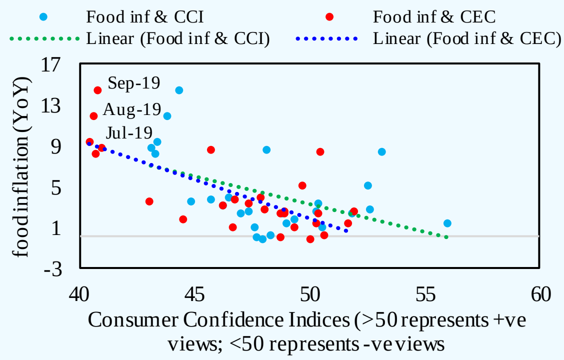

CEC: Index of Current Economic Conditions, inf=inflation
Data source: IBA-SBP Consumer Confidence Survey, PBS

تجزیے سے معلوم ہوتا ہے کہ شہری علاقوں میں مہنگائی دیہی علاقوں کی نسبت زیادہ نمایاں رہی، اور اس کو غذائی مہنگائی نے مہمیز دی جو انتہائی تغیر پذیر تھی۔

مہنگائی لانے میں غذا کا حصہ حاوی رہا

مالی سال19ء کی دوسری ششماہی میں غذائی مہنگائی تیزی سے بڑھنے کے بعد مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 11.8 فیصد پر آگئی (**جدول3.8**)۔ اس اضافے نے صارفین کا اعتماد کمزور کرنے میں اہم کردار ادا کیا(**شکل3.13**)۔ ایندھن کے مہنگا ہونے اور ایکسل لوڈ مینجمنٹ پالیسی کے نفاذ کی بنا پر نقل و حمل کے اخراجات بڑھ گئے جن کے وسیع البنیاد اثرات پڑے۔ اس کے علاوہ اِس دباؤ کے دیگر اسباب یہ ہوسکتے ہیں:

محاصل بڑھانے کے مالیاتی اقدامات

جیسا کہ پہلے بتایا گیا، بجٹ20-2019ء میں محاصل کے لیے کیے گئے اقدامات متعدد غذائی اشیا کی خردہ قیمتیں نمایاں طور پر بڑھانے کا سبب بنے۔ مثال کے طور پر نظر ثانی کے تحت سگریٹ کی قیمتوں میں اضافے کا بنیادی سبب بجٹ20-2019ء میں ایف ای ڈی عائد کیا جانا بتایا گیا۔[6] یہاں یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ سہ ماہی کے دوران غذائی مہنگائی میں صرف سگریٹ کا اپنا حصہ تقریباً0.7 فیصدی درجے تھا۔

اسی طرح خوردنی تیل اور گھی کی مصنوعات کی خردہ قیمتوں میں اضافہ بنیادی طور پر ایف ای ڈی کی شرح میں اضافے کی عکاسی کرتا ہے جو 8.0 فیصد سے 17.0 فیصد کیا گیا۔[7] خوردنی تیل صاف کرنے کے کارخانے مالی سال20ء کے آغاز سے پام آئل اور سویابین کی بڑھتی ہوئی عالمی قیمتوں کے ساتھ مطابقت لانے کی تیاری کر رہے تھے۔ پام آئل کی عالمی قیمتیں جون2019ء کے مقابلے میں ستمبر2019ء میں6.8 فیصد زائد تھیں، جبکہ سویابین کے نرخ ان دو مدتوں کے درمیان 4.3 فیصد بڑھ گئے۔[8]

[6] اگر ہزار سگریٹوں کے پیک پر مطبوعہ خردہ قیمت5960 روپے سے زائد ہو تو اس پر فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی4500روپے فی ہزار سگریٹ سے بڑھا کر5200 روپے فی ہزار سگریٹ کر دی گئی۔ اسی طرح، مطبوعہ خردہ قیمت5960 روپے سے کم ہو تو ایف ای ڈی1650 روپے فی ہزار سگریٹ (جن کی قیمت 2925 روپے اور4500 روپے کے درمیان ہو)، اور (پیک پر مطبوعہ قیمت2925 روپے سے کم ہو تو)1250 روپے فی ہزار سگریٹ سے بڑھا کر1840 روپے فی ہزار سگریٹ کر دی گئی۔ ماخذ: ایس آر او2019/(I)608 بتاریخ29 جون2019ء۔

[7] مالی سال20ء کے بجٹ میں خوردنی تیل / گھی / ککنگ آئل پر ایف ای ڈی کی شرح 17 فیصد تک بڑھانے کی تجویز دی گئی اور خوردنی بیجوں پر ویلیو ایڈیشن ٹیکس اور رعایتی شرحوں کی جگہ ایک روپیہ فی کلو گرام ٹیکس ختم کرنے کو کہا گیا۔

[8] ڈیٹا کا ماخذ: آئی ایم ایف

مزید بر آں، شکر کی دوہندسی مہنگائی کا جزوی سبب اُس پر سیلز ٹیکس کی شرح میں تیزی سے اضافے کو قرار دیا جاسکتا ہے جو 8 فیصد سے 17 فیصد کیا گیا۔ اس کے علاوہ منقولی شواہد بتاتے ہیں کہ ملک میں شکر کی بڑھتی ہوئی قیمتوں سے دراصل پورے تقسیمی عمل میں ساز باز کے رویّے اور ذخیرہ اندوزی برقرار رہنے کی بھی عکاسی ہوتی ہے۔ منڈی میں طلب و رسد کی صورتِ حال کے سرکاری تخمینے بھی ان شواہد کو تقویت دیتے ہیں: وزارت صنعت و پیداوار نے تخمینہ لگایا ہے کہ اکتوبر 2019ء کے پہلے ہفتے کے دوران ملک میں چینی کے دستیاب ذخائر 2 ملین ٹن سے زائد ہیں۔ ماہانہ 0.4 ملین ٹن طلب اور یہ بات پیشِ نظر رکھی جائے کہ متوقع طور پر اگلے ماہ سے کچل کاری کا نیا سیزن شروع ہوگا تو یہ ذخائر کافی معلوم ہوتے ہیں۔

رسد میں تعطل

رسد میں تعطل لانے والے متعدد عوامل کی بنا پر چند تلف پذیر غذائی اشیا کی قیمتوں پر دباؤ پڑا۔ ان عوامل میں فصلوں کو نقصان، درآمدی غذائی اشیا پر فرسودگی کے اثرات، اور سبزیوں اور دیگر غذائی اشیا کی درآمد پر نان ٹیرف رکاوٹیں شامل ہیں۔ بالخصوص اس سال ناسازگار موسم چھوٹی فصلوں کو خاصا نقصان پہنچانے کا سبب بنا۔ چنانچہ درآمدی غذائی اشیا پر انحصار بڑھ گیا لیکن بلند قیمتوں پر، جو پاکستانی روپے کی قدر گرنے کا اثر تھا۔ مثال کے طور پر دالوں (ماسوائے دال چنا) میں دوہندسی مہنگائی کا سبب پیداوار میں کمی کے ساتھ ساتھ روپے میں درآمدات کی اکائی مالیت 12.2 فیصد بڑھنے کو قرار دیا جاسکتا ہے۔[9] مرغی کے گوشت کے معاملے میں بھی روپے کی قدر میں کمی کا اثر مستحکم معلوم ہوتا ہے کیونکہ درآمدی فیڈ کی قیمتیں بڑھ گئیں۔ منقولی شواہد کے مطابق پولٹری ڈیلرز کچھ عرصے سے مالی نقصانات برداشت کر رہے ہیں کیونکہ وہ فیڈ کے اخراجات کو خردہ قیمتوں پر پوری طرح منتقل کرنے کے قابل نہیں ہیں۔

[9] مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی میں دالوں کی درآمد 251.8 ہزار میٹرک ٹن رہی جو گذشتہ سال کی اسی مدت میں 285.9 ہزار میٹرک ٹن رہی تھی۔

مزید بر آں، علاقائی معیشتوں (روایتی رسد کار) میں بھی فصلوں کو نقصانات اور رسدی رکاوٹوں کے سبب ملکی منڈی میں قیمتوں پر دباؤ کم کرنا دشوار ہو گیا۔ مثال کے طور پر سندھ میں شدید بارشوں نے پیاز کی فصل کو بھاری نقصان پہنچایا اور بلوچستان سے پیاز تاخیر سے آئی۔ تاہم بھارت میں بھی، جو خطے میں پیاز پیدا کرنے والے بڑے ممالک میں سے ایک ہے، اسی طرح کے نقصانات دیکھے گئے۔ جب بھارت سے رسد کم ہو گئی تو بیشتر خریدار (بشمول پاکستان، بنگلہ دیش اور نیپال) چین سے پیاز درآمد کرنے لگے، چنانچہ طلب میں اچانک اضافہ

جدول 3.8: اوسط صارف اشاریہ قیمت مہنگائی اور تناسب–پہلی سہ ماہی

مہنگائی فیصد میں، تناسب فیصدی درجے میں

		مہنگائی		تناسب	
	وزن	م س19ء	م س20ء	م س19ء	م س20ء
مجموعی صارف اشاریہ قیمت مہنگائی	**100.0**	**5.6**	**11.5**	**5.6**	**11.5**
غذا جس میں سے	**37.5**	**2.7**	**11.8**	**1.1**	**4.7**
سگریٹ	1.4	0.6	37.9	0.0	0.7
گندم کا آٹا	4.2	3.9	9.7	0.2	0.4
چکن	1.4	-6.4	34.5	-0.1	0.3
پیاز	0.5	-25.0	72.6	-0.2	0.4
آلو	0.5	-19.8	24.6	-0.1	0.1
شکر	1.0	-3.3	33.5	0.0	0.3
دالیں	1.1	-11.3	19.2	-0.1	0.2
نباتی گھی	2.1	3.0	13.6	0.0	0.2
غیر غذا جس میں سے	**62.5**	7.6	11.3	4.5	6.8
ایندھن	3.0	25.7	23.1	0.5	0.6
ٹرانسپورٹ خدمات	2.7	14.4	7.4	0.3	0.2
کپڑے اور جوتے	7.6	6.5	8.2	0.5	0.7
تعلیم	3.9	13.7	6.4	0.6	0.3
گھریلو سازوسامان	4.2	6.1	10.7	0.3	0.5
کرایہ مکان	21.8	7.6	6.2	1.5	1.2
تفریح	2.0	6.7	8.0	0.1	0.1
تعمیراتی اشاریہ	0.9	9.4	12.3	0.1	0.1
موٹر گاڑیاں	0.7	10.7	19.7	0.1	0.1
غیر غذائی غیر توانائی	**53.5**	**7.7**	8.0	**4.0**	4.2

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

ہونے سے چین میں بھی پیاز کے نرخ بڑھ گئے۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران غذائی قیمتوں میں مجموعی اضافے میں پیاز کی قیمتوں کا حصہ 0.4 فیصدی درجے رہا، اور امکان ہے کہ یہ سلسلہ موسم گرما کی فصل آنے تک برقرار رہے گا۔

نیز، چند غذائی اشیا کے معاملے میں طلب اور رسد کا فرق درآمدات سے پورا کرنا بھی اس سال اس لیے دشوار تھا کہ ضوابطی پابندیاں (نان ٹیرف رکاوٹیں) عائد تھیں۔ تجارت کی غرض سے غذائی مصنوعات درآمد کرنے والے درآمدی اجازت نامہ اور قابلِ نفاذ فائٹو سینٹری (phytosanitary) سرٹیفکیٹ کے اجرا میں تاخیر کی شکایت کر رہے تھے کیونکہ ان دستاویزات کے حصول کے بعد ہی وہ آرڈر کراسکتے تھے۔ نیز، درآمد کنندگان کو سرحدوں پر شعبہ قرنطینہ کے عملے کی کمی کے حوالے سے بھی تشویش تھی جو درآمدی اجناس کے ملک میں داخلے کا اجازت نامہ (این او سی) جاری کرسکے۔ ان مسائل سے ملک میں تازہ سبزیوں کی درآمد خاص طور پر متاثر ہوئی جس کے سبب سہ ماہی کے دوران 11.4 فیصد مہنگائی ہوئی۔

اجناس کا انتظام

گندم کے نرخ مالی سال19ء کی چوتھی سہ ماہی میں تیزی سے بڑھنے کے بعد مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مزید بڑھے۔ جیسا کہ اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی سالانہ رپورٹ برائے 19-2018ء میں بتایا گیا، یہ اضافہ محض طلب و رسد کے محرکات کے بجائے اجناس کے بندوبست میں دراصل انتظامی کمزوریوں کی عکاسی کرتا ہے۔

شکل 3.14: قدرتی گیس کے نرخ اور ملکی صارفین کے مدارج

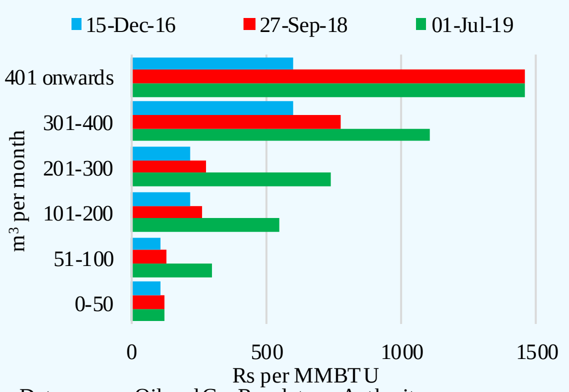

Data source: Oil and Gas Regulatory Authority

اس سال گندم کی اچھی فصل کے باوجود (جو اگرچہ ہدف سے کم تھی) اور گذشتہ برسوں سے برقرار ذخائر کے باوجود خریداری کے سرکاری ادارے گندم (اور اسی لیے آٹے) کی قیمتوں میں مسلسل اضافے پر قابو پانے میں ناکام رہے۔ اقتصادی رابطہ کمیٹی نے گندم خریدنے والے سرکاری اداروں کو وقتاً فوقتاً ہدایت کی کہ منڈی میں قیمتوں کو مستحکم رکھنے کے لیے گندم کی کافی مقدار جاری کریں۔ سہ ماہی کے دوران گندم کی برآمد پر بھی پابندی لگادی گئی تھی۔ تاہم یہ اقدامات قیمت بڑھنے کے رجحان کو غالباً اس لیے نہ روک سکے کہ کھلی منڈی میں ذخیرہ اندوزی کی جارہی تھی۔

توانائی کی انتظامی مہنگائی میں اضافہ مسلسل جاری رہا

حکومت نے توانائی کے شعبے کا خسارہ پائیدار بنیاد پر ختم کرنے کے مقصد سے وابستگی کی خاطر اینڈھن کی سرکاری قیمتیں بڑھانے کا عزم کیا تھا تاکہ ان میں قیمتِ فروخت کی عکاسی ہو۔[10] اس فیصلے نے معیشت میں مہنگائی کے ملفوف دباؤ کو مزید بڑھادیا چنانچہ مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران توانائی کا اشاریہ بڑھ کر 32.5 فیصد ہو گیا جبکہ گذشتہ سال اس میں صرف 6.5 فیصد اضافہ ہوا تھا۔

صرف گیس کی مہنگائی سے، جو توانائی کی مہنگائی میں 59.0 فیصد کی حصہ دار ہے، عمومی مہنگائی میں 1.6 فیصد اضافہ ہوا۔ اس کا سبب اوگرا کی جانب سے مختلف صارفین کے لیے قدرتی گیس کے نرخوں پر نظر ثانی تھی جو یکم جولائی 2019ء سے لاگو ہوئی (**شکل 3.14**)۔ اس اقدام کا مقصد گیس کے شعبے میں ابھر آنے والے خسارے کو حل کرنا تھا جس کا بیشتر سبب ٹیرف کے اعلامیے میں تاخیر اور بڑھتے ہوئے ٹیکنکل نقصانات ہیں۔ مزید برآں، اوگرا ایکٹ میں بعض ترامیم متوقع ہیں جن کا مقصد عام صارفین کے لیے نرخوں کے باقاعدہ اور بروقت اعلامیے کو یقینی بنانا ہے۔

زیرِ جائزہ سہ ماہی کے دوران موٹر اینڈھن کے نرخ 23.1 فیصد بڑھ گئے تاہم اس زمرے میں مہنگائی گذشتہ سال کے مقابلے میں کسی حد تک محدود رہی کیونکہ تیل کی عالمی قیمتوں میں استحکام تھا۔

مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بجلی کی مہنگائی میں 11.3 فیصد اضافہ دیکھا گیا جس میں بڑا حصہ 300 یونٹ سے زائد بجلی استعمال کرنے والوں کے لیے قیمتوں میں بھاری اضافے کا ہے۔ یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ حکومت اِن اقدامات کے ذریعے بجلی کے شعبے میں قیمتوں کا ڈھانچہ بہتر بنانا چاہتی ہے: موثر نرخوں کو نیپرا کے متعین کردہ نرخوں سے ہم آہنگ بنانا، نرخوں کے اعلان میں تاخیر کو ختم کرنا یا کم سے کم کرنا، حکومت کی طرف سے دی جانے والی مضمر (implicit) زرِ اعانت کا مناسب حساب کتاب لگانا، اور تکنیکی اور تقسیمی نقصانات کم سے کم کرنا۔ حکومت نے گردشی قرضے کا بہاؤ سہ ماہی کے دوران نمایاں طور پر پہلے ہی کم کر دیا ہے، اور توقع ہے کہ وہ بجلی کے شعبے کے واجبات بڑھانے والے تمام بڑے ذرائع سے نمٹنے کے لیے ضروری اقدامات کرے گی۔

[10] اس شعبے کو ہدایت کی گئی تھی کہ قیمت بندی کا ایک جامع طریقہ بنائے جس میں لاگتوں کی عکاسی ہوتی ہو تاکہ گردشی قرضہ اکٹھا ہونے کا سلسلہ ہی ختم ہو جائے۔

قوزی مہنگائی کا حصہ برقرار رہا

غیر غذائی غیر توانائی جز میں مہنگائی کا دباؤ سال بسال بنیاد پر اپریل 2019ء میں کم ہونا شروع ہوا (**شکل 3.15**)۔ تاہم بجٹ کے اقدامات پر عمل درآمد، مثلاً کئی اشیا پر براہِ راست ٹیکسوں کا نفاذ، سے غیر غذائی غیر توانائی مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بڑھ گئی۔

شکل 3.15: غیر غذائی غیر توانائی مہنگائی- سال بسال

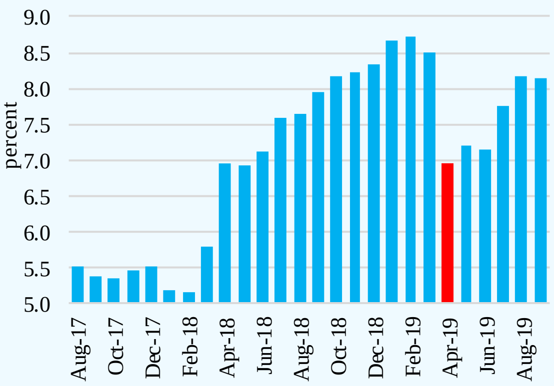

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

مثال کے طور پر تعمیرات کے خام مال (سیمنٹ اور فولاد) کے معاملے میں مہنگائی کو توانائی کے نرخوں میں اضافے کے ساتھ ساتھ ایف ای ڈی میں اضافے سے منتقل ہونے والے اثرات کہا جاسکتا ہے۔[11] اسی طرح موٹر گاڑیوں کی قیمتیں (صارف اشاریہ قیمت مہنگائی باسکٹ میں) سہ ماہی کے دوران 19.7 فیصد بڑھ گئیں جس کا جواز ملکی اسمبلرز نے کاروں پر ایف ای ڈی کے نفاذ، اضافی کسٹمز ڈیوٹیوں میں 2 سے 7 فیصد اضافے، اور روپے کی قدر میں کمی کے تاخیر سے پڑنے والے اثرات کو قرار دیا۔[12] کپڑوں اور ٹیکسٹائل کے معاملے میں بھی اس شعبے سے صفر سیلز ٹیکس کے دور کے خاتمے کو قیمتیں بڑھنے کا سبب قرار دیا جاسکتا ہے۔[13]

باکس 3.2: قیمت کے اشاریوں کی نئی اساس کا تعین

پاکستان دفتر شماریات نے اگست 2019ء سے قیمت کے اشاریوں کا ایک نیا مجموعہ شائع کرنا شروع کیا جس میں مالی سال 16ء کو سالِ اساس رکھا گیا۔ نئی باسکٹ میں صارفی اشیا کے اوزان فیملی بجٹ سروے (ایف بی ایس) سے ماخوذ ہیں جو ادارے نے مالی سال 16ء میں کیا تھا، جبکہ صَرف کی تفصیلات گھرانوں کے مربوط اقتصادی سروے (ایچ آئی ای ایس) سے لی گئی ہیں۔ نئے اساسی اعداد و شمار کی اہم خصوصیات یہ ہیں:

---

[11] فولاد کے شعبے کے لیے ٹیکس نظام کو سادہ بنانے کے لیے فولاد کی سلاخوں، ڈلوں، سریوں، بحری جہازوں کی پلیٹوں اور دیگر اشکال کے فولاد پر 17 فیصد ایف ای ڈی (سیلز ٹیکس کی صورت میں) نافذ کی گئی۔ قبل ازیں فولاد کے شعبے پر معینہ سیلز ٹیکس نافذ تھا۔ درآمدی اسکریپ پر 5600 روپے فی میٹرک ٹن سیلز ٹیکس عائد تھا جبکہ جہاز شکنی سے حاصل کردہ بحری جہازوں کی پلیٹوں پر سیلز ٹیکس 9300 روپے فی میٹرک ٹن تھا۔ اس کے برعکس جہاز شکن ادارے توڑنے کے لیے جو جہاز درآمد کرتے تھے وہ سیلز ٹیکس سے مستثنیٰ ہوتے تھے۔ نیز، قبائلی علاقوں کی فولاد کی صنعت بھی سیلز ٹیکس سے مستثنیٰ تھی۔ جبکہ قبل ازیں سیمنٹ پر ایف ای ڈی ڈیڑھ روپے فی کلوگرام سے بڑھا کر 2 روپے فی کلوگرام کر دی گئی۔

[12] مندرجہ ذیل مدارج پر ایف ای ڈی متعارف کرائی گئیں: صفر سے ہزار سی سی تک کاروں پر 2.5 فیصد، ایک ہزار ایک سی سی سے 2000 سی سی تک کاروں پر 5 فیصد، اور 2000 سی سی سے زائد کاروں پر 7.5 فیصد۔

[13] حکومت نے برآمدی نوعیت کے شعبوں یعنی ٹیکسٹائل، چمڑا، قالین، کھیلوں کا سامان اور آلاتِ جراحی کے خام مال اور مصنوعات پر 17 فیصد جی ایس ٹی بحال کر دیا۔ ٹیکسٹائل اور چمڑے کی تیار اشیا کی ملکی رسد پر جی ایس ٹی کی شرح بھی بڑھا کر 17 فیصد کر دی گئی۔

جدول3.2.1: نئی اور پرانی اساس کا موازنہ

	اساس کا سال 2015-16ء	اساس کا سال 2007-08ء
	شہری	
شہروں کی تعداد	35	40
مارکیٹوں کی تعداد	68	76
اشیا کی تعداد	356	487
اجناس کی تعداد	94	89
گروپوں کی تعداد	12	12
	دیہی	
دیہی علاقوں کی تعداد	27	-
مارکیٹوں کی تعداد	27	-
اشیا کی تعداد	244	-

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

جدول3.2.2: صارف اشاریہ قیمت کے اہم اشاریے

		پرانا	نیا
	عمومی (مجموعی)	100.0	100.0
1	غذا اور نان الکحل مشروبات	34.8	34.6
2	الکحل مشروبات، تمباکو	1.4	1.0
3	کپڑے اور جوتے	7.6	8.6
4	مکان، پانی، گیس اور دیگر ایندھن	29.4	23.6
5	تیار شدہ گھریلو آلات، مرمت وغیرہ	4.2	4.1
6	صحت	2.2	2.8
7	ٹرانسپورٹ	7.2	5.9
8	مواصلات	3.2	2.2
9	تفریح اور ثقافت	2.0	1.6
10	تعلیم	3.9	3.8
11	ریستوران، ہوٹل	1.2	6.9
12	متفرق مصنوعات اور خدمات	2.8	4.9

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

- پاکستان دفتر شماریات نے پہلی بار دیہی صارف اشاریہ قیمت (آر سی پی آئی) اور شہری صارف اشاریہ قیمت (یو سی پی آئی) متعارف کرائے۔
- قومی صارف اشاریہ قیمت (این سی پی آئی) بھی متعارف کرایا گیا (جس کی بنیاد آر سی پی آئی اور یو سی پی آئی کی بہ وزن اوسط ہیں)۔
- اقوامِ متحدہ کی تیار کردہ اسکیم "انفرادی صَرف کی درجہ بندی بلحاظ مقصد" (Classification of Individual Consumption According to Purpose) کے تحت صارف اشاریہ قیمت کی نئی باسکٹ میں اجناس 12 گروپوں میں درجہ بند کی گئی ہیں۔
- اشیا کی مجموعی تعداد نئی اساس میں کم کر دی گئی ہے۔ چند نئی اشیا کی شمولیت کے باوجود ایسا کیا گیا ہے (جدول 3.2.1)۔
- شہری علاقوں کی تعداد بھی کم کر دی گئی ہے۔ جہلم، وزیر آباد، مظفر گڑھ، مٹھی اور مردان کو سروے کے نمونے سے نکال دیا گیا ہے۔
- نئی باسکٹ میں چند زمروں میں اوزان کو نمایاں طور پر تبدیل کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر ہوٹل اور ریستوران کے وزن میں اضافے کی بنا پر غذائی گروپ کا مجموعی وزن بڑھا دیا گیا ہے۔ دوسری طرف مکاناتی گروپ کے وزن میں نمایاں کمی کی گئی ہے (جدول 3.2.2)۔
- شہری اور دیہی باسکٹوں کو مختلف اوزان تفویض کیے گئے ہیں (**جدول 3.2.3**)۔
- بین الاقوامی روایات کے مطابق نئے اشاریوں کا تخمینہ قیمتوں کی بہ وزن جیومیٹرک اوسط کی بنیاد پر لگایا گیا، سابقہ اساس کے تخمینے میں ریاضیاتی

جدول 3.2.3: شہری اور دیہی اشاریے

		اوزان	
		شہری(94اشاریے)	**دیہی(89اشاریے)**
1	غذا اور نان الکحل مشروبات	30.42	40.87
2	الکحل مشروبات، تمباکو	0.85	1.28
3	کپڑے اور جوتے	8.01	9.48
4	مکان، پانی، بجلی، گیس	27.03	18.49
	کرایہ مکان	19.26	8.61
	گیس پر اخراجات	1.08	
5	فرنشنگ اور گھریلو آلات	4.09	4.1
	قالین	0.03	
	گھریلو ملازمین	0.77	
6	صحت	2.31	3.51
	معالجاتی سازوسامان اور آلات	0.01	
7	ٹرانسپورٹ	6.14	5.56
8	مواصلات	2.35	1.99
9	تفریح اور ثقافت	1.73	1.38
10	تعلیم	4.88	2.13
11	ریستوران اور ہوٹل	7.41	6.19
12	متفرق اشیا اور خدمات	4.77	5.02

ماخذ: پاکستان دفتر شماریات

اوسط استعمال کی جاتی تھی۔[14]،[15]

- آمدنی کے کوئنٹائلز کے بجائے صَرف کے کوئنٹائلز متعارف کرائے گئے ہیں، کیونکہ آمدنی کی معلومات صارفین سے حاصل کرنا مشکل ہوتا ہے۔
- صارف کے وزن کے لحاظ سے طرزِ فکر متعارف کرایا گیا ہے تاکہ گیس کی قیمتیں اور بجلی کے نرخوں کا تخمینہ لگایا جاسکے۔
- پاکستان دفتر شماریات کی تاریخ میں پہلی بار (اینڈرائڈ میں) **برقی ڈیٹا کا حصول**(Electronic data collection) متعارف کرایا گیا ہے۔

[14] پرانے طریقے میں کسی مارکیٹ میں کسی ایک جنس کے چار جگہ سے نرخ معلوم کیے جاتے تھے اور پھر ان کی سادہ اوسط نکال لی جاتی تھی۔ اب، شہری علاقوں سے 3 نرخ اور دیہی علاقوں سے 2 نرخ معلوم کیے جاتے ہیں تاکہ جیومیٹرک اوسط نکالی جاسکے۔

[15] جیومیٹرک اوسط معاشی لحاظ سے صارفین کے متبادل رویے کو نسبتاً بہتر طریقے سے معلوم کرتا ہے۔ جب صارفین کو کسی چیز کی قیمت زیادہ معلوم ہوتی ہے تو وہ نسبتاً کم قیمت کی اشیا یا خدمات پر رقم خرچ کرکے زیادہ اخراجات کے اثر سے خود کو کسی حد تک محفوظ بنالیتے ہیں (کینتھ وی ڈالٹن، جان ایس گرین لیس، اور کینتھ جے اسٹیورٹ (1998ء)، جیومیٹرک اوسط کے فارمولا کو صارف اشاریہ قیمت میں شامل کرنا، ماہانہ لیبر ریویو، یو ایس بیورو آف لیبر اسٹیٹسٹکس)۔

4 مالیاتی پالیسی اور سرکاری قرضہ

4.1 عمومی جائزہ

مالی سال 20ء کے آغاز پر تمام مالیاتی اظہاریے بہتر ہوگئے۔ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مالیاتی خسارہ جی ڈی پی کا 0.7 فیصد ہوگیا، جو 15 سہ ماہیوں کی کم ترین سطح ہے۔ بنیادی توازن نے نمایاں پلٹا کھایا ہے، جس میں فاضل درج کیا گیا، جبکہ محصولاتی خسارہ تقریباً برائے نام ہوگیا (**شکل 4.1**)۔ محاصل میں اضافے اور اخراجات پر قابو پانے کے اقدامات دونوں کے ذریعے یہ بہتری ممکن ہوئی۔

شکل 4.1: مالیاتی اظہاریے (جی ڈی پی کا فیصد)

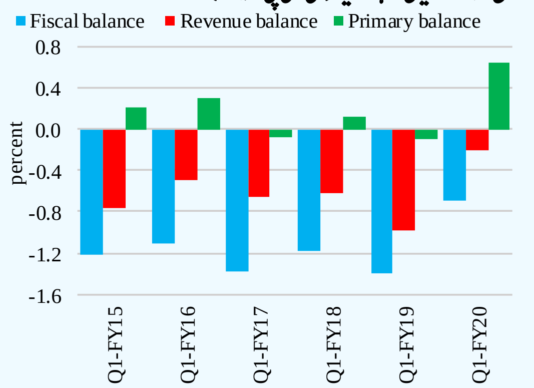

Data source: Ministry of Finance

محاصل کے لحاظ سے، گذشتہ برس ٹیکس پر دی گئی کچھ رعایتوں کے واپس لینے سے خاصی مہمیز ملی۔ پیٹرولیم مصنوعات پر جنرل سیلز ٹیکس (جی ایس ٹی) کی شرحوں میں کٹوتی، ٹیلی کام خدمات پر ٹیکسوں کی معطلی، انکم ٹیکس کی وصولی کے لیے آمدنی کی حد میں اضافے نیز تنخواہ دار اور غیر تنخواہ دار افراد کے لیے انکم ٹیکس کی شرحوں میں کمی ان رعایتوں میں شامل تھی۔ علاوہ ازیں، سیمنٹ اور سگریٹ پر ایکسائز ڈیوٹی میں اضافے اور توانائی کے نرخوں میں اضافہ بھی مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں محاصل کی بلند وصولی کے اہم عامل تھے۔ مزید برآں، بعض شعبوں (مثلاً شکر، فولاد اور خوردنی تیل) کے لیے ٹیکس کے ترجیحی سلوک نیز پانچ برآمدی شعبوں (ٹیکسٹائل، چمڑا، قالین، کھیلوں کے سامان اور آلاتِ جراحی) کے لیے زیرو ریٹنگ کے نظام کو ختم کرنے سے بھی تقویت ملی۔ اسی دوران، اسٹیٹ بینک کے بلند منافع اور کافی عرصے سے رُکی ہوئی جی ایس ایم لائسنس کے لیے تجدیدی فیس کی جزوی وصولی کے باعث نان ٹیکس محاصل بھی خاصے بڑھ گئے۔

حکومت نے دستاویزی کاوشوں کو بھی فعال طور پر آگے بڑھایا (بالخصوص اثاثوں کی نو قدر پیمائی اور مالی جانچ پڑتال کے حوالے سے)، کاروباری اداروں کی قدری زنجیر کو رجسٹر کرنے اور اسمگلنگ کے طریقوں کو روکنے کے منضبط طریقہ کار کو متعارف کروایا۔ ٹیکس محاصل کی بلند اور پائیدار نمو کے حصول کی یہ ساری کاوشیں معاون ثابت ہوں گی۔ رواں برس میں، درآمدی محاصل کی پست وصولی کی وجہ سے پہلی سہ ماہی کے محاصل کی نمو ہدف سے کم رہی۔

اخراجات کے حوالے سے، مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں اخراجاتِ جاریہ میں وسیع البنیاد روک تھام دیکھی گئی (**جدول 4.1**)۔ دیگر اخراجات، جیسے تعلیم، اقتصادی امور، صحت، ہاؤسنگ ، ماحولیات، تفریح و ثقافت میں بڑی تخفیف نظر آئی۔ مزید برآں، سودی ادائیگیوں، دفاعی اخراجات، امنِ عامہ اور صوبائی اخراجاتِ جاریہ سب میں گذشتہ برس کی نسبت کمی ہوئی۔ اہم بات یہ ہے کہ مالیاتی یکجائی حاصل کرنے کے لیے حکومت نے ترقیاتی اخراجات میں کٹوتی کے معمول پر تکیہ نہیں کیا کیونکہ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں ان میں بھاری اضافہ درج کیا گیا۔

جدول 4.1 :مالیاتی کارروائیوں کا خلاصہ

ارب روپے

	حقیقی			نمو	
	پہلی سہ ماہی م س18ء	پہلی سہ ماہی م س19ء	پہلی سہ ماہی م20ء	پہلی سہ ماہی م س19ء	پہلی سہ ماہی م20ء
الف۔ کُل محاصل	**1,025.1**	**1,102.1**	**1,489.1**	**7.5**	**35.1**
ٹیکس محاصل	911.4	975.2	1,142.9	7.0	17.2
غیر ٹیکس محاصل	113.7	126.9	346.1	11.6	172.8
ب۔ کُل اخراجات	**1,465.9**	**1,643.8**	**1,775.1**	**12.1**	**8.0**
جاریہ	1,240.5	1,479.9	1,582.2	19.3	6.9
سودی ادائیگیاں	445.4	507.1	571.7	13.9	12.7
ترقیاتی	189.9	109.2	142.5	-42.5	30.5
خالص قرض گاری	0.9	-0.3	4.7		
ج۔ شماریاتی فرق	**34.6**	**54.9**	**45.8**		
مالیاتی توازن (الف-ب-ج)	**-440.8**	**-541.7**	**-286.0**		
محاصل کا توازن*	-215.4	-377.8	-93.1		
ابتدائی توازن**	4.6	-34.6	285.7		
مالکاری	440.8	541.7	286.0		
بیرونی ذرائع	7.9	210.8	166.5		
ملکی ذرائع	432.9	330.9	119.5		
بینک	408.1	92.5	-123.0		
نان بینک	24.5	238.4	242.5		
جی ڈی پی کا فیصد					
کُل محاصل	3.0	2.9	3.4		
ٹیکس محاصل	2.6	2.5	2.6		
غیر ٹیکس محاصل	0.3	0.3	0.8		
کُل اخراجات	4.3	4.3	4.0		
جاریہ	3.6	3.9	3.6		
ترقیاتی	0.6	0.3	0.3		

* محاصل کا توازن وہ کُل محاصل ہیں جس میں سے جاری اخراجات منہا کر دیے گئے ہیں۔ ** ابتدائی توازن وہ مالیاتی توازن ہے، جس میں سودی ادائیگیاں شامل نہیں.

اعدادوشمار کا ماخذ: وزارتِ خزانہ

مالکاری کی پست ضروریات اور ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں اضافے کے باوجود مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں سرکاری قرضہ بڑھ گیا۔ حکومت مرکزی بینک سے صفر قرض گیری پر کاربند رہی، تاہم اس نے بینکاری نظام میں اپنے ڈپازٹس میں بتدریج اضافہ جاری رکھا تاکہ مالی اعانت کے ایک اہم اور باقی ماندہ وسیلے کی عدم موجودگی میں محاصل اور اخراجات کے فرق کے لیے کیش بفر بنائے جاسکیں۔ نتیجتاً ملکی قرضے میں ہونے والا اضافہ حکومت کے بیرونی قرضے کے روپے کی قدر میں کمی کو زائل کرنے کے لیے کافی تھا۔ دوسری طرف، مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں بیرونی قرضے کی ڈالر کی قدر گذشتہ برس کے مقابلے میں سست رفتار سے بڑھی۔ ڈالر کے مقابلے میں دیگر کرنسیوں کی قدر میں کمی کی وجہ سے ہونے والے نوقدرپیائی فوائد اور قرضوں کی بلند ادائیگیاں اس کمی کی بڑی وجہ تھے۔

4.2 محاصل

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں محاصل کی مجموعی وصولی میں 35.1 فیصد کا متاثر کن اضافہ درج کیا گیا جبکہ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں 7.5 فیصد نمو دیکھی گئی تھی۔ ٹیکس اور نان ٹیکس محاصل نے اس نمو میں تقریباً مساوی طور پر حصہ لیا (**شکل 4.2**)۔

شکل 4.2: پہلی سہ ماہی کے دوران مجموعی محاصل کی نمو میں حصہ

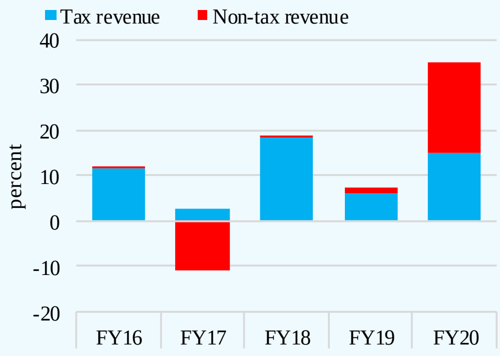

Data source: Ministry of Finance

ایف بی آر کے ٹیکس[1]

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں مجموعی ایف بی آر ٹیکسوں میں 15.2 فیصد نمو ہوئی جبکہ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں یہ 8.8 فیصد نمو درج کی گئی تھی (**جدول 4.2**)۔[2] اس بلند نمو کی وجوہات درج ذیل کو قرار دیا جاسکتا ہے: (i) سیلز ٹیکس کی شرحوں میں اضافہ؛ (ii) ٹیلی کام خدمات پر ٹیکسوں کا دوبارہ نفاذ؛ (iii) تنخواہ کے مختلف مدارج پر ٹیکس کی شرحوں میں اضافہ؛ (iv) شرح سود میں اضافہ اور قرض پر ہونے والے منافع پر بلند ٹیکس؛[3] (v) فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی میں اضافہ؛ اور (vi) پانچ برآمدی شعبوں پر زیرو ریٹنگ کے نظام کی تنسیخ۔ ان اقدامات کے علاوہ بلند مہنگائی بھی محاصل بڑھانے میں سازگار رہی۔

1 اس سیکشن میں کیا گیا تجزیہ ایف بی آر سے موصول ہونے والے اعداد و شمار پر مبنی ہے۔

2 وزارتِ خزانہ کی جانب سے مالیاتی کارروائیوں کے متعلق جاری کیے گئے تازہ ترین اعداد و شمار سے ایف بی آر محاصل میں 15.9 فیصد نمو ظاہر ہوتی ہے۔

3 مالی سال 20ء کے بجٹ میں قرض کے منافع سے آمدنی کے تین مدارج پر ٹیکس شرح 10.0 فیصد، 12.5 فیصد اور 15.0 فیصد سے بڑھا کر بالترتیب 15.0 فیصد، 17.5 فیصد اور 20.0 فیصد کر دی گئی۔

اس بہتری کے باوجود ایف بی آر مالی سال 20ء کے سالانہ ہدف 5555.0 ارب روپے کا صرف 17.3 فیصد ہی حاصل کر سکا۔[4] اس کا مطلب ہے کہ مالی سال 20ء کے پورے سال کے ہدف کو حاصل کرنے کے لیے بقایا 9 مہینوں میں ٹیکس محاصل میں خاصی بلند نمو درکار ہوگی۔[5] مزید برآں، درآمدات سے متعلق ٹیکس، جو مجموعی ایف بی آر ٹیکسوں کے 40 فیصد پر مشتمل ہیں، درآمدات میں کمی کے موجودہ رجحان کی وجہ سے دباؤ کا شکار رہیں گے۔ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں ڈیوٹی کے قابل درآمدات میں کمی نمایاں ہے۔

جدول 4.2: ایف بی آر ٹیکس وصولی

ارب روپے

	بجٹ مالی سال 20ء*	پہلی سہ ماہی			نمو (فیصد)		
		م س18ء	م س19ء	م س20ء	سہ 1م س18ء	سہ 1م س19ء	سہ 1م س20ء
بلاواسطہ ٹیکس	2,081.9	282.9	298.5	349.2	21	5.5	17
بالواسطہ ٹیکس	3,473.1	482.1	533.8	609.9	22.5	10.7	14.3
کسٹم ڈیوٹی	1,000.5	128.9	156.5	155.2	27.8	21.5	-0.8
سیلز ٹیکس	2,107.7	314.4	335.1	404.7	20.2	6.6	20.7
فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی	364.8	38.8	42.1	50	25	8.5	18.7
مجموعی ٹیکس	**5,555.0**	**765**	**832.3**	**959.1**	**22**	**8.8**	**15.2**
جی ڈی پی کا فیصد	**12.6**	**2.2**	**2.2**	**2.2**			

* بجٹ خلاصہ، وزارتِ خزانہ

اعداد و شمار کا ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو اور وزارتِ خزانہ

حوصلہ افزا امر یہ ہے کہ مالیاتی حکام نے کاروباری اور انفرادی ٹیکس دہندگان کی سہولت اور ٹیکس اساس کو وسیع کرنے کے لیے کچھ اقدامات متعارف کروائے۔ مثال کے طور پر، برآمد کنندگان کو ریفنڈ میں آسانی فراہم کرنے کے حوالے سے، ریفنڈ کے دعووں کو 72 گھنٹوں میں نمٹانے کے لیے ایف بی آر نے سیلز ٹیکس ای ریفنڈ کا مکمل خودکار (فاسٹر) نظام متعارف کروایا ہے۔ نیز، ایف بی آر نے سیلز ٹیکس کی ادائیگی اور ریفنڈز کے دعووں کے ضمن میں ٹیکس دہندگان کی سہولت کے لیے "ایف بی آر ٹیکس آسان" نام کی ایک موبائل ایپلی کیشن کا آغاز کیا۔ مزید برآں، ٹیکس دہندگان کے لیے ان کے انکم ٹیکس کے گوشوارے بھرنے میں آسانی کے لیے ویڈیو ٹیوٹوریلز کر کے آن لائن رکھے گئے ہیں۔ عالمی بینک کے کاروبار میں آسانی کے اشاریے میں ملک کی درجہ بندی میں بہتری سے بھی ٹیکس کے نظام کو

4 نظرِ ثانی کے بعد مالی سال 20ء کے لیے ایف بی آر ٹیکسوں کا علامتی ہدف کم کر کے 5238.0 ارب روپے کر دیا گیا (ماخذ: آئی ایم ایف ممالک کی رپورٹ نمبر 19/380، دسمبر 2019ء)۔

5 نظرِ ثانی شدہ 5238.0 ارب روپے کے ہدف کی روشنی میں مالی سال 20ء کے باقی ماندہ ہر مہینے میں تقریباً 475.0 ارب روپے کی وصولی ضروری ہوگی۔ یہ مالی سال کے آخری 9 مہینوں میں تقریباً 300 ارب روپے کی اوسط پانچ سالہ ماہانہ وصولی کے مقابلے میں کہیں زیادہ ہے۔

آسان اور ہموار بنانے عکاسی ہوتی ہے؛ ٹیکس وصولی کے طریقہ کار کی ڈجیٹائزیشن ملک کی درجہ بندی بہتر بنانے کی ایک عامل ہے۔ مزید برآں، حکومت نے معیشت میں دستاویزیت کے فروغ کی مہم جاری رکھی ہوئی ہے۔ تاہم، کاروباری ادارے دستاویزیت کے بعض اقدامات، جیسے بزنس ٹو بزنس (بی2بی) اور بزنس ٹو کنزیومر (بی2سی) لین دین پر کمپیوٹرائزڈ قومی شناختی کارڈ کی شرط کے خلاف مزاحمت کر رہے ہیں۔

جدول4.3: پہلی سہ ماہی کے دوران بلاواسطہ ٹیکس کی وصولی کا تجزیہ

ارب روپے

			مطلق تبدیلی	
	م س19ء	م س20ء	م س19ء	م س20ء
I۔ عندالطلب وصولی	**11.3**	**5.8**	**-0.1**	**-5.4**
I۔ رضاکارانہ ادائیگیاں	**64.8**	**109.4**	**-1.4**	**44.6**
III۔ ودہولڈنگ ٹیکس	**214.2**	**256.5**	**-10.4**	**42.3**
درآمدات	57.3	50.7	**6.3**	**-6.6**
برآمدات	7.4	9.6	**1.1**	**2.3**
معاہدے	49.2	51.0	**-7.8**	**1.8**
تنخواہیں	15.4	25.4	**-11.3**	**10.0**
سود اور تمسکات	14.0	29.8	**1.9**	**15.8**
نقدی نکلوانا	8.9	4.3	**1.8**	**-4.6**
منقسمہ	8.6	13.0	**-1.2**	**4.4**
بجلی کے بل	9.3	11.4	**3.4**	**2.1**
ٹیلیفون	1.9	12.6	**-10.2**	**10.7**
دیگر	42.2	48.8	**5.7**	**6.6**
خالص بلاواسطہ ٹیکس	**298.5**	**349.2**	**15.7**	**50.7**

اعداد و شمار کا ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو

بلاواسطہ ٹیکس

ایف بی آر ٹیکسوں میں 36.4 فیصد حصہ رکھنے والے بلاواسطہ ٹیکس میں مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے میں 17.0 فیصد کی خاصی نمو دکھائی دی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 5.5 فیصد نمو ہوئی تھی۔ بلاواسطہ ٹیکسوں میں بڑے حصے کے حامل ودہولڈنگ ٹیکس 19.8 فیصد نمو کے ساتھ مالی سال 20 کی پہلی سہ ماہی کے دوران بڑھ کر 256.5 ارب روپے ہوگئے، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت کے میں ان میں 4.6 فیصد کمی آئی تھی (**جدول 4.3**)۔[6]

مزید یہ کہ پیشگی ٹیکسوں میں 24.8 ارب روپے کے اضافے کی وجہ سے رضاکارانہ ادائیگیوں میں 44.6 ارب روپے کا نمایاں اضافہ ہوا۔ مالی سال 19ء میں اعلان کردہ ایمنسٹی اسکیم میں رضاکارانہ ادائیگیوں کو اس کی ایک وجہ قرار دیا جاسکتا ہے۔ تاہم، مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں عندالطلب وصولی 48.2 فیصد تخفیف کے ساتھ 5.8 ارب روپے ہوگئی جبکہ گذشتہ برس یہ 11.3 ارب روپے تھی۔ ودہولڈنگ ٹیکس بڑھنے کی بنیادی وجہ تنخواہوں پر ٹیکس مدارج کی وجہ سے وصولی میں ہونے والا اضافہ تھا جس سے ودہولڈنگ ٹیکس 10.0 ارب روپے بڑھ گئے۔[7]

[6] مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ودہولڈنگ ٹیکس مجموعی بلاواسطہ ٹیکسوں کے 73.4 فیصد پر مشتمل ہیں۔

[7] مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران تنخواہوں سے وصولی میں 64.7 فیصد نمو درج کی گئی جبکہ گذشتہ برس 42.3 فیصد کمی ہوئی تھی۔

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ود ہولڈنگ ٹیکسوں میں سود اور تمسکات سے ہونے والی وصولی بڑھ کر 29.8 ارب روپے ہوگئی جبکہ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں یہ 14 ارب روپے تھی۔ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ٹیلی کام سیکٹر پر ٹیکسوں کا دوبارہ نفاذ بلند ٹیکس وصولی پر منتج ہوا۔[8] فائلرز کو ملنے والی چھوٹ کے بعد نقد نکلوانے پر ودہولڈنگ ٹیکس میں تیزی سے کمی آئی اور یہ گذشتہ برس وصول کی گئی رقم کے مقابلے میں نصف رہ گیا۔

شکل 4.3: ایف بی آر کے بالواسطہ ٹیکسوں کا نمو میں حصہ

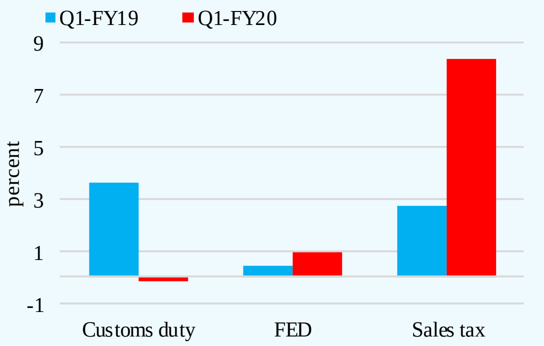

Data source: Federal Board of Revenue

بالواسطہ ٹیکس

ایف بی آر ٹیکسوں میں 63.6 فیصد حصے کے حامل بالواسطہ ٹیکسوں میں مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 14.3 فیصد نمو ہوئی جبکہ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 10.7 فیصد نمو ہوئی تھی۔

اس کی بنیادی وجہ سیلز ٹیکس میں 20.7 فیصد نمو تھی جو بڑھ کر 404.0 ارب روپے ہوگیا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران اس میں 6.6 فیصد نمو ہوئی تھی۔ بالواسطہ ٹیکسوں کے تقریباً 66.0 فیصد پر مشتمل سیلز ٹیکس، ایف بی آر ٹیکسوں کی 15.2 فیصد نمو میں سے 8.4 فیصد کا حامل ہے (**شکل 4.3**)۔

شکل 4.4: مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران سیلز ٹیکس کی نمو میں حصہ

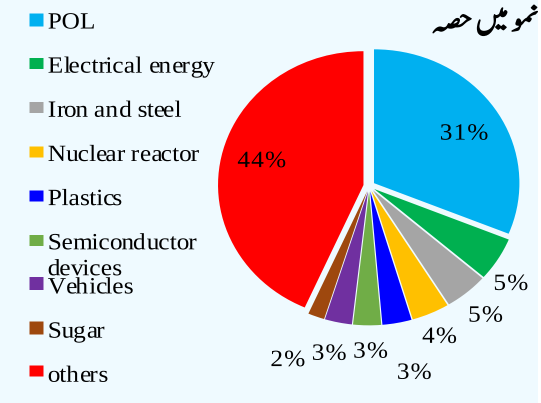

Data source: Federal Board of Revenue

سیلز ٹیکس کے اضافے میں بڑا حصہ پیٹرولیم مصنوعات سے آیا (**شکل 4.4**)۔ اس کی وجہ بیشتر پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتوں اور سیلز ٹیکس کی شرحوں میں اضافہ تھا (**جدول 4.4**)۔[9] پیٹرولیم مصنوعات میں سب

[8] تنخواہیں، سود، اور تمسکات، اور ٹیلیفون ملا کر ودہولڈنگ ٹیکسوں کے 26.4 فیصد پر مشتمل ہیں۔

[9] پیٹرول اور ہائی اسپیڈ ڈیزل کی مجوزہ قیمتیں (علاوہ سیلز ٹیکس) مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کی 84.8 روپے اور 85.9 روپے فی لٹر سے بڑھ کر مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بالترتیب 95.1 روپے اور 106.9 روپے فی لٹر ہو گئیں۔

سے زیادہ حصے کے حامل، موٹر اسپرٹ (پیٹرول) پر ٹیکس شرح میں اضافے نے اس نمو میں سب سے زیادہ حصہ لیا۔ پیٹرولیم مصنوعات کے علاوہ مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی میں بلاواسطہ ٹیکسوں میں 12.9 فیصد نمو درج کی گئی جبکہ گذشتہ برس 16.7 فیصد تھی۔

سیلز ٹیکس کے اضافے میں ایک اور اہم حصے دار برقی توانائی تھی، اس زمرے کی وصولی 69.3 فیصد کی نمو درج کرتے ہوئے 22.0 ارب روپے ہوگئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 1.3 فیصد کمی آئی تھی۔ مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ٹیرف میں قیمتوں کا اضافہ اس کی وجہ تھا۔ مزید برآں، مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران شکر کی صنعت کے لیے ترجیحی سلوک کی تنسیخ کے ساتھ اس شعبے سے ہونے والی وصولیوں میں 7.7 ارب روپے کا اضافہ درج کیا گیا جبکہ مالی سال19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 3.9 ارب روپے تھیں۔ اسی طرح، ٹیکسٹائل کے شعبے پر زیرو ریٹنگ کے نظام کے خاتمے سے ٹیکسٹائل مصنوعات پر بھی سیلز ٹیکس بڑھ کر 2.1 ارب روپے ہوگیا جبکہ گذشتہ برس میں یہ 0.6 ارب روپے تھا۔

جدول4.4: پیٹرولیم مصنوعات پر سیلز ٹیکس کی شرح*

	پہلی سہ ماہی مالی سال19ء	پہلی سہ ماہی مالی سال20ء
پیٹرول	11	17
ہائی اسپیڈ ڈیزل	23	17
کیروسین	8	17
لائٹ ڈیزل آئل	4	17

مالی سال19ء کی پہلی سہ ماہی سے نافذ العمل شرح، بہ وزن اوسط فارمولے کی بنیاد پر تخمینہ کیا گیا

اعداد و شمار کا ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو

سیلز ٹیکس کے برخلاف مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ، بالواسطہ ٹیکسوں کی دوسرے اہم جُز، کسٹم ڈیوٹی کے تحت وصولیوں میں 0.8 فیصد کمی آئی جبکہ 5 برس کی اوسط نمو 19.7 فیصد تھی۔ سہ ماہی کے دوران کسٹم ڈیوٹی کی پست وصولی کی بنیادی وجہ درآمدات میں بڑی تخفیف تھی۔ خاص طور پر، مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران قابلِ ڈیوٹی درآمدات (روپے کے لحاظ سے) میں 6.8 فیصد کمی آئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 23 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران گاڑیوں سے ہونے والی وصولی 32.0 فیصد کمی سے 16.8 ارب روپے ہوگئی جبکہ مالی سال19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 0.8 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ درآمدی گاڑیوں کی طلب روپے میں بلند قیمتوں اور دستاویزی شرائط میں سختی سے متاثر ہوئی، جس نے لین دین کی لاگتیں بڑھادیں۔ اسی اثنا میں، مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ڈیوٹی فری درآمدات (روپے کے لحاظ سے) تقریباً دوگنی ہوگئیں۔

جدول4.5: بجٹ20-2019ء میں فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی میں اضافہ

	پہلی سہ ماہی مالی سال19ء	پہلی سہ ماہی مالی سال20ء
مشروبات اور گاڑھے مشروبات	11.5 فیصد	13.0 فیصد
سیمنٹ	1.5 روپے کلو	2 روپے کلو
سگریٹ	4500 روپے فی ایک ہزار سگریٹ	5200 روپے فی ایک ہزار سگریٹ
قدرتی گیس	4.9 روپے فی ایم ایم بی ٹی یو	10 روپے فی ایم ایم بی ٹی یو

اعداد و شمار کا ماخذ: بجٹ تقریر2019ء

دوسری جانب ایکسائز ڈیوٹی کی شرح میں اضافے سے فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی میں وصولی بہتر ہوئی (**جدول 4.5**)۔ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی کی مجموعی وصولیاں 18.7 فیصد اضافے سے 50 ارب روپے ہو گئیں جبکہ گذشتہ برس 8.5 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ اس سال سیمنٹ، سگریٹ اور مشروبات سے ہونے والی وصولیوں نے فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی کی بلند نمو میں حصہ لیا۔

نان ٹیکس محاصل

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران نان ٹیکس محاصل 172.8 فیصد کی نمایاں نمو کے ساتھ بڑھ کر 346.1 ارب روپے ہو گئے جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران 11.6 فیصد کا اضافہ درج کیا گیا تھا (**جدول 4.6**)۔ اسٹیٹ بینک کا 185 ارب روپے کا منافع اور 70 ارب روپے کی جی ایس ایم لائسنس کی تجدید کی فیس کی جزوی وصولی بلند تر نان ٹیکس محاصل کے اہم حصہ دار تھے۔[10] مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پاکستانی روپے کی قدر میں اضافے کے علاوہ بنیادی طور پر حکومتی تمسکات کے بلند ذخائر اور سودی شرحوں دونوں کی وجہ سے رواں برس اسٹیٹ بینک نے بلند منافع حاصل کیا۔

جدول 4.6: نان ٹیکس محاصل (مجموعی)

ارب روپے

	پہلی سہ ماہی م س 19ء	پہلی سہ ماہی م س 20ء
مارک اپ (سرکاری شعبے کے کاروباری ادارو دیگر)	1.2	3.3
منافع منقسمہ	4.5	1.7
اسٹیٹ بینک کا منافع	50.7	185.0
دفاع	2.4	2.6
پی ٹی اے / ڈاک خانوں کا منافع	6.1	71.8
جن میں جی ایس ایم کی تجدیدی فیس	-	70.0
تیل اور گیس پر رائلٹیز	23.6	23.8
پاسپورٹ اور دیگر فیس	3.3	6.2
خام تیل پر برقرار بچت	3.1	3.7
خام تیل پر ونڈ فال لیوی	2.1	2.0
دیگر	29.9	46.0
مجموعی غیر ٹیکس محاصل	**126.9**	**346.1**

اعداد و شمار کا ماخذ: وزارت خزانہ

4.3 اخراجات

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مجموعی اخراجات کم ہو کر 8.8 فیصد ہو گئے جبکہ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں 11.0 فیصد تھے۔ وفاقی اور صوبائی دونوں سطح پر اخراجاتِ جاریہ میں روک تھام اس کی بنیادی وجہ تھی (**شکل 4.5**)۔ بالخصوص، صوبائی اخراجاتِ جاریہ اور دفاعی اخراجات دونوں میں سست روی دیکھی گئی۔ مزید برآں، دیگر اخراجات، جیسے تعلیم، اقتصادی امور، صحت، ہاؤسنگ، ماحولیات، تفریح و ثقافت میں کمی دیکھی گئی۔

[10] ماخذ: پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی https://www.pta.gov.pk/en/media-center/single-media/pta-receives-over-rs-70-billion-against-license-renewal-fee-040919

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران دفاعی اخراجات اور امنِ عامہ کی نمو میں نمایاں کمی آئی جو ملک میں سلامتی کی بہتر صورت حال کی عکاس ہیں۔ مزید بر آں، قرض کی بڑھتی ہوئی سطح اور بلند سودی شرحوں کے باوجود سودی ادائیگیوں کی نمو میں معمولی کمی دیکھی گئی۔ مرکزی بینک کے قرضے کی ادائیگی کی ساخت میں تبدیلی کو اس سست روی کی وجہ قرار دیا جاسکتا ہے، جس کی لمبی عرصیتوں کے لیے از سرِ نو خاکہ بندی کی گئی؛ چنانچہ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں جمع ہونے والی رقوم کا کچھ حصہ اگلی سہ ماہیوں میں ادا کیا جائے گا۔[11]

شکل 4.5: پہلی سہ ماہی کے دوران اخراجات میں نمو

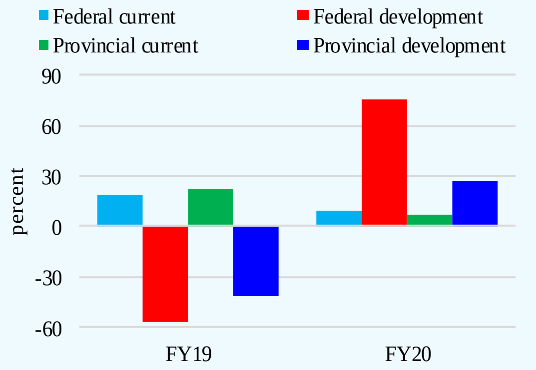

Data source: Ministry of Finance

شکل 4.6: مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران وفاقی پی ایس ڈی پی کے تحت رقوم کا اجرا

(share in percent)

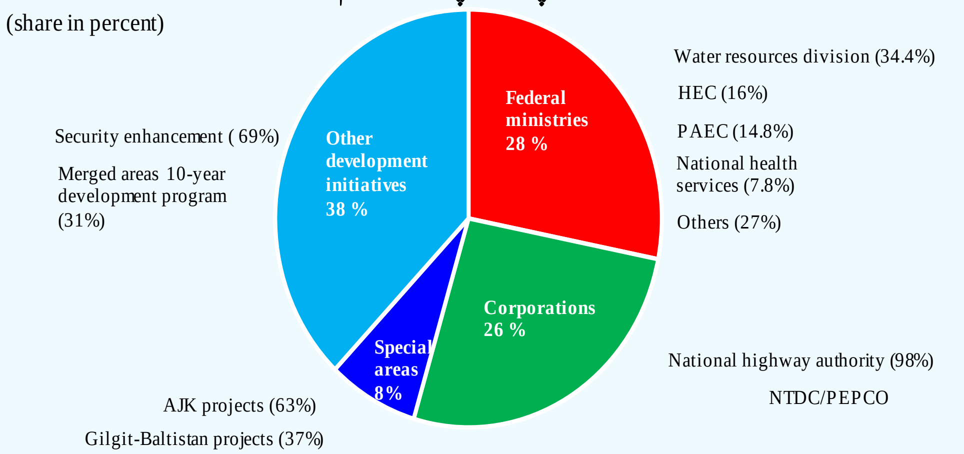

Data source: PSDP releases as on 27-09-2019, Ministry of Planning, Development and Reform

11 جون 2019ء میں حکومت نے اسٹیٹ بینک کے پاس موجود قلیل مدتی ایم آر ٹی بیز کے ذخیرے کو مختلف عرصیتوں کی طویل مدتی پی آئی بیز سے بدل دیا۔ لٰہذا، 70 فیصد ایم آر ٹی بیز کو رواں شرح پر (ششماہی ٹی بلز یافت کے نشانیے کے ساتھ) 10 سالہ پی آئی بیز میں بدل دیا گیا، کوپن ادائیگیاں سال میں دو بار کی جائیں گی۔

گذشتہ برس کے دوران ترقیاتی اخراجات میں بڑی کٹوتیوں کے بر خلاف، مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ان میں بڑا اضافہ دیکھا گیا، جس کی جزوی وجہ ترقیاتی اخراجات میں کمی اور ملک میں نمو اور روزگار کی اعانت کے لیے حکومتی ترجیح کی جزوی ترغیب ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ، وفاقی اور صوبائی دونوں حکومتوں نے اس میں حصہ لیا۔(**جدول4.7** اور **شکل4.5**)۔

وفاقی پی ایس ڈی پی میں، وزارتوں کو سب سے زیادہ حصہ (28 فیصد) ملا اور ان کے بعد کارپوریشنوں، جیسے نیشنل ہائی وے اتھارٹی (این ایچ اے)، نیشنل ٹرانسمیشن اینڈ ڈسپیچ کمپنی(این ٹی ڈی سی) اور پاکستان الیکٹرک پاور کمپنی (پیپکو) کا حصہ (26 فیصد) تھا؛ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ترقیاتی تخفظات انفراسٹرکچر اور توانائی سے متعلق اخراجات کی جانب مائل تھے۔ مزید بر آں، عمومی منصوبوں کے علاوہ مالی سال20ء کا بجٹ رفاہی وسیاحتی منصوبوں اور 25ویں ترمیم کے ذریعے خیبر پختونخوا کے ساتھ ضم ہونے والے سابقہ فاٹا کے لیے 10 سالہ ترقیاتی منصوبے پر زور دیتا ہے۔(**شکل4.6**)۔

جدول4.7: مالیاتی اخراجات کا تجزیہ

ارب روپے، فیصدی نمو

	پہلی سہ ماہی			مطلق تبدیلی	نمو		
	م س18ء	م س19ء	م س20ء		م س18ء	م س19ء	م س20ء
جاری اخراجات	**1,240.5**	**1,479.9**	**1,582.2**	**102.2**	**15.9**	**19.3**	**6.9**
وفاقی جس میں	846.4	999.3	1,069.7	70.5	11.7	18.1	7.1
شرح سود	445.4	507.1	571.7	64.6	7.5	13.9	12.7
دفاع	181.9	219.4	242.6	23.2	20.1	20.6	10.6
امن وامان اور عوامی تحفظ	27.9	32.7	33.3	0.6	16.2	17.1	1.9
دیگر	191.2	240.1	222.1	-18.0	13.8	25.5	-7.5
صوبائی	394.1	480.7	512.4	31.8	25.9	22.0	6.6
ترقیاتی اخراجات	**189.9**	**109.2**	**142.5**	**33.3**	**-0.6**	**-42.5**	**30.5**
سرکاری شعبے کے ترقیاتی منصوبے	165.0	106.6	142.4	35.8	-1.3	-35.4	33.6
وفاقی	69.5	50.9	71.8	20.9	8.4	-26.8	41.1
صوبائی	95.4	55.7	70.6	14.9	-7.4	-41.6	26.7
دیگر (بشمول بینظیر انکم سپورٹ پروگرام)	24.9	2.6	0.1	-2.5	3.9	-89.5	-96.0
خالص قرض گاری	**0.9**	**-0.3**	**4.7**	**4.9**	**-**	**-**	**-**
مجموعی اخراجات*	**1,431.3**	**1,588.9**	**1,729.3**	**140.4**	**13.5**	**11.0**	**8.8**

بشمول شماریات فرق*

اعداد وشمار کا ماخذ: وزارت خزانہ

جولائی 2019ء میں، حکومت نے مالی سال 20ء کے لیے رقوم کے اجرا کی حکمتِ عملی کا اعلان کیا۔[12] بہتر سرکاری مالی انتظام کے لیے حکومت نے جاری اور ترقیاتی دونوں اخراجات کے ضمن میں رقوم کے اجرا کے لیے ایک سہ ماہی اجرائی منصوبے میں معین فیصد مختص کی۔ اس کے مطابق یہ فیصلہ کیا گیا کہ پہلی اور دوسری سہ ماہی ہر ایک میں 20 فیصد رقم جاری کی جائے گی اور باقی ماندہ رقم تیسری اور چوتھی سہ ماہی میں مساوی طور پر تقسیم کی جائے گی۔ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ترقیاتی اخراجات میں نمایاں اضافے کے باوجود مجموعی تخمینہ کردہ سالانہ پی ایس ڈی پی اخراجات میں وفاقی پی ایس ڈی پی اخراجات 13.3 فیصد درج کیے گئے۔

4.4 صوبائی مالیاتی کارروائیاں

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مجموعی صوبائی محاصل (بشمول وفاقی منتقلیوں) میں 0.5 فیصد کی معمولی نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس 36.9 فیصد نمو ہوئی تھی (**جدول 4.8**)۔ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران صوبوں کے اپنے محاصل میں 31.3 فیصد کی متاثر کن نمو درج کی گئی تھی جبکہ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 9.7 فیصد کمی ہوئی تھی۔ اس بہتری کی بنیادی وجہ نان ٹیکس محاصل تھے جو زیرِ جائزہ مدت کے دوران 111.8 فیصد اضافے سے 30.9 ارب روپے ہوگئے؛ صوبائی ٹیکس محاصل میں بھی 17.9 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس 2.0 فیصد کی معمولی نمو ہوئی تھی۔

مزید تجزیہ ظاہر کرتا ہے کہ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران صوبائی ٹیکس کے بلاواسطہ اور بالواسطہ دونوں ذرائع اس نمو کی وجہ ہیں۔ سب سے زیادہ وصولی خدمات پر جنرل سیلز ٹیکس سے ہوئی اس کے بعد اسٹیمپ ڈیوٹی، پراپرٹی ٹیکس اور موٹر گاڑیوں سے۔ مزید برآں، بنیادی طور پر خیبر پختونخوا اور پنجاب سے برقابی کے منافع کی وجہ سے نان ٹیکس محاصل میں اضافہ ہوا۔

وفاقی محاصل میں بلند نمو کے باوجود مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران صوبوں کو این ایف سی منتقلیاں کم ہو کر 612.5 ارب روپے ہوگئیں جبکہ گذشتہ برس یہ 662.9 ارب روپے تھیں۔ تاہم، مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران وفاقی قرضے اور گرانٹس، بالخصوص ترقیاتی مقاصد کے لیے، بڑھ کر 43.2 ارب روپے ہوگئے جو گذشتہ برس کے 21.1 ارب روپے سے تقریباً دوگنا ہیں۔

[12] تفصیلات کے لیے دیکھیے: آفس میمورنڈم نمبر ایف-4(آئی)، بی اینڈ اے/20-2019ء (طریقے و وسائل)/35 بتاریخ 15 جولائی 2019ء، حکومتِ پاکستان، موضوع پر فنانس ڈویژن/رقوم کے اجرا کی پالیسی/حکمتِ عملی-مالی سال 20-2019ء (https://www.pc.gov.pk/uploads/psdp/Release2019-20.pdf)

جدول4.8: پہلی سہ ماہی کے دوران صوبائی مالیاتی کارروائیاں

ارب روپے اور فیصدی نمو

	پنجاب	سندھ	خیبر پختونخوا	بلوچستان	کُل	نمو
مالی سال 20ء						
الف۔ مجموعی محاصل	365.8	198.6	140.8	85.9	791.1	0.5
وفاقی محاصل میں صوبائی حصہ	293.5	145.0	97.0	76.9	612.5	-7.6
صوبوں کے محاصل(I+II)	71.9	46.2	13.4	4.0	135.5	31.3
I۔ ٹیکس	52.1	43.7	5.5	3.2	104.5	17.9
II۔نان ٹیکس محاصل	19.8	2.4	7.9	0.8	30.9	111.8
وفاقی قرضے اور منتقلی	0.4	7.4	30.4	5.0	43.2	104.4
ب۔ مجموعی اخراجات	290.4	163.0	87.1	48.6	589.1	9.0
جاریہ**	247.7	147.3	78.7	44.9	518.5	6.9
ترقیاتی	42.7	15.8	8.4	3.7	70.6	26.7
فرق(الف-ب)	75.4	35.5	53.7	37.3	202.0	-18.1
مالکاری(مجموعی بقایاجات)*	**-49.9**	**-34.5**	**-52.7**	**-51.8**	**-189.0**	**-4.0**
مالی سال 20ء						
الف۔ مجموعی محاصل	390.6	209.4	116.0	71.2	787.2	36.9
وفاقی محاصل میں صوبائی حصہ	325.8	163.4	107.7	65.9	662.9	54.6
صوبوں کے محاصل(I+II)	51.0	43.0	5.9	3.2	103.2	-9.7
I۔ ٹیکس	42.6	39.9	4.1	2.0	88.6	2.0
II۔نان ٹیکس محاصل	8.5	3.1	1.8	1.3	14.6	-46.7
وفاقی قرضے اور منتقلیاں	13.7	3.0	2.3	2.1	21.1	-34.6
ب۔ مجموعی اخراجات	264.1	145.3	86.6	44.6	540.6	9.7
جاریہ**	233.8	132.2	75.8	43.1	484.9	21.9
ترقیاتی	30.3	13.1	10.8	1.5	55.7	-41.6
فرق(الف-ب)	126.5	64.1	29.4	26.7	246.6	200.4
مالکاری*(مجموعی بقایاجات)	**-100.0**	**-60.5**	**-4.9**	**-31.4**	**-196.7**	**128.2**

* مالکاری میں منفی علامت کامطلب اضافی ہے۔ ** جاریہ اخراجات کے اعدادوشمار ہوسکتا ہے کہ جدول 4.7 سے میل نہ کھائیں، جیسا کہ یہاں درج اعدادوشمار میں وفاقی حکومت کو مارک اپ ادائیگیاں بھی شامل ہیں۔

اعدادوشمار کا ماخذ: وزارتِ خزانہ اور اسٹیٹ بینک کے تخمینے

شکل 4.7: پہلی سہ ماہی کے دوران صوبائی فاضل

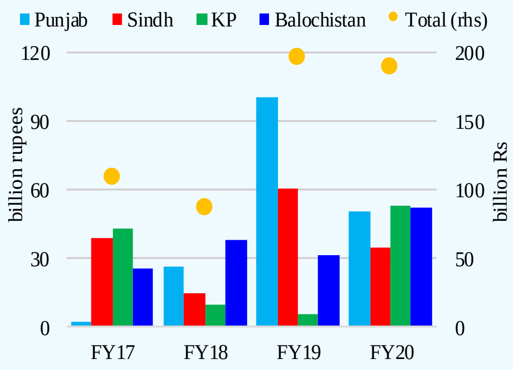

Data source: Ministry of Finance

مالی سال20ء کے لیے صوبائی فاضل کا سالانہ ہدف 423.0 ارب روپے طے کیا گیا تھا؛ مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 189.0 ارب روپے کے مجموعی فاضل کو درج کرتے ہوئے صوبوں نے اس ہدف کا 44.7 فیصد حاصل کر لیا۔ خیبر پختونخوا نے سب سے زیادہ فاضل درج کیا اور اس کے بعد بلوچستان نے؛ ان دونوں صوبوں کا فاضل گزشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں تیزی سے بڑھا۔ تاہم، پنجاب کا فاضل نصف ہو گیا جبکہ سندھ نے گزشتہ برس کے مقابلے میں پست فاضل درج کیا؛ اس کی وجہ زیرِ جائزہ مدت کے دوران ان دونوں صوبوں میں اخراجات میں نسبتاً بلند نمو کے ساتھ محاصل کی پست وصولی تھی (**شکل 4.7**)۔

صوبائی اخراجات

مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران صوبائی اخراجات کی مجموعی نمو گھٹ کر 9.0 فیصد ہو گئی جبکہ گزشتہ برس 9.7 فیصد نمو ہوئی تھی جن میں جاریہ اخراجات نے اہم کردار ادا کیا۔

شکل 4.8: مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران صوبائی اخراجات کی ترجیحات

Data source: Ministry of Finance

رواں صوبائی اخراجات میں 6.9 فیصد نمو ہوئی جبکہ گزشتہ برس 21.9 فیصد کی نمو درج کی گئی تھی اور یہ عمومی سرکاری خدمت، امنِ عامہ، صحت، اور تعلیم کی جانب مائل رہے (**شکل 4.8 الف**)۔ اخراجاتِ جاریہ میں سست روی نے صوبائی ترقیاتی اخراجات کے لیے کسی

قدر مالیاتی گنجائش پیدا کر دی جن میں مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران 26.7 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس کے دوران 41.6 فیصد کی خاصی کمی آئی تھی۔ یہ رقوم زیادہ تر اقتصادی امور کے لیے مختص کی گئی تھیں، جن میں زراعت، خوراک، تعمیرات اور نقل و حمل شامل ہیں (**شکل 4.8ب**)۔

4.5 سرکاری قرضہ

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران سرکاری قرضہ 1.5 ٹریلین روپے بڑھ گیا، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران 0.8 ٹریلین روپے اضافہ ہوا تھا (**جدول 4.9**)۔ سرکاری قرضے میں اس اضافے کی بنیادی وجہ ملکی قرضے میں اضافہ ہے، جس نے بیرونی قرضے کی روپے کی قدر میں ہونے والی کمی کو مکمل طور پر زائل کر دیا۔

جدول 4.9 : پاکستان کے سرکاری قرضے کا خاکہ

ارب روپے

	ذخیرہ				بہاؤ	
	جون 18ء	ستمبر 18ء	جون 19ء	ستمبر 19ء	پہلی سہ ماہی مالی سال 19ء	پہلی سہ ماہی مالی سال 20ء
سرکاری قرضہ	**24,952.90**	**25,783.40**	**32.707.9**	**34,240.60**	**830.6**	**1,532.70**
حکومت کا ملکی قرضہ	16,416.30	16,919.80	20,731.80	22,649.90	503.6	1,918.10
حکومت کا بیرونی قرضہ	7,795.80	8,122.90	11,055.10	10,598.00	327.1	−457.1
آئی ایم ایف کا قرضہ	740.8	740.7	921	992.7	−0.1	71.7
یادداشتی امور						
حکومت کا مجموعی قرضہ*	−220.7	668.0	29,300.0	29,520.7	23,692.0	23,024.0
بینکاری نظام میں حکومتی امانتیں	1,753.4	162.5	4,940.6	3,187.2	2,091.4	1,928.9

* مالیاتی ذمہ داری اور تحدید قرضہ ایکٹ کی توضیح

اعداد و شمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک

ملکی قرضہ

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ملکی قرضوں میں اضافے کی رفتار تیز ہو گئی، یعنی 1.9 ٹریلین روپے کا اضافہ ہوا، جو مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی سے تقریباً چار گنا زیادہ تھا۔ گو کہ گذشتہ برس کے مقابلے میں مالکاری ضروریات پست رہیں، تاہم حکومت نے ڈپازٹس کے ذخیرے کی شکل میں اسٹرے ٹجک کیش بفر تیار کرنے کا عمل جاری رکھا (**شکل 4.9**)۔ حکومت مرکزی بینک سے صفر قرض گیری پر قائم رہی جس کی وجہ سے کیش بفرز کی ضرورت سامنے آئی۔ اہم مالکاری ذریعے کی عدم موجودگی میں یہ ڈپازٹس حکومت کو اس کی قرضے کی ذمہ داریاں پوری کرنے میں مدد دیں گے۔

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران اضافی ملکی قرضے کا خاکۂ عرصیت قلیل مدتی اور طویل مدتی تمسکات دونوں کے مابین یکساں طور پر متوازن تھا۔ یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ جون 2019ء سے جب حکومت نے اپنے قلیل مدتی قرضے کی طویل مدتی قرضے میں نو خاکہ بندی کی تو قلیل مدتی قرضے کے مجموعی حصے میں نمایاں طور پر کمی آگئی (**شکل 4.10**)۔ جس کے نتیجے میں نوقیمت بندی اور اجرائے ثانی کا خطرہ بھی خاصا کم ہوگیا ہے۔

شکل 4.9: ملکی قرضے میں تبدیلی

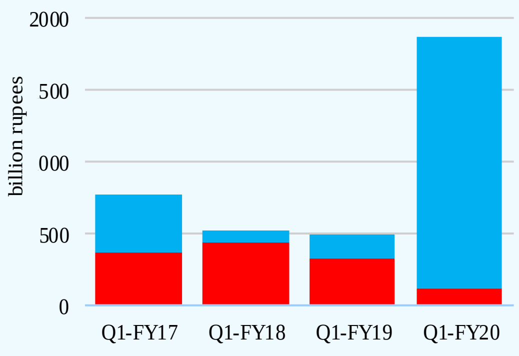

Data source: State Bank of Pakistan

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران نان بینک ذرائع سے حکومتی قرض گیری میں 342.8 ارب روپے اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 242.0 ارب روپے کا اضافہ ہوا تھا (**جدول 4.10**)۔ نان بینک شعبے نے ٹی بلز اور پی آئی بیز میں بھی سرمایہ کاری کو ترجیح دی۔ منافع کی بلند شرح اور منسوخ ہوجانے والے 40000 مالیت کے انعامی بانڈز کی بعض قومی بچت آلات میں ممکنہ منتقلی کی وجہ سے زیرِ جائزہ مدت کے دوران قومی بچت اسکیموں سے آنے والی رقوم میں بھی خالص اضافہ ہوا۔[13]

شکل 4.10: ملکی قرضے کی ہیئتِ ترکیبی بلحاظِ مدت

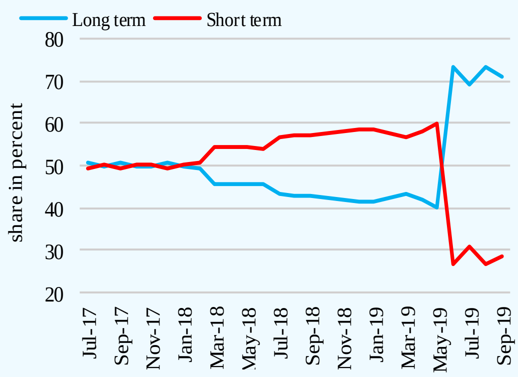

Data source: State Bank of Pakistan

[13] یاد رہے کہ معیشت میں دستاویزیت کو بڑھانے کے لیے حکومت نے 40000 روپے مالیت کے قومی پرائز بانڈ کی سرکولیشن کو 25 جون 2019ء سے روکنے کا اعلان کر دیا۔ پرائز بانڈ کے حاملین کے لیے تین راستے تھے: (i) پریمیم پرائز بانڈ میں منتقلی؛ (ii) اسپیشل سیونگ سرٹیفکیٹس / ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹس سے تبدیلی؛ یا (iii) عرفی مالیت پر بھنوانا (رقوم کی حاملینِ بانڈ کے بینک اکاؤنٹ میں منتقلی)۔ جیسا کہ مالی سال 19ء کی سالانہ رپورٹ میں بیان کیا گیا، شواہد بتاتے ہیں کہ حاملینِ بانڈز نے اپنے بانڈز کے متبادل کے طور پر نیشنل سیونگ اسکیموں کو ترجیح دی۔

بیرونی قرضہ اور واجبات

بیرونی قرض اور واجبات 0.5 ارب ڈالر بڑھ گئے جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران 0.9 ارب ڈالر اضافہ ہوا تھا (**جدول 4.11**)۔ جاری کھاتے کے توازن میں بہتری، ڈالر کے مقابلے میں اہم کرنسیوں کی قدر میں کمی کی وجہ سے نوقدر پیمائی فوائد، اور بیرونی قرضے کی بلند واپسی (اصل اور سودی ادائیگیاں دونوں) اہم عوامل ہیں جو بیرونی قرضہ جمع ہونے میں سست روی کی وجہ ہیں۔ تاہم، زیرِ جائزہ مدت کے دوران تقریباً ایک ارب ڈالر کے آئی ایم ایف کے قرضے کی پہلی قسط اور چین کے دوطرفہ قرضوں کی تازہ ادائیگیوں اور ایشیائی ترقیاتی بینک اور اسلامی ترقیاتی بینک کے کثیر فریقی قرضوں سے بیرونی قرض کا ذخیرہ بڑھ گیا۔

جدول 4.10: ملکی قرضوں کی نان بینک ہولڈنگ

بہاؤ ارب روپے میں

	پہلی سہ ماہی مالی سال 19ء	پہلی سہ ماہی مالی سال 20ء
ٹی بلز	146.4	204.3
دیگر تمسکات	38.7	154.8
پرائز بانڈ	42.1	-152.3
نیشنل سیونگ سرٹیفکیٹس	10.5	137.7
مجموعہ	**242.0**	**342.8**

اعداد و شمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک

جدول 4.11: پاکستان کا بیرونی قرضہ اور واجبات

ارب ڈالر

	ذخیرہ				بہاؤ	
	جون 18ء	ستمبر 18ء	جون 19ء	ستمبر 19ء	پہلی سہ ماہی مالی سال 19ء	پہلی سہ ماہی مالی سال 20ء
الف۔ سرکاری قرضہ جس میں	64.1	65.4	67.8	67.8	1.3	0.0
پیرس کلب	11.6	11.5	11.2	11	-0.1	-0.2
کثیر الفریقی	28.1	27.6	27.8	28	-0.5	0.2
دیگر دوطرفہ	8.7	10.8	12.7	12.8	2.1	0.1
بانڈز	7.3	7.3	6.3	6.3	0.0	0.0
کمرشل قرضے	7.5	7.2	9	8.3	-0.3	-0.7
کثیر الفریقی (ایس ٹی)	1	0.9	0.8	0.9	-0.1	0.1
ب۔ آئی ایم ایف کا قرضہ	6.1	6	5.6	6.4	-0.1	0.8
ج۔ زرمبادلہ کے واجبات	5.1	5	10.5	10.4	-0.1	-0.1
1۔ سرکاری بیرونی قرضہ	75.4	76.3	83.9	84.5	0.9	0.6
2۔ سرکاری اداروں کا قرضہ	2.7	2.7	4	3.8	0.0	-0.2
3۔ بینکوں کا قرضہ	4.4	4.5	4.7	4.5	0.1	-0.2
4۔ نجی شعبے کا قرضہ	9.2	9.3	10.4	10.8	0.1	0.4
5۔ کمپنیوں کا آپس میں قرضہ	3.6	3.3	3.3	3.3	-0.3	0.0
بیرونی قرضہ اور واجبات	95.2	96.1	106.3	106.9	0.9	0.6

اعداد و شمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک اور اقتصادی امور ڈویژن

مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ڈالر کے مقابلے میں اہم کرنسیوں کی قدر میں کمی کی وجہ سے ہونے والے نوقدر پیمائی فوائد نے ملکی بیرونی قرضے کی ڈالر کی قدر تقریباً 0.7 ارب ڈالر کم کر دی۔ دورانِ مدت ان فوائد کا نصف سے زائد حصہ اسپیشل ڈرائنگ رائٹس (ایس ڈی آر) کے مقابلے میں ڈالر کی قدر میں اضافے کی وجہ سے حاصل ہوا۔[14]

مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی میں بیرونی سرمایہ کاروں (بالخصوص امریکہ اور برطانیہ سے) نے حکومتی تمسکات میں گہری دلچسپی کا اظہار کیا۔ انھوں نے ٹی بلز میں 0.3 ارب ڈالر کی سرمایہ کاریاں کیں (**شکل 4.11**)۔ یہ سرمایہ کاری ملک کے توازنِ ادائیگی کی صورتِ حال اور ذخائر کے بفر میں مسلسل بہتری، شرحِ مبادلہ کی پائیداری؛ اور آئی ایم ایف پروگرام کے ادخال سے ملنے والی آسانی کا نتیجہ تھی (**باب 5**)۔

گذشتہ برس کی اسی مدت کے مقابلے میں مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران بیرونی قرضوں کی وصولیاں دوگنا سے زیادہ ہو گئیں۔ بالخصوص، کمرشل بینکوں، ایشیائی ترقیاتی بینک اور اسلامی ترقیاتی بینک سے آنے والی رقوم خاصی بڑھ گئیں۔ ان رقوم میں سے بیشتر مالکاری مقاصد (نان پراجیکٹ) کے لیے تھیں۔

مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پاکستان نے 3.0 ارب ڈالر کے بیرونی قرضے واپس کیے جبکہ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں 2.5 ارب ڈالر کے قرضے واپس کیے تھے۔ زیرِ جائزہ مدت کے دوران اصل اور سودی ادائیگیاں دونوں ہی بلند تھیں، جبکہ کمرشل قرضوں کی واپسی گذشتہ برس کے مقابلے میں تقریباً پانچ گنا زیادہ تھی۔ اسی طرح، مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران دوفریقی اور کمرشل قرضوں پر سودی ادائیگیاں مالی سال 19ء کی اسی مدت کے مقابلے میں خاصی بڑھ گئیں (**جدول 4.12**)۔

شکل 4.11: پہلی سہ ماہی کے دوران حکومتی تمسکات میں بیرونی سرمایہ کاری

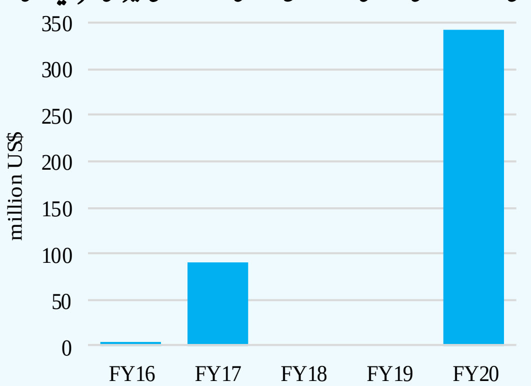

Data source: State Bank of Pakistan

[14] ایس ڈی آر میں بیرونی قرضے، بیرونی قرضے کے ذخیرے کے 27 فیصد پر مشتمل ہیں اور مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی میں ڈالر کے مقابلے میں اس کی قدر 1.9 فیصد کم ہو گئی۔

جدول 4.12: پہلی سہ ماہی کے دوران سرکاری بیرونی قرضے کی واپسی

ملین ڈالر

	مالی سال19ء	مالی سال20ء	تبدیلی
اصل رقم			
I۔ سرکاری قرضہ (الف+ب+ج+د)	1,902.1	2,275.3	373.2
الف۔ سرکاری قرضہ	1,374.5	1,923.9	549.4
پیرس کلب	25.1	28.2	3.2
کثیر الفریقی	412.2	420.1	7.9
دیگر دوطرفہ	139.8	174.3	34.5
کمرشل قرضے / قرضے (ایل ٹی)	200.0	945.0	745.0
قلیل مدتی	597.5	356.3	-241.2
ب۔ آئی ایم ایف	83.9	164.8	80.9
ج۔ سرکاری اداروں کا قرضہ	90.1	54.2	-35.9
د۔ نجی قرضہ	352.6	131.0	-221.6
سود			
II۔ سرکاری قرضہ (الف+ب+ج+د)	552.0	798.0	246.0
الف۔ سرکاری قرضہ	360.2	482.6	122.4
پیرس کلب	6.3	6.7	0.4
کثیر الفریقی	113.9	120.8	7.0
دیگر دوطرفہ	98.9	163.5	64.4
یورو/صکوک بانڈز	32.7	32.7	0.0
کمرشل قرضے / قرضے (ایل ٹی)	90.2	141.6	51.4
کثیر فریقی (ایس ٹی)	13.6	8.0	-5.6
ب۔ آئی ایم ایف	35.7	43.7	8.0
ج۔ سرکاری اداروں کا قرضہ	44.5	50.4	5.9
د۔ نجی قرضہ	58.9	151.0	92.1
کُل (I+II)	**2,454.1**	**3,073.7**	**619.2**

اعداد و شمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک

5 بیرونی شعبہ

5.1 عمومی جائزہ

پاکستان کے توازن ادائیگی میں بہتری کا جو سلسلہ مالی سال 19ء میں شروع ہوا تھا، مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں اس کی رفتار میں مزید اضافہ ہوا، کیونکہ جاری کھاتے کا خسارہ گذشتہ برس کی سطح کے مقابلے میں نصف سے بھی زیادہ سکڑ گیا۔ آئی ایم ایف پروگرام کی شروعات اور پہلی قسط کی وصولی سے نہ صرف جاری کھاتے کا فرق پورا کرنے میں مدد ملی بلکہ بیرونی سرمایہ کاروں کا اعتماد بھی بحال ہو گیا، جو سہ ماہی میں جزدانی سرمایہ کاری کے معکوس رجحان پر منتج ہوا۔ مالکاری کی کم ضروریات کے ساتھ آنے والی رقوم کی دستیابی نے ذخائر میں کمی کے حالیہ رجحان کو بدل دیا اور اس کے نتیجے میں سہ ماہی کے دوران اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے سیال ذخائر میں 656 ملین ڈالر کا اضافہ ہو گیا(**جدول 5.1**)۔

جدول 5.1: پاکستان کا توازن ادائیگی

ملین امریکی ڈالر

	پہلی سہ ماہی مالی سال19ء	پہلی سہ ماہی مالی سال20ء	تبدیلی
جاری کھاتے کا توازن	-4,287	-1,572	2,715
تجارتی توازن	-8,382	-5,021	3,361
برآمدات	5,893	6,010	117
درآمدات	14,275	11,031	-3,244
خدمات کا توازن	-1,076	-1,201	-125
بنیادی آمدنی توازن	-1,121	-1,485	-364
ثانوی آمدنی توازن	6,292	6,135	-157
کارکنوں کی ترسیلات زر	5,557	5,478	-79
جاری کھاتے کا توازن	106	105	-1
مالی کھاتے کا توزن	-2,899	-1,885	-1,014
سرمایہ کاری رقوم کی براہ راست آمد	559	541	-18
جزدانی سرمایہ کاری رقوم کی آمد	-185	344	529
واجبات کا خالص اعادہ	2,282	840	-1,442
مرکزی حکومت	1,878	1,092	-786
بینک	89	-517	-606
دیگر شعبے	314	262	-52
اسٹیٹ بینک کے سیال ذخائر میں تبدیلی	-1,357	656	-
پاکستان روپیہ اضافہ (+_)/ کمی، فیصد میں	-2.2	2.4	-

* آخر جون اور آخر ستمبر کے درمیان

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

یہ نتائج پاکستانی روپے میں ردوبدل اور گذشتہ ڈیڑھ برس کے دوران معاشی استحکام کے حوالے سے کیے جانے والے دیگر اقدامات کی عکاسی کرتے ہیں، جن کے نتیجے میں درآمدی طلب میں بھاری کمی واقع ہو چکی ہے؛ دراصل مالی سال 20 کی پہلی سہ ماہی کے دوران درآمدی ادائیگیوں میں کمی ایک دہائی میں ہونے والی سب سے بڑی کمی تھی۔ تمام مصنوعات کے زمروں میں مقدار پر مبنی کمی دیکھی گئی اور انہیں پاکستان کی بنیادی درآمدی اجناس کی کم بین الاقوامی قیمتوں سے بھی تقویت حاصل ہوئی(**شکل 5.1**)۔

شکل 5.1: اہم عالمی اجناس کی قیمتوں میں نمو، پہلی سہ ماہی م س20ء

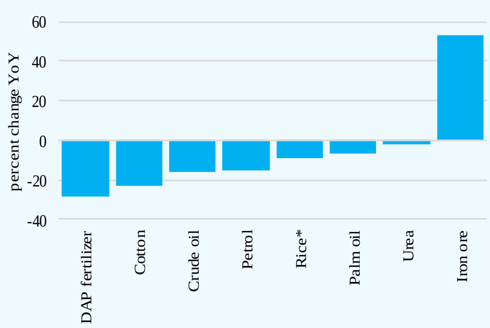

*: Pakistan's non-basmati variety
Data source: Haver Analytics & FAO

توانائی گروپ سب سے نمایاں رہا اور درآمدات میں ہونے والی مجموعی کمی میں اس کا حصہ تقریباً ایک تہائی سے زائد رہا، جس میں بڑا کردار کم مقدار نے ادا کیا۔[1] اس میں تین عوامل قابل ذکر ہیں۔ اول، پہلی سہ ماہی کے دوران توانائی کا آمیزہ آبی بجلی اور ملکی کوئلے پر مبنی پیداوار پر منتقل ہو گیا، جس کے نتیجے میں فرنس آئل اور ایل این جی کی درآمدی طلب میں کمی واقع ہو گئی۔ دوم، تجارتی کمرشل ٹرانسپورٹ سرگرمی میں سست رفتاری کے باعث ہائی اسپیڈ ڈیزل کی فروخت کمزور ہونے سے اس کی طلب کم ہو گئی۔ اور سوم، کم بین الاقوامی قیمتوں کی وجہ سے ملک کو درآمدی ادائیگیوں میں اضافے کے بغیر پیٹرول اور ایل این جی درآمد کرنے کا موقع مل گیا۔ مزید برآں، گذشتہ برس کے ذخائر کی بلند سطح کے سبب غیر توانائی درآمدات کی طلب (ڈی اے پی اور پام آئل کے معاملے میں) بھی کم ہو گئی اور کلی معاشی ردوبدل کی پالیسیوں سے متاثر ہونے والی صنعتوں جیسے گاڑیوں اور منسلک شعبوں میں خام مال کی طلب میں کمی کا باعث بنی۔

سہ ماہی میں اگرچہ جاری کھاتے کا کم فرق اور تیل کی سعودی سہولت شروع ہونے سے بین البینک میں ادائیگیوں کے دباؤ میں کمی ہو گئی، تاہم بیرونی جزدانی سرمایہ کاری کی مالی رقوم بڑھ گئیں۔[2] بیرونی جزدانی سرمایہ کاری کی بحالی کو مارکیٹ پر مبنی شرح مبادلہ کے نظام کی پائیداری، ملک کے ادائیگیوں کے توازن میں مسلسل بہتری اور ذخائر سے حاصل تحفظ اور آئی ایم ایف پروگرام کی شروعات سے حاصل ہونے والا اطمینان ہے۔

جاری کھاتے کے خسارے میں مسلسل کمی اور دستیاب مالکاری سے قطع نظر بیرونی کھاتے کی پائیداری کے حوالے سے خدشات برقرار ہیں۔ اول، اگرچہ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں سرکاری ذخائر مستحکم ہو چکے ہیں اور ان میں اضافہ ہوا ہے، تاہم ذخائر کی موزونیت کی

[1] مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران مجموعی درآمدی ادائیگیوں میں 3.2 ارب ڈالر کی کمی میں توانائی کی درآمدات کا حصہ 1.2 ارب ڈالر تھا۔

[2] تیل کی سعودی سہولت کے تحت خریدے گئے خام تیل کی درآمدی ادائیگیاں اس کی خریداری کے بارہ مہینوں بعد شروع ہوں گی۔ گرچہ یہ طریقہ کار بین البینک منڈی میں ادائیگی کا دباؤ کم کرتا ہے تاہم ملک کے توازن ادائیگی اور ذخائر کی پوزیشن پر اس کا خالص اثر صفر ہوتا ہے۔ جاری کھاتے میں متعلقہ ادائیگی کی رقم کو درآمدات کی مد میں درج کیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ اس رقم کو عمومی حکومت کو اداشدہ قلیل مدتی قرضے میں شامل کیا جاتا ہے۔

سطح ابھی تک درآمدی کور یج کے لحاظ سے نشانیوں سے کم ہے۔[3] یہ صورت حال بیرونی کھاتے کو عالمی منڈی کے ناساز گار رجحانات کے مقابلے میں کمزور بنا دیتی ہے۔

شکل 5.2 : اہم ابھرتی منڈیوں میں برآمدات کی نمو، پہلی سہ ماہی م س20ء

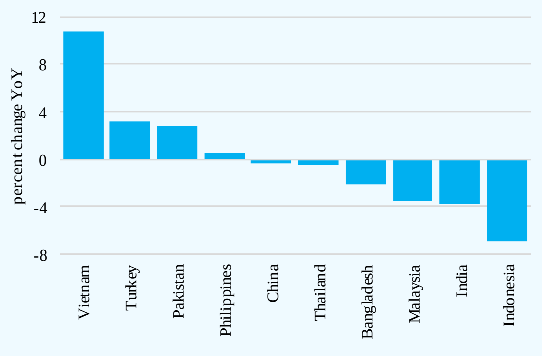

Data source: Haver Analytics

دوم، برآمدی آمدنی کمزور رہی، جس کی اہم وجوہات میں سست پڑتی عالمی معیشت، اجناس کی گرتی ہوئی قیمتیں اور اہم برآمدی منڈیوں میں سخت مسابقت کے ساتھ کم اکائی قیمتیں شامل ہیں۔ ابتدائی دو عوامل نے دیگر ابھرتی منڈیوں کی برآمدی آمدنی میں بھی کمی کر دی ہے (**شکل 5.2**)، لیکن پاکستان کی اکائی قیمتوں پر اس کا اثر زیادہ نمایاں تھا (**سیکشن 5.5**)۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ کرنسی میں ردوبدل نے پاکستانی برآمدکنندگان کو اپنے مسابقت کاروں کو پیچھے چھوڑنے اور اپنے مارجنز (پاکستانی روپے کے لحاظ سے) پر سمجھوتہ کیے بغیر بھاری مقدار کی بحری ترسیل کے ذریعے اپنا حصہ بڑھانے کے قابل بنا دیا ہے۔ اگرچہ صنعتی نقطہ نظر سے یہ حکمت عملی قابل عمل ہے لیکن اس سے ملک کی زرمبادلہ وصولیاں متاثر ہو رہی ہیں۔

سوم، معیشت کے استحکام اور آئی ایم ایف پروگرام سے حاصل ہونے والے یقینی پن کے ردعمل میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں اضافہ ابھی ہونا ہے کیونکہ سرمایہ کاروں نے دیکھو اور انتظار کرو کا طرز فکر اختیار کیا ہے۔ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کا محرک لائسنس کی خریداری کے لیے ایک ٹیلی کام کمپنی میں یکبارگی نقد رقوم کا ادخال تھا، جبکہ دیگر تمام شعبوں میں سرمایہ کاری کی سطح پست رہی۔ اسی طرح، عالمی معاشی سست رفتاری اور خلیج تعاون کونسل کے ممالک میں روزگار کی مشکل صورت حال کے سبب پاکستان سمیت دیگر وصول کنندہ ممالک کو رقوم کا بہاو متاثر ہونے سے کارکنوں کی ترسیلات زر میں کمی ہو چکی ہے۔

[3] آخر ستمبر 2019ء تک اسٹیٹ بینک کے زرمبادلہ کے ذخائر کی مالیت 7.9 ارب ڈالر تھی جو آخر جون کے 7.3 ارب ڈالر کے مقابلے میں زیادہ ہے۔ ذخائر کی موزونیت کے لحاظ سے اس مدت کے دوران درآمدی کور یج 1.7 مہینوں سے بڑھ کر 1.9 مہینوں پر آ گئی۔

مذکورہ رجحانات سے پتہ چلتا ہے کہ ادائیگیوں کے توازن میں بہتری کا اہم سبب درآمدات ہیں۔ معاشی نمو اور سرمایہ کاری کے حوالے سے اقتصادی مطابقت کی پالیسیوں کے نتائج کو مدنظر رکھنا ضروری ہے تاکہ ملک کی زرمبادلہ آمدنی کو برآمدات اور بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں اضافے کے ذریعے بڑھاتے ہوئے اہم درآمدات کے لیے مالکاری کی دستیابی کو یقینی بنایا جاسکے۔

اگرچہ کلی معاشی مطابقت کی پالیسیوں نے برآمدی صنعتوں کے لیے کچھ چیلنجز (جیسے خام مال کی لاگتوں میں اضافہ) پیدا کیے ہیں لیکن سرکاری اعانت سے کچھ سہولت ملی ہے۔ مثلاً، اسٹیٹ بینک کی پرکشش نرخوں پر دستیاب تجارتی نومالکاری اسکیموں اور بورڈ آف انویسٹمنٹ اور ایف بی آر کی جانب سے کارپوریٹ رجسٹریشنوں اور ٹیکس ادائیگیوں میں جدت لانے سے ملک کی کاروبار کرنے کی درجہ بندی میں پہلے ہی بہتری آچکی ہے (**باکس 5.1**)۔ پھر بھی اب توجہ فوائد بڑھانے اور پالیسی استحکام کا احساس پیدا کرنے پر مرکوز ہونی چاہیے، جس سے سرمایہ کاروں کو طویل مدتی سرمایہ کاری کے فیصلے کرنے میں مدد مل سکے۔

5.2 جاری کھاتہ

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران جاری کھاتے کا خسارہ 2.7 ارب ڈالر کی کمی سے 1.6 ارب ڈالر پر آگیا (**شکل 5.3**)۔ تقریباً تمام بہتری درآمدی ادائیگیوں میں کمی سے ہوئی۔ درآمدات کم کرنے میں پست مقدار اور اکائی قیمتوں دونوں نے کردار ادا کیا اگرچہ مقدار کا کردار زیادہ اہم تھا، تاہم برآمدات کے معاملے میں کم اکائی قیمتوں کو بالادستی حاصل رہی اور متعدد اہم برآمدی مصنوعات کے حجم میں خاصی نمو کے اثر کی جزوی تلافی ہوگئی۔

شکل 5.3: جاری کھاتے کا خسارہ

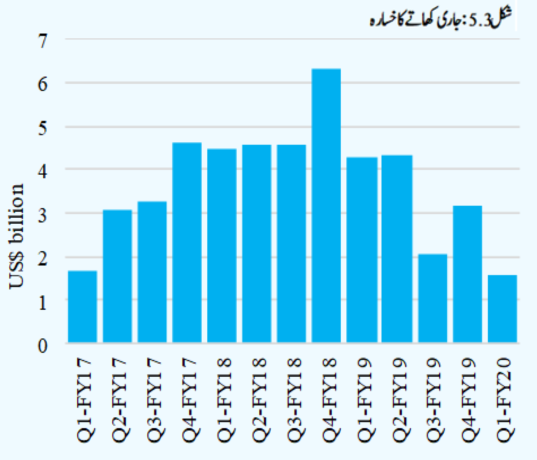

Data source: State Bank of Pakistan

اس کے ساتھ ساتھ بنیادی آمدنی اور خدمات کے خسارے کی بلند سطح اور ترسیلات زر میں کمی نے جاری کھاتے پر منفی اثرات مرتب کیے۔ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں بنیادی آمدنی کھاتے سے رقوم کا اخراج 321 ملین ڈالر اضافے کے ساتھ بڑھ کر 1.6 ارب ڈالر تک پہنچ

شکل 5.4 : بنیادی آمدنی کھاتے سے اخراج (پہلی سہ ماہی)

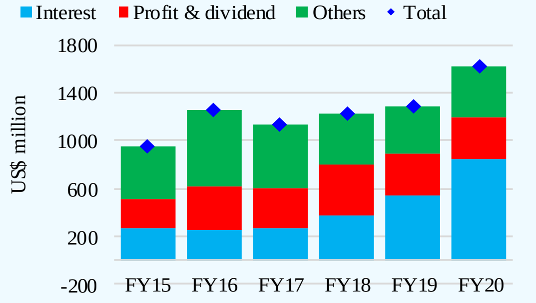

Data source: State Bank of Pakistan

گیا (**شکل 5.4**)۔ اس کا اہم سبب بیرونی قرضے پر بلند سودی ادائیگیاں ہیں کیونکہ بیرونی سرمایہ کاریوں پر منافع کی بیرون ملک منتقلی تقریباً گذشتہ برس کی سطح پر منجمد رہی۔ بلند سودی ادائیگیوں سے گذشتہ چند برسوں کے دوران مسلسل جڑواں خساروں کے نتیجے میں سرکاری بیرونی قرضے کے اسٹاک پر اضافے کے اثرات کی عکاسی ہوتی ہے۔[4]

کارکنوں کی ترسیلات زر

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ترسیلات زر میں سال بسال بنیادوں پر 1.4 فیصد کمی واقع ہوئی جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 14.7 فیصد کا خاصا اضافہ ہوا تھا۔ ترسیلات زر میں ہونے والی مجموعی کمی میں خلیج تعاون کونسل کے ممالک، خصوصاً متحدہ عرب امارات سے، رقوم کی آمد میں کمی نے اہم کردار ادا کیا (**جدول 5.2**)۔

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں متحدہ عرب امارات سے ترسیلات زر میں 7.2 فیصد کمی واقع ہوئی جس کا اہم سبب ملک میں روزگار کی دشوار صورتحال ہے کیونکہ متحدہ عرب امارات سے دیگر اہم وصول کنندگان ممالک کو ترسیلات کا اخراج بھی کم ہوگیا تھا۔[5] سمعی شواہد سے بھی پتہ چلتا ہے کہ کارکنوں کی ایک خاصی تعداد یو اے ای سے واپس آچکی ہے۔[6]

یہ امر دلچسپی کا حامل ہے کہ 2019ء میں مجموعی عالمی معاشی سست رفتاری کے باوجود برطانیہ، ریاست ہائے متحدہ امریکہ اور یورپی یونین جیسے دیگر اہم ذرائع سے رقوم کی آمد کی نمو مثبت رہی۔[7] سست رفتاری نے بھارت سمیت بڑے وصول کنندگان ممالک کو ترسیلات کا بہاو بھی متاثر کیا ہے اور 2019ء کے دوران ان ممالک کو ترسیلات زر کی نمو میں نمایاں سست رفتاری کا تخمینہ لگایا گیا ہے (**شکل 5.5**)۔

[4] گذشتہ تین برسوں کے دوران ملک کے بیرونی قرضوں اور واجبات میں 12.9 فیصد کا اضافہ ہوا۔

[5] جنوری تا مارچ اور اپریل تا جون 2019ء میں متحدہ عرب امارات سے ترسیلات زر کے مجموعی بہاؤ میں بالترتیب 11.7 اور 4.2 فیصد کمی ہوئی۔ یہ رجحان اس ملک میں روزگار کی فراہمی میں سست رفتاری سے ہم آہنگ ہے (ماخذ: سہ ماہی اقتصادی جائزے، سینٹرل بینک آف یو اے ای)۔

[6] بیورو آف امیگریشن اینڈ اوورسیز ایمپلائز کے مطابق جنوری تا ستمبر 2019ء میں بیرون ملک کام کے لیے جانے والے پاکستانیوں کی تعداد میں گذشتہ برس کی نسبت 3.7 فیصد اضافہ ہوا۔ یہاں یہ بات کرنا اہم ہے کہ بیرون ملک سے واپس لوٹنے والے پاکستانیوں کی تعداد کا کوئی ڈیٹا دستیاب نہیں ہے۔

[7] آئی ایم ایف کے تخمینے کے مطابق 2019ء میں عالمی معاشی نمو سست ہو کر 3 فیصد پر آگئی ہے جو 2017ء میں 3.8 فیصد تھی–یہ عالمی مالی بحران کے بعد سے نمو کی کم ترین شرح ہے (ماخذ: آئی ایم ایف، ڈبلیو ای او، اکتوبر 2019ء)۔

عالمی بینک کے تخمینے کے مطابق ان ممالک کے مقابلے میں پاکستان کی کارکردگی اچھی ہے کیونکہ 2019ء کے دوران ترسیلات زر کی نمو میں صرف 2.6 فیصدی درجے کی کمی متوقع ہے۔ ان قدرے بہتر امکانات سے پاکستان ریمی ٹینس انی شیٹو (پی آر آئی) اور حکومت کی جانب سے ملک میں باضابطہ ذرائع سے ترسیلات بڑھانے کی کوشوں کی عکاسی ہوتی ہے۔ مثلاً، پی آر آئی نے پاکستان پوسٹ اور نیشنل بینک آف پاکستان کو رواں سال متحدہ عرب امارات اور سعودی عرب میں رقوم کی منتقلی سے وابستہ 41 آپریٹروں سے مشترکہ الحاق کے سلسلے میں انہیں مدد فراہم کی ہے۔ ”بیرونی ترسیلات زر اقدام“ منصوبے کے تحت اب پاکستانی کارکنوں کے اہل خانہ پاکستان پوسٹ کی 240 شاخوں سے مفت ترسیلات زر موصول کرسکتے ہیں۔ دیگر ترغیبات میں ترسیلات زر رکھنے والے بینک کھاتوں کو ودہولڈنگ ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دینا اور مبادلہ کمپنیوں اور بینکوں کو مارکیٹنگ چارجز کی واپسی شامل ہیں۔

جدول 5.2: ملک وار ترسیلات زر (جولائی تا ستمبر)

ملین ڈالر

	مالی سال 19ء	مالی سال 20ء	تبدیلی
امریکہ	862.8	911.7	48.9
برطانیہ	810.2	814.4	4.2
خلیج تعاون کونسل ممالک	3,017.6	2,928.0	-89.6
سعودی عرب	1,263.2	1,269.4	6.2
متحدہ عرب امارات	1,227.5	1,139.2	-88.3
خلیج تعاون کونسل کے دیگر ممالک	527.0	519.4	-7.5
یورپی یونین کے ممالک	165.8	169.6	3.9
ملائشیا	395.2	405.1	9.9
ناروے	11.4	9.2	-2.2
سوئٹزرلینڈ	8.7	4.1	-4.6
آسٹریلیا	57.9	49.7	-8.2
کینیڈا	52.6	42.6	-10.0
جاپان	4.4	6.2	1.8
دیگر ممالک	171.0	137.5	-33.5
کل	**5,557.6**	**5,478.1**	**-79.5**

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

شکل 5.5 : کارکنوں کی ترسیلات زر میں نمو*

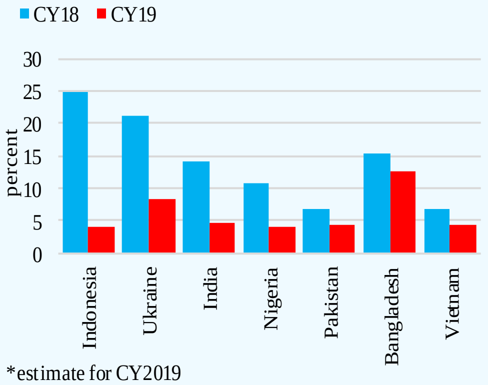

*estimate for CY2019
Data source: World Bank

5.3 مالی کھاتہ

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں مالی کھاتوں میں رقوم کی آمد میں سرکاری قرضوں کے بہاؤ کو بالادستی حاصل رہی۔ ٹی بلز میں بلند جزدانی سرمایہ کاری، آئی ایم ایف سے قرض گیری اور کمرشل قرضوں نے اس مدت میں رقوم کی خام تقسیم میں اضافہ کر دیا ہے۔ ان رقوم کی آمد سہ ماہی میں جاری کھاتے کے خسارے کی مالکاری اور قرضوں کی بالا قساط واپسی کے لیے کافی سے زیادہ تھی اور ان سے ملکی زرمبادلہ کے ذخائر بلند نمو کی راہ پر گامزن ہو گئے۔

بیرونی براہ راست سرمایہ کاری

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پاکستان میں خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری تقریباً گذشتہ برس کی سطح پر منجمد رہی (**جدول 5.3**)۔ ٹیلی کام، ٹیکسٹائلز اور برقی مشینری کے علاوہ تمام اہم شعبوں میں رقوم کی آمد کم رہی۔ خصوصاً، تعمیرات اور بجلی کے شعبوں میں بڑی کمی دیکھی گئی جس سے ملک میں سی پیک منصوبوں کے پہلے مرحلے کی تکمیل کی عکاسی ہوتی ہے۔ غذائی شعبے سے رقوم کا اخراج بھی دیکھا گیا کیونکہ پاکستان میں کاروبار کرنے والی کچھ بڑی غذائی کمپنیوں نے اپنی بیرون ملک سرپرست کمپنیوں کو زیر تحویل آمدنی منتقل کر دی تھی۔

جدول 5.3: پہلی سہ ماہی میں شعبہ وار خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری کی آمد

ملین ڈالر

	م س18ء	م س19ء	م س20ء	تبدیلی
تعمیرات	125.3	180.3	5.2	-175.1
بجلی	426.3	92.4	0.9	-91.5
مالی کاروبار	190.1	39.8	24.9	-14.9
دریافت و پیداوار	83.3	74.1	34.1	-40.0
برقی مشینری	0.8	5.2	64.8	59.6
دواسازی	0.8	29.2	16.5	-12.7
ٹرانسپورٹ آلات (گاڑیاں)	1.4	27.7	24.3	-3.4
ٹیکسٹائلز	10.8	12.4	16.9	4.5
غذا	0.8	14.2	-17.9	-32.1
ٹیلی مواصلات	62.8	-54.2	246.4	300.6
دیگر	116.6	137.9	125.9	-12.0
کل	**1,019**	**559**	**542**	**-17**

ڈیٹا کا ماخذ: بینک دولت پاکستان

اس کے مقابلے میں سہ ماہی کے دوران نصف سے زائد خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری ٹیلی کام شعبے کو حاصل ہوئی کیونکہ ایک موبائل فون کمپنی نے لائسنس کی تجدید کی فیس ادا کرنے کے لیے اپنی پیرنٹ کمپنی سے رقوم وصول کی تھیں۔ علاوہ ازیں، برقی مشینری کے تحت رقوم کی آمد سے سی پیک کے بجلی کی ترسیل کے منصوبے پر جاری کام کے لیے ایک چینی کمپنی کی جانب سے 50.0 ملین ڈالر سرمایہ کاری کی عکاسی ہوتی ہے۔

زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اگر رواں برس ٹیلی کام شعبے میں یکبارگی رقوم موصول نہیں ہوتیں تو خالص بیرونی براہ راست سرمایہ کاری میں اس سے کہیں زیادہ کمی ہو سکتی تھی۔ خام رقوم کی پست آمد کے علاوہ ملک میں مختلف شعبوں خصوصاً غذا، بجلی اور مالی کاروباروں میں بے سرمایہ کاریاں دیکھنے میں آئی ہیں۔ کاروبار کرنے میں آسانی سے متعلق مسائل کا ادراک کرتے ہوئے حکومت نے حالیہ برسوں میں ایک کاروبار دوست ماحول کی تخلیق کے لیے متعدد اقدامات کیے ہیں۔ ان کاوشوں نے عالمی بینک کی کاروبار کرنے میں آسانی کی تازہ ترین رپورٹ 2020ء میں ملک کی درجہ بندی کو بہتر بنانے میں کردار ادا کیا ہے (**باکس 5.1**)۔

باکس 5.1 کاروبار کرنے میں آسانی کی رپورٹ 2020ء اور پاکستان کی درجہ بندی

کاروبار کرنے کی رپورٹ 2020ء میں 190 ممالک میں سے پاکستان کی درجہ بندی 28 درجے بہتری کے ساتھ 108 ویں پوزیشن پر آ گئی ہے (**شکل 5.1.1**)۔ حکومت کی جانب سے متعدد حالیہ پالیسی اقدامات سے پاکستان کو کاروباری ماحول میں سب سے زیادہ بہتری لانے والے سرفہرست 10 ممالک میں شامل ہونے میں مدد ملی ہے۔

شکل 5.1.1 : منتخب ممالک کی کاروبار کرنے میں مجموعی آسانی کی درجہ بندی، 2019ء

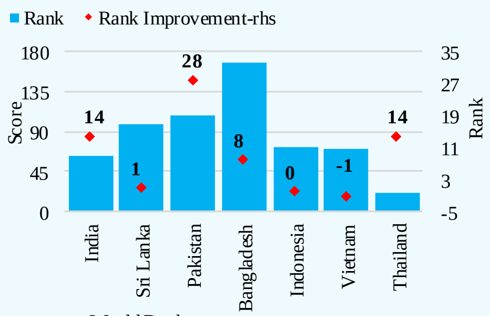

Data source: World Bank

یہ کامیابی چھ اہم شعبوں میں بہتری لانے سے حاصل ہوئی ہے: کاروبار شروع کرنے، تعمیراتی پرمٹوں سے نمٹنے، بجلی کے حصول، املاک کی رجسٹریشن، ٹیکسوں کی ادائیگی، اور سرحد پار تجارت (**جدول 5.1.1**)۔ اس ضمن میں درج ذیل کوششیں قابل ذکر ہیں:

جدول 5.1.1 :کاروبار کرنے میں آسانی کے اظہاریوں کا اسکور*

	2017ء	2018ء	2019ء	2020ء
کاروبار شروع کرنا	76	77	82	89
تعمیراتی پرمٹوں سے نمٹنا	54	51	52	66
بجلی کا حصول	43	43	43	64
ٹیکسوں کی ادائیگی	47	46	47	53
املاک کی رجسٹریشن	38	39	43	49
سرحد پار تجارت	64	67	67	69

0 * = کم ترین کارکردگی سے لے کر 100 = بہترین کارکردگی

ڈیٹا کا ماخذ: عالمی بینک گروپ

- حکومت نے انکارپوریشن کے کئی فارموں کی جگہ ون اسٹاپ رجسٹریشن شروع کر کے کاروبار کو آسان بنایا ہے۔
- تعمیراتی پرمٹ کے حصول کی منظوری کے طریقہ کار کی تنظیم نو کرتے ہوئے اسے آسان بنایا گیا ہے؛ عمارت کے معیار کے باقاعدگی سے معائنے کو بھی یقینی بنایا گیا ہے۔
- حکومت نے نئی درخواستوں کے لیے ایک آن لائن پورٹل متعارف کراتے ہوئے بجلی کے حصول کے لیے خدمت کی فراہمی کے نظام الاوقات متعارف کرائے ہیں۔
- بجلی کے ٹیرف میں تبدیلیوں کو کاروباری برادری کی آسانی کے لیے زیادہ شفاف بنایا گیا ہے۔
- ٹیکسوں کے شعبے میں قدر اضافی ٹیکس اور کارپوریٹ انکم ٹیکس کے لیے ادائیگی کے آن لائن طریقے متعارف کرائے گئے ہیں جبکہ کارپوریٹ انکم ٹیکس کی شرح میں کمی کی گئی ہے۔
- املاک رجسٹر کرانے کے طریقہ کار کو سب رجسٹرار کے دفتر میں انجام دینے کی اجازت دے کر اسے سادہ بنایا گیا ہے۔ مزید برآں، زمین کے انتظام کے نظام میں شفافیت بڑھانے کے لیے مزید اقدامات کیے گئے ہیں۔
- سرحد پار تجارت کو ویب پر مبنی ون کسٹمز الیکٹرانک سسٹم (WeBOC) سے مربوط بنا کر آسان بنایا گیا ہے۔ مزید برآں، مختلف ایجنسیوں کی جانب سے بندرگاہ پر مربوط مادی معائنوں میں سہولت دی گئی ہے۔

حکومت نے پاکستان ریگولیٹری ماڈرنائزیشن انی شیٹو (پی آر ایم آئی) کے نام سے ایک اسٹیئرنگ کمیٹی تشکیل دی ہے، جسے کاروباری اداروں کو سہولت دینے کے لیے ضوابط میں بہتری لانے اور ضوابطی نظام کو جدید خطوط پر استوار کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ اس طرح کسٹمز کے پروسیسنگ وقت اور الیکٹرانک دستاویز ایکس چینج کے ذریعے درآمدات / برآمدات کے دستاویزات کی تیاری میں درکار وقت میں کمی آئے گی۔

حوالہ جات:

کاروبار کرنے کی رپورٹ 2020ء، عالمی بینک

آئی ایم ایف اسٹاف رپورٹ، جولائی 2019ء

بیرونی جزدانی سرمایہ کاری

تقریباً دو برس کے وقفے سے بیرونی جزدانی سرمایہ کاری کے رجحان میں واپسی دیکھی گئی ہے اور ملک کو مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں 344.5 ملین ڈالر کی رقوم موصول ہوئیں جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 185.2 ملین ڈالر کا اخراج دیکھا گیا تھا۔

ٹی بلز اور پی آئی بیز میں تقریباً تمام سرمایہ کاری برطانوی اور امریکی سرمایہ کاروں کی جانب سے کی گئی۔ جزدانی رقوم کے بہاؤ میں اضافے کو مارکیٹ پر مبنی شرح مبادلہ نظام کی پائیداری کے بارے میں سرمایہ کاروں کے بڑھتے ہوئے اعتماد، پاکستان کے زرمبادلہ کے ذخائر میں بہتری اور ای ایف ایف پروگرام کی شروعات سے حاصل ہونے والے اطمینان سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ شرح سود کا فرق ماضی میں بھی بلند رہا ہے، پھر بھی پاکستان کی قرضہ منڈی میں بیرونی سرمایہ کاروں کی دلچسپی میں اضافہ نہیں کیا جاسکا۔ (**شکل 5.6**)۔

شکل 5.6 : ٹی بلز میں جزدانی سرمایہ کاری اور شرح سود کا فرق

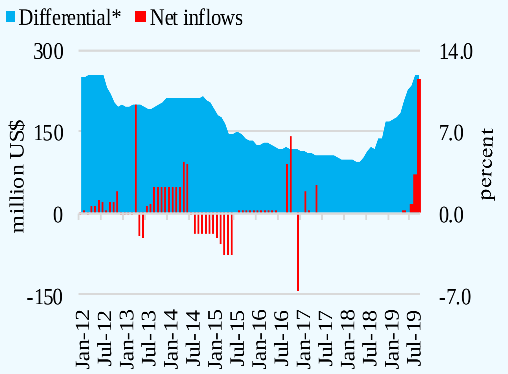

* T-bills vs US Security
Data source: State Bank of Pakistan and Bloomberg

واجبات کا خالص اعادہ

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں زرمبادلہ واجبات سے 840 ملین ڈالر کی خالص آمد ہوئی جو گذشتہ برس کی اسی سہ ماہی کے مقابلے میں 63.2 فیصد کم ہے (**شکل 5.7**)۔ کمرشل بینکوں نے 517 ملین ڈالر واپس کیے جبکہ حکومتی قرض گیری بھی گذشتہ برس کے مقابلے میں خاصی کم تھی۔ خام لحاظ سے حکومت کو سہ ماہی میں تین گنا بلند رقوم موصول ہوئیں تاہم قرضوں کی بھاری اقساط کی واپسی کے سبب

خالص قرض گیری کی سطح گر گئی۔ اہم رقوم کی آمد میں آئی ایم ایف (991.4 ملین ڈالر)، اے ڈی بی اور بیرونی کمرشل بینک شامل ہیں۔

شکل 5.7 : زرمبادلہ واجبات کا خالص اعادہ

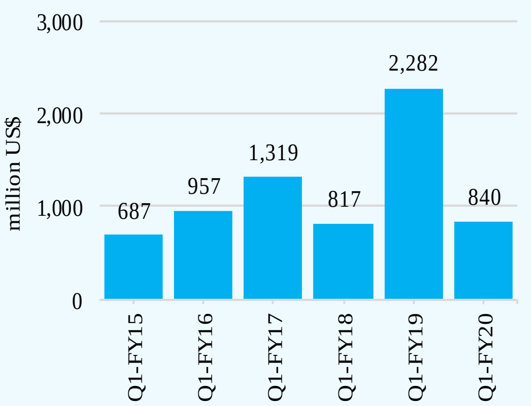

Data source: State Bank of Pakistan

5.4 شرح مبادلہ اور ذخائر

جاری کھاتے میں بہتری کے ساتھ بیرونی مالکاری کی خاصی مقدار میں دستیابی کے نتیجے میں سہ ماہی کے دوران زرمبادلہ کے ذخائر میں اضافہ ہو گیا۔ اس کے نتیجے میں مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں امریکی ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے کی قدر میں 2.4 فیصد اضافہ ہوا جبکہ اس کے مقابلے میں گذشتہ برس روپے کی قدر 2.2 فیصد تک گری تھی۔

شکل 5.8 : شرح مبادلہ میں کمی(-)/ اضافہ(+)

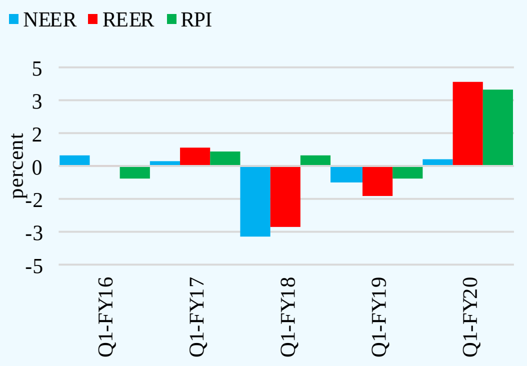

Data source: State Bank of Pakistan

اس کے مقابلے میں مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران چین سمیت پاکستان کے اہم تجارتی شراکت داروں کی کرنسیوں میں خاصی کمی واقع ہوئی۔ خصوصاً پاکستان کی نامیہ مؤثر شرح مبادلہ باسکٹ میں 29.1 فیصد حصہ رکھنے والے چینی یو آن کی قدر میں اس مدت کے دوران 3.1 فیصد کی ہوئی۔ یو آن اور دیگر اہم کرنسیوں کی قدر میں کمی پاکستانی روپے کی قدر میں مؤثر اضافے کا سبب بنی۔

جون 2019ء کے مقابلے میں ستمبر 2019ء میں اوسط نامیہ مؤثر شرح مبادلہ میں صرف 0.3 فیصد کا اضافہ ہو سکا (**شکل 5.8**)۔ تاہم اپنے تجارتی شراکت داروں کے مقابلے میں بڑھتی ہوئی مہنگائی نے نسبتی اشاریہ قیمت کو 3.5 فیصد تک بڑھا دیا۔ اس کا نتیجہ حقیقی مؤثر شرح مبادلہ میں 3.8 فیصد اضافے کی صورت میں نکلا۔

زرمبادلہ ذخائر کے معاملے میں درآمدات میں تیزی سے کمی کے ساتھ ساتھ جزدانی اور عالمی مالی اداروں کی فنانسنگ نے ذخائر کو بڑھانے میں کردار ادا کیا۔ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں ملک کے زرمبادلہ کے ذخائر میں 751 ملین ڈالر کا اضافہ ہو چکا ہے جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 1.4 ارب ڈالر تک کمی ہوئی تھی۔ اس اضافے کا اہم حصہ اسٹیٹ بینک کے ذخائر میں دیکھا گیا جو مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں 656.2 ملین ڈالر اضافے کے ساتھ بڑھ کر 7.9 ارب ڈالر تک پہنچ گیا (**شکل 5.9**)۔ اس کے نتیجے میں پاکستان کی کفایت سرمایہ کی سطح میں بھی بہتری آچکی ہے۔

شکل 5.9 : ذخائر کی موزونیت

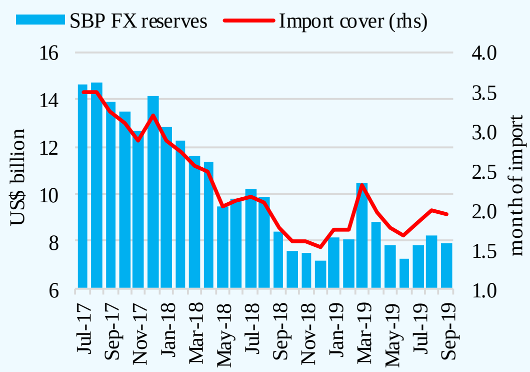

Data source: State Bank of Pakistan

5.5 تجارتی کھاتہ[8]

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران تجارتی خسارہ 35.3 فیصد سال بسال کمی سے گر کر 5.7 ارب ڈالر پر آ گیا جبکہ گذشتہ برس کی اسی سہ ماہی میں 2.5 فیصد کمی ہوئی تھی۔ درآمدات کی کم مقدار اور اجناس کی عالمی قیمتوں میں کمی کے سبب مقدار میں بھاری کمی نے برآمدات میں ہونے والی سال بسال سست رفتاری کی تلافی کر دی (**شکل 5.10**)۔[9] اس کے نتیجے میں تجارتی خسارہ کم ہو کر گذشتہ تین برسوں کی کمترین سطح پر آ گیا۔

شکل 5.10 : تجارتی خسارے میں سال بسال تبدیلی کی تفصیل

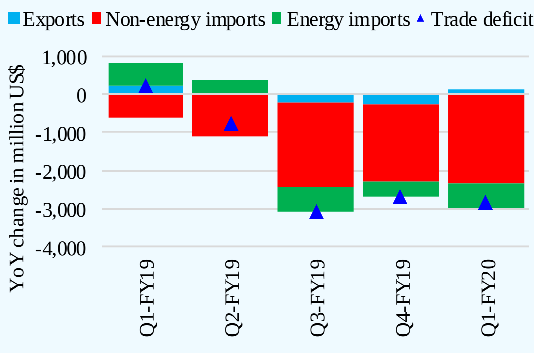

Data source: Pakistan Bureau of Statistics

برآمدات

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پاکستان کی برآمدات 2.5 فیصد اضافے سے بڑھ کر 5.5 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت کے دوران یہ 4.2 فیصد بڑھی تھیں۔ نمو کی سست رفتاری کا سبب پیٹرولیم مصنوعات گروپ ہے، جس نے دیگر مصنوعات،

[8] یہ تجزیہ پاکستان دفتر شماریات کے فراہم کردہ کسٹمز ڈیٹا پر مبنی ہے اور ضروری نہیں ہے کہ **سیکشن 5.1** اور **5.2** میں درج ادائیگیوں کے ریکارڈ سے اس کی مماثلت ہو۔

[9] تیل کی بین الاقوامی قیمتیں مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں گذشتہ برس کی اسی مدت کی نسبت اوسطاً 16.1 فیصد جبکہ پام آئل کی 6.8 فیصد کم تھیں۔

بالخصوص چاول، ملبوسات، پھل اور سبزیوں، اور گوشت کی برآمدات میں قدرے وسیع البنیاد اور معتدل بحالی کے اثرات ضائع کر دیے (**جدول 5.4**)۔

جدول 5.4: پہلی سہ ماہی میں پاکستان کی اہم برآمدات

ملین امریکی ڈالر

	م س19ء	م س20ء	مطلق تبدیلی	مقداری اثر	قیمت کا اثر
غذائی گروپ	**864.0**	**984.3**	**120.2**	**–**	**–**
باسمتی چاول	132.2	196.3	64.2	94.6	-30.5
غیر باسمتی چاول	180.0	274.3	94.3	91.7	2.6
گندم	92.8	11.0	-81.8	-83.1	1.3
چینی	55.6	42.8	-12.8	-22.4	9.6
سبزیاں اور پھل	132.8	148.2	15.4	12.9	2.5
گوشت اور تیار مصنوعات	46.7	70.6	23.9	20.2	3.7
ٹیکسٹائل گروپ	**3,275.3**	**3,371.7**	**96.3**	**–**	**–**
خام کپاس	7.0	10.8	3.8	**5.5**	**-1.8**
سوتی دھاگہ	313.7	297.2	-16.5	21.6	-38.1
سوتی کپڑے	529.1	499.4	-29.7	67.4	-97.0
ملبوسات	1,300.0	1,446.0	146.0	238.6	-92.6
بستر کی چادریں	584.0	601.0	17.1	110.9	-93.9
تولیے	184.4	180.7	-3.8	-3.6	-0.2
پیٹرولیم گروپ	**145.8**	**62.3**	**-83.6**	**-65.7**	**-17.8**
خام تیل	76.2	37.5	-38.7	-30.6	-8.1
پیٹرولیم مصنوعات	45.9	9.6	-36.3	-34.9	-1.4
دیگر اشیاساز	**828.9**	**804.4**	**-24.5**	**–**	**–**
چمڑا	61.6	51.9	-9.7	-9.2	-0.4
چمڑاساز	119.0	131.5	12.5	7.4	5.0
پلاسٹک	78.6	77.1	-1.5	17.4	-18.9
دواسازی	49.4	55.6	6.2	17.0	-10.8
سیمنٹ	77.6	66.8	-10.8	-4.1	-6.7
مجموعی برآمدات	**5,373.9**	**5,509.8**	**135.8**	**–**	**–**

ڈیٹا کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات اور اسٹیٹ بینک کا حساب

ٹیکسٹائل برآمدات

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں ٹیکسٹائل برآمدات 2.9 فیصد اضافے سے بڑھ کر 3.4 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں، جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 4.2 فیصد بڑھی تھیں۔ یہ تیار ملبوسات میں مراجعت کے رجحان کی عکاسی کرتا ہے جن کی برآمدی مالیتیں گذشتہ برس گر گئی تھیں اور رواں برس ان میں دوہندسی اضافہ ہوا۔ کم اکائی قیمتوں کے اثرات نے گذشتہ برس ملبوساتی برآمدات کی قیمتوں کو کم رکھا تھا لیکن اب اس کی شدت میں کمی آرہی ہے (**شکل 5.11**)، تاہم اکائی قیمتیں ابھی تک ملبوسات، دھاگے اور کپڑے سمیت کئی ٹیکسٹائل اجزا کی برآمدی مالیتوں کو نچلی سطح پر رکھنے کے لیے دباو ڈال رہی ہیں۔

طلب کے لحاظ سے اگرچہ امریکہ میں ملبوساتی درآمدات کی مقدار مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں گذشتہ برس جتنی تھی، تاہم ماہانہ اعدادوشمار سے پتہ چلتا ہے کہ جولائی اور اگست کے دوران اس میں مضبوط نمو کے بعد ستمبر

2019ء میں یہ ایک بار پھر کم ہو گئیں۔[10] اس کمی کا اہم سبب چین تھا: ستمبر میں پہلی مرتبہ چین کی امریکا کو ملبوساتی برآمدات پر اضافی ٹیرف کا نفاذ کیا گیا۔ جولائی اور اگست میں درآمدات کی نمو بھی چین کی مرہون منت تھی کیونکہ امریکی برآمدکنندگان نے مئی سے (بلند ٹیرف کی توقع میں) اپنی خریداریوں میں اضافہ شروع کر دیا تھا اور دیگر رسد کنندگان سے درآمدات کم کر دی تھیں (**شکل 5.12 الف**)۔

شکل 5.11 : ملبوساتی برآمدات میں تبدیلی کی تفصیل

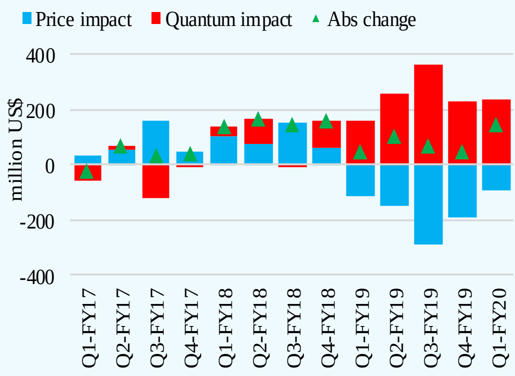

Data sources: PBS & SBP calculations

جولائی تا اگست میں بلند درآمدات بھی ملبوسات اور خردہ[11] اسٹورز کے ذخائر میں اضافے پر منتج ہوئیں (**شکل 5.12 ب**)، جن سے ستمبر میں درآمدات کی ضروریات میں کمی ہو گئی۔ پھر ستمبر میں کم لاگت پیداکاروں کی سمت منتقلی بھی دیکھنے میں آئی اور کمبوڈیا، ویت نام اور پاکستان جیسے کم لاگت پیداکاروں سے درآمدات کی مقدار میں بھاری نمو درج کی گئی۔

شکل 5.12 الف: امریکی ملبوسات کی درآمدی مقدار میں نمو، پہلی سہ ماہی مس 20ء

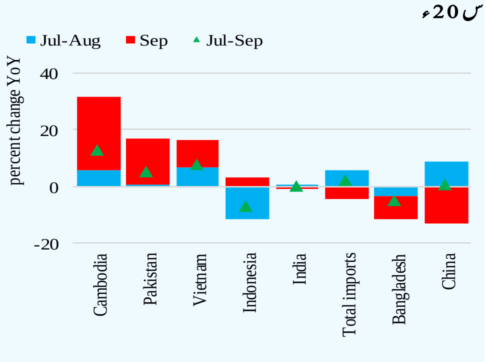

Data source: US Office of Textile & Apparel

شکل 5.12 ب: امریکی ملبوسات ولوازمات کے اسٹورز کے ذخائر میں نمو

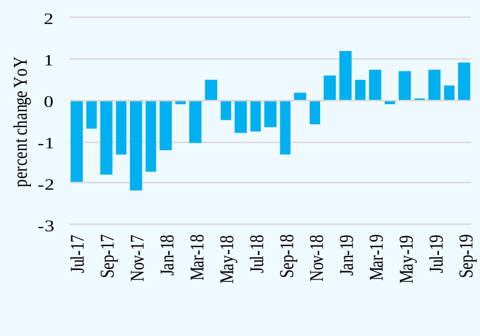

Data source: US Census Bureau

[10] مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں امریکہ کی ملبوساتی درآمدات کی مقدار میں 2.2 فیصد نمو ہوئی جبکہ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں 2.3 فیصد اضافہ دیکھنے میں آیا تھا (ماخذ: یو ایس آفس آف ٹیکسٹائل اینڈ اپیرل)۔

[11] امریکہ کے درآمدکنندگان کو مئی 2019ء میں ٹیرف میں اضافے سے خبردار کیا گیا تھا، جب امریکی حکومت نے 3,805 چینی مصنوعات کی ایک فہرست جاری کی تھی جن پر ممکنہ طور پر اضافی ٹیرف عائد کیا جاسکتا تھا۔ اس فہرست میں 646 ملبوساتی مصنوعات شامل تھیں جن میں سے 568 کے ٹیرف میں یکم ستمبر 2019ء کو اضافہ کر دیا گیا تھا۔ ماخذ: یو ایس آفس آف دی ٹریڈ ریپریزینٹیٹو (https://ustr.gov/issue-areas/enforcement/section-301-investigations/section-301-china/300-billion-trade-action)۔

اس بدلتی ہوئی صورت حال میں پاکستانی بر آمد کنند گان کے پاس موقع ہے کہ وہ امریکہ کی سوتی ملبوسات میں مرتکز منڈی میں چین کا حصہ حاصل کر لیں۔ گذشتہ ڈیڑھ سال میں امریکی ڈالر کے مقابلے میں پاکستانی روپے میں ردوبدل کی وسعت کو دیکھتے ہوئے پاکستان کو کم لاگت کا فائدہ بھی حاصل ہے، جس سے بر آمد کنند گان کو روپے کے لحاظ سے مارجنز کو متاثر کیے بغیر اپنی اکائی قیمتیں قابو میں رکھنے (**جدول 5.5**) کا موقع ملا ہے۔

جدول 5.5: امریکی ملبوسات کی درآمدی اکائی قدریں اور ابھرتی کرنسیوں کے مقابلے میں امریکی ڈالر کی قدر میں سال بسال اضافہ (+)/ کمی (-)

فیصد تبدیلی	اکائی قدریں		امریکی ڈالر کی قدر میں اضافہ / کمی	
	م س19ء	م س20ء	م س19ء	م س20ء
پاکستان	1.7	1.2	18.0	27.0
بنگلہ دیش	2.1	7.0	3.4	0.6
بھارت	2.7	3.7	8.9	0.4
چین	0.0	-4.1	1.9	3.1
کمبوڈیا	6.1	2.6	-0.3	0.4
انڈونیشیا	3.3	4.2	9.5	-3.3
ویت نام	2.1	6.1	2.2	0.0
دنیا	1.1	0.8	1.5*	3.2*

*ڈالر اشاریے میں تبدیلی

ڈیٹا کا ماخذ: اوٹیکسا اور بلومبرگ

تاہم پاکستانی بر آمد کنند گان کو ابھی تک ویت نام سے سخت مسابقت درپیش ہے، جس کے بر آمد کنند گان پہلے ہی امریکہ کی ملبوساتی رسدی زنجیر سے اچھی طرح پیوست ہیں اور یہ ملک امریکہ چین تنازعے کا سب سے بڑا استفادہ کنندہ بن کر ابھرا ہے۔ تاہم، اب افرادی قوت کی بڑھتی ہوئی لاگت کے ساتھ ساتھ مستحکم شرح مبادلہ کے سبب ویت نام کے بر آمد کنند گان کی اکائی قیمتیں بھی بڑھ رہی ہیں؛ یہ صورت حال بھی مطلق لحاظ سے ویت نام کی بر آمدی مسابقت کم کر سکتی ہے۔ پاکستان کے لیے اس موقع سے فائدہ اٹھانے کا انحصار پائیدار سرمایہ کاریوں اور پروڈکٹ کے اجزائے ترکیبی اور معیار میں بہتری لانے پر ہے، کیونکہ بر آمد کنند گان نے اب تک روپے کے لحاظ سے اپنے مارجن کی قربانی دیے بغیر صرف ڈالر پر مبنی اکائی قیمتوں میں کمی کر کے منڈی میں حصہ بڑھانے کی حکمت عملی اختیار کی ہے۔

اسی طرح یورپی یونین میں پاکستان کی بر آمدی اکائی قیمتیں بھی گذشتہ برس سے کم تھیں اور پاکستان وہ واحد رسد کنندہ تھا جس کی یورپی بلاک میں اکائی قیمتیں مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران کم ہوئیں (**جدول 5.6**)۔ ابھرتی منڈیوں کی کرنسیوں کے مقابلے میں یورو کی قدر میں کمی نے خاص طور پر یورپی یونین کی بلند لاگت رسد کنند گان سے طلب کو بری طرح متاثر کیا۔

پاکستان کے معاملے میں دو عوامل نے اہم کردار ادا کیا۔ پہلا، گذشتہ دو سے چار سہ ماہیوں کے دوران بر آمدات کرنے والی تمام اہم ابھرتی منڈیوں کی کرنسیوں کے مقابلے میں یورو کی قدر میں سال بسال بنیادوں پر مسلسل کمی ہو رہی ہے–سوائے پاکستانی روپے کے جس کے مقابلے میں اس کی قدر میں مالی سال 18ء کی چوتھی سہ ماہی سے مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ اس وجہ سے پاکستان کے مقابلے میں یورپی یونین

کو دیگر ابھرتی منڈیوں کی برآمدات کچھ مہنگی ہوگئی ہیں۔ اور دوم، پاکستان کو بدستور جی ایس پی پلس کے تحت یورپی بلاک کی منڈی تک رعایتی رسائی حاصل ہے۔ ان دونوں عوامل کی وجہ سے پاکستانی برآمد کنندگان کی اکائی قیمتیں کم رہیں جبکہ برآمدات کی بلند مقدار میں ترسیل کی گئی۔

جدول 5.6: پہلی سہ ماہی میں اہم ممالک سے یورپی یونین کی ملبوساتی برآمدات میں نمو

	مقدار		قدر		اکائی قدریں*		کرنسی**	
	م س19ء	م س20ء	م س19ء	م س20ء	م س19ء	م س20ء	م س19ء	م س20ء
پاکستان	4.9	5.2	3.5	4.2	-1.3	-1.0	16.3	21.9
بھارت	-5.9	2.2	-4.7	2.7	1.2	0.5	7.9	-4.1
چین	-11.2	-1.1	1.3	1.1	14.0	2.3	1.0	-1.4
بنگلہ دیش	7.9	-1.1	7.5	5.5	-0.3	6.6	2.6	-3.9
کمبوڈیا	11.7	-8.2	11.9	-2.0	0.2	6.7	-1.1	-4.3
ترکی	8.1	6.3	3.5	7.6	-4.2	1.3	59.4	-4.1
دنیا***	-0.9	-0.6	4.6	4.0	5.6	3.4	-1.1	-4.4

*یورو میں، ** متعلقہ کرنسیوں کے مقابلے میں یورو میں سال بسال اضافہ قدر (+) / کمی (-)، یورو بمقابلہ امریکی ڈالر

ڈیٹا کا ماخذ: یورو اسٹیٹ، بلومبرگ اور اسٹیٹ بینک کے تخمینے

شکل 5.13 : اہم ابھرتی منڈیوں میں سوتی دھاگے کی قیمتیں

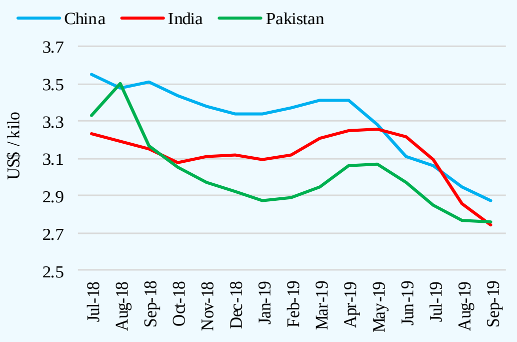

Data source: Emerging Textiles

کم قدر اضافی کے حامل جز میں پاکستان کی سوتی دھاگے اور کپڑوں کی برآمدی مالیتوں میں سال بسال کمی ہوئی ہے اور کم اکائی قیمتوں نے دونوں مصنوعات کی برآمدی مقدار میں اضافے کی تلافی کر دی۔ دھاگے کی کم قیمتوں کا مسئلہ صرف پاکستان کا نہیں ہے بلکہ چین اور بھارت کو بھی اسی صورت حال کا سامنا ہے (**شکل 5.13**) جس سے کپاس کے عالمی نرخوں کے رجحان کی عکاسی ہوتی ہے۔

غیر ٹیکسٹائل برآمدات

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں غیر ٹیکسٹائل برآمدات 1.9 فیصد نمو کے ساتھ بڑھ کر 2.1 ارب ڈالر تک پہنچ گئیں جبکہ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں یہ 10.5 فیصد تک بڑھی تھیں۔ اس سست رفتاری کا اہم سبب پیٹرولیم مصنوعات کی برآمدات میں 57.3 فیصد کمی ہے

کیونکہ خام تیل، پیٹرولیم مصنوعات اور نیپتھا سمیت تمام مصنوعات کی بیرونی فروخت میں کمی ہو رہی ہے۔ تیل کی کم بین الاقوامی قیمتوں نے بھی کردار ادا کیا لیکن اجناس کی برآمدی مقدار بھی گر گئی۔

خام تیل کی برآمدات میں 50.8 فیصد کمی ہوئی۔ جس میں 79.1 فیصد کمی کا سبب کم مقدار ہے۔ اس کا ایک ممکنہ سبب اس جنس کے قابل برآمد فاضل میں کمی بھی ہو سکتی ہے۔ خصوصیات اور سالمات کو یکجا رکھنے کی قوت (varicosity) میں فرق کی وجہ سے ریفائنریاں مقامی طور پر نکالے گئے تیل کی پروسیسنگ کی مناسب استعداد نہیں رکھتیں۔ تاہم شرح مبادلہ کے نقصانات اور بلند شرح سود کے تناظر میں مالی مشکلات کی وجہ سے تیل کی دو ریفائنریوں نے اب اپنا درآمدی بوجھ کم کرنے کے لیے مقامی پیدا کردہ خام تیل کی درآمدی تیل سے آمیزش شروع کر دی ہے۔[12]

مصنوعات میں سے بھاری کمی جیٹ ایندھن میں درج کی گئی۔ جولائی تا ستمبر کے دوران جیٹ ایندھن کی پیداوار 2.8 فیصد سال بسال تک گر چکی ہے کیونکہ ریفائنریوں نے مالی مشکلات کے ساتھ ساتھ بجلی کے شعبے کو فرنس آئل کا اسٹاک فروخت کرنے کی صلاحیت کے فقدان کی وجہ سے اپنی پیداوار میں کمی کر دی تھی۔ دوسری طرف جیٹ ایندھن کے لیے طلب کے تحرکات بھی مثالی نہیں تھے: پاکستان عام طور پر حکومتی بندوبست کے تحت افغانستان کو جیٹ ایندھن برآمد کرتا ہے۔ پڑوسی ملک سے اتحادی افواج کی بتدریج واپسی کے باعث پاکستان سے ایندھن کے اجزا اور دیگر نقل و حمل کی خدمات کی ضروریات میں بھی کمی متوقع ہے۔

پیٹرولیم مصنوعات گروپ کے مقابلے میں سہ ماہی کے دوران مجموعی غذائی برآمدات 13.9 فیصد نمو کے ساتھ 984.43 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں جس کا اہم سبب چاول کی برآمدات میں 50.8 فیصد نمو ہے۔ دراصل مجموعی برآمدات کی نمو میں سب سے بڑا حصہ چاول کا تھا، جس کی برآمدی مالیت پہلی سہ ماہی میں بڑھ کر 470.6 ملین ڈالر تک پہنچ گئی۔ باسمتی اور غیر باسمتی دونوں اقسام کی برآمدات میں خاصا اضافہ ہوا اور برآمدات کی بلند مقدار نے کم اکائی قیمتوں کے اثر کی تلافی کر دی (جس کی نشاندہی **جدول 5.4** میں پہلے کی جا چکی ہے)۔

منزل کے لحاظ سے یورپی یونین، مشرق وسطیٰ اور افریقی ممالک سے چاول کی برآمدی وصولیوں میں خاصا اضافہ دیکھنے میں آیا ہے۔ پاکستان کی یورپی ممالک کو چاول کی برآمدات میں پچھلے دو برسوں سے اضافہ ہو رہا ہے اور یورپی یونین کی منڈی میں اس کا حصہ یونین کی

[12] مثلاً، بائیکو پیٹرولیم اپنی سالانہ رپورٹ برائے 19-2018ء میں بتایا کہ اس نے "مقامی" خام تیل کی محدود خریداری شروع کر دی ہے اور پروڈکٹ کے معیار اور یافتوں کو برقرار رکھتے ہوئے درآمدی خام تیل سے اس کی کامیابی کے ساتھ آمیزش کی ہے۔

جانب سے بھارتی چاول کی برآمدات پر کیڑے مار ادویات کے بہت زیادہ استعمال کے خدشات پر پابندیوں کے بعد سے مسلسل بڑھ رہا ہے (**شکل 5.14**)۔

تاہم، پاکستان کے باسمتی چاول کے برآمدکنندگان اب مشرق وسطیٰ کی اہم منڈیوں میں بھی بھارتی حصے کو حاصل کر رہے ہیں اور جس طرح بھارت کی برآمدات میں کمی ہو رہی ہے ویسے ہی مقدار کے لحاظ سے پاکستان کی برآمدات میں خاصا اضافہ ہو رہا ہے (**شکل 5.15**)۔ سب سے بڑا اضافہ متحدہ عرب امارات میں دیکھا گیا جہاں مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران برآمدات کی مقدار میں چار گنا اضافہ ہوا ہے۔ اس بات کی علامات موجود ہیں کہ اس ملک کو چاول کی بحری ترسیلات کا ایک حصہ مئی تا جون 2019ء میں ایران اور بھارت کے درمیان تیل کی تجارت کی بندش کے بعد سے ایران روانہ کیا جا رہا ہے۔[13] برآمدکنندگان کی جانب سے مارکیٹنگ، قدرے کم اکائی قیمتوں اور گذشتہ برس کے مقابلے میں کم اساسی اثر کی وجہ سے سعودی عرب کو بھی برآمدی مقدار تین گنا سے زائد ہو گئی۔[14]

شکل 5.15 : مشرق وسطیٰ کی منڈیوں کو باسمتی چاول کی برآمدی مقدار میں مطلق تبدیلی، پہلی سہ ماہی م س 20ء

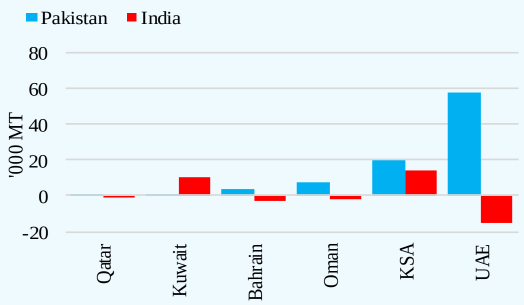

Data sources: Ministry of Commerce & Industry, Government of India, and Pakistan Bureau of Statistics

شکل 5.14 : یورپی یونین کی چاول کی درآمدات میں غیر یورپی یونین ممالک کا حصہ (بلحاظِ مقدار)

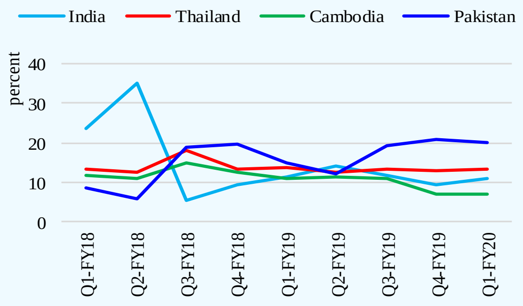

Data source: Eurostat

جہاں تک غیر باسمتی چاول کا تعلق ہے تو سینیگال اور موزمبیق جیسی روایتی افریقی منڈیوں کو برآمدات میں بھی اضافہ ہوا ہے کیونکہ پاکستانی برآمدکنندگان بھارت اور تھائی لینڈ جیسے مسابقت کاروں کے مقابلے میں اپنی اکائی قیمتیں کم رکھنے میں کامیاب رہے۔ مزید برآں، ڈیوٹی

[13] ایران کے ساتھ جامع تجارت والے چند ممالک (بشمول بھارت) کو حاصل امریکی استثنیٰ کی میعاد مئی 2019ء کے اوائل میں ختم ہو گئی تھی اور اس کی تجدید نہیں کی گئی (ماخذ: وائٹ ہاؤس کا بیان بتاریخ 22 اپریل 2019ء)۔ بھارت اور ایران کے درمیان بارٹر جیسا ایک تجارتی نظام موجود تھا، جس کے تحت بھارت کو ایرانی تیل کی ادائیگیوں کی رقم بھارت میں قائم آئی این آر شناخت والے بینک اکاؤنٹ میں جمع کی جاتی تھی۔ ایران اپنے اکاؤنٹ بیلنس کو بھارت سے زیادہ تر غذائی اجزا اور ادویات کی درآمدات کی ادائیگی کے لیے استعمال کرتا تھا۔

[14] م س 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران پاکستان کے غیر باسمتی چاول کی اکائی قیمت بھارت کے مقابلے میں 9.6 فیصد کم اور تھائی لینڈ سے 21.0 فیصد کم تھی (ماخذ: یو این ایف اے او)۔

کی ساز گار ساخت کی وجہ سے پاکستان اب یورپی یونین کو باسمتی چاول کی مضبوط فروخت کے ساتھ بیلجیئم اور برطانیہ جیسے یورپی ممالک کو زیادہ غیر باسمتی چاول (بھورا) بھی برآمد کررہا ہے۔[15]

دیگر غذائی اجزا میں چینی اور گندم کی برآمدات دونوں میں بھاری کمی واقع ہوئی۔ یہاں یہ بات ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ مالی سال19ء کی پہلی سہ ماہی میں دونوں اجناس کے لیے برآمدی زراعانت دستیاب تھا جو بلند اساسی اثر پر منتج ہوا۔ گندم کے معاملے میں اگرچہ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی کے بعد سے گندم کی برآمدی مقدار میں تیزی سے کمی آئی ہے تاہم آٹے کی مقامی قیمتوں[16] میں اضافے کی وجہ سے حکومت نے اس اناج کی برآمد پر ستمبر 2019ء میں پابندی عائد کر دی تھی۔[17] اس کے نتیجے میں مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی میں گندم کی برآمدی مالیتیوں میں 88.1 فیصد تک کمی ہوئی۔ مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران چینی کی ملکی برآمدات میں بھی 23.0 فیصد کمی ہوئی اور کم برآمدی مقدار نے اکائی قیمتوں میں ہونے والے تمام اضافے کا اثر زائل کر دیا۔ مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی میں چینی کی اوسط قیمتیں گذشتہ برس کے مقابلے میں 33.5 فیصد زیادہ تھیں، جس سے چینی کے کارخانوں کو برآمدات کے بجائے مقامی منڈی کی ضروریات پوری کرنے کی ترغیب ملی۔[18]

آخر میں، سہ ماہی کے دوران پھلوں اور سبزیوں کی برآمدات 11.6 فیصد کے سال بسال اضافے کے ساتھ بڑھ کر 148.2 ملین ڈالر تک پہنچ گئیں، جو گندم اور چینی جیسی تحفظ یافتہ صنعتوں کی مجموعی برآمدات سے زیادہ ہے۔ تفصیلی اعدادوشمار سے نشاندہی ہوتی ہے کہ آم، آلو اور مکئی کی برآمدات گذشتہ برس کے مقابلے میں زیادہ رہیں۔ اس حوصلہ افزا کارکردگی کو ٹریڈ ڈویلپمنٹ اتھارٹی آف پاکستان (ٹی ڈی اے پی) کی جانب سے وسط ایشیائی اور روس اور جرمنی جیسے یورپی ممالک میں سفارتخانوں اور برآمد کنندگان کی جانب سے تجارتی نمائشوں کے انعقاد سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔ مزید برآں، گوشت کی برآمدی مالیتوں میں بھی کافی اضافہ ہوا ہے کیونکہ ملک سے سعودی عرب، متحدہ عرب امارات اور کویت جیسی مشرق وسطیٰ کی اہم منڈیوں کو خاصی بلند مقدار برآمد کی گئی تھی۔

درآمدات

مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران درآمدات 20.9 فیصد کمی سے گر کر 11.2 ارب ڈالر پر آ گئیں۔ یہ کمی وسیع البنیاد تھی جس میں کم درآمدی مقدار نے اہم کردار ادا کیا (**جدول 5.7**)۔ خام تیل، کوئلے اور پام آئل جیسی اہم اجناس کی کم بین الاقوامی قیمتوں کے ساتھ

[15] بعد میں چاول کو علاقے میں قائم کارخانوں میں سفید چاول کی پیداوار کے لیے مزید پروسیس کیا جاتا ہے، جو مغربی ممالک میں بہت استعمال ہوتا ہے۔

[16] مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی میں گندم کے 10 کلو آٹے کے تھیلے کی قیمت اوسطاً 11.1 فیصد بلند تھی۔

[17] وزارت کامرس کے ایس آر او نمبر 1044(1)/2019ء، بتاریخ 11 ستمبر 2019ء۔

[18] مقامی قیمتوں میں اضافہ اس وقت ہوا جب مالی سال20ء کے بجٹ میں جی ایس ٹی 8 فیصد سے بڑھا کر 17 فیصد کر دیا گیا تھا اور مقامی سطح پر قیمتوں پر قابو پانے کا طریقہ کار کمزور تھا۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے باب 3۔

گذشتہ برس جمع ہونے والے ذخائر (ڈی اے پی کھاد اور الگ الگ پرزوں کی شکل میں) سے بھی اس سال درآمدات کی طلب کو کم رکھنے میں مدد ملی۔ مطلق لحاظ سے مجموعی درآمدات کو کم رکھنے میں سب سے اہم کردار خام تیل کا تھا جس کے بعد کھاد (ڈی اے پی)، کوئلے ('دیگر تمام اجزا' کے تحت درجہ بند) اور فرنس آئل کی درآمدات کا نمبر آتا ہے۔

توانائی کی درآمدات

مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں توانائی کی درآمدات 16.2 فیصد کمی سے گر کر 3.2 ارب ڈالر پر آگئیں جبکہ گذشتہ برس کی اسی مدت میں 19.4 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ اس کمی سے ٹرانسپورٹ اور بجلی کے شعبوں میں ایندھن کی کم طلب کی عکاسی ہوتی ہے جو فرنس آئل اور ہائی اسپیڈ ڈیزل جیسی پیٹرولیم مصنوعات کی درآمدی مقدار میں بھاری کمی پر منتج ہوئی۔ مزید اعانت تیل اور کوئلے کی عالمی قیمتوں سے حاصل ہوئی جو سال بسال بنیادوں پر بالترتیب اوسطاً 16.1 فیصد اور 10.9 فیصد کم رہیں۔ کم اکائی قیمتوں نے سہ ماہی کے دوران ایل این جی کی درآمدی مالیتوں میں بھی شدید کمی کر دی تھی۔

سہ ماہی میں خام تیل کی درآمدات 31.5 فیصد کمی کے ساتھ گر کر 823.3 ملین ڈالر پر آگئیں،

جدول 5.7: پہلی سہ ماہی میں پاکستان کی اہم درآمدات
(ملین امریکی ڈالر)

اجزا	م س19ء	م س20ء	مطلق	مقداری اثر	قیمت
توانائی گروپ	**3,783.5**	**3,169.7**	**-613.8**	103.1	-716.9
پیٹرولیم مصنوعات	1,595.1	1,319.9	-275.2	112.3	-163.0
خام تیل	1,202.2	823.3	-378.8	-225.6	-153.3
ایل این جی	939.2	965.6	26.4	391.6	-365.2
زرعی اور کیمیکلز	**2,324.0**	**1,815.2**	**-508.9**	-	-41.9
کھاد	344.2	127.7	-216.5	-174.6	
دیگر کیمیکل	1,091.3	926.6	-164.6	-	-
ٹرانسپورٹ گروپ	**791.2**	**538.1**	**-253.1**	-	-
کاریں	304.2	189.8	-114.3	-	-
مکمل ساختہ اکائیاں	87.2	14.7	-72.5	-	-
الگ الگ پرزے	217.0	175.1	-41.8	-	-
ٹرک اور بسیں	164.4	81.8	-82.6	-	-
طیارے	82.9	131.1	48.1	-	-
دھاتی گروپ	**1,307.8**	**1,005.9**	**-301.9**	-	-
فولادی اسکریپ	412.5	388.8	-23.7	-105.4	81.7
لوہا اور فولاد	573.5	370.4	-203.0	197.8	-5.2
غذائی گروپ	**1,458.4**	**1,097.4**	**-361.4**	-	-
چائے	148.3	102.2	-46.0	-31.1	-14.9
پام آئل	485.7	362.4	-123.3	-47.5	-75.8
سویابین آئل	22.8	32.1	9.3	12.6	-3.3
دالیں	152.9	118.7	-34.2	-17.7	-16.5
ٹیکسٹائل گروپ	**676.9**	**451.3**	**-225.6**	-	-
خام کپاس	65.2	37.4	-27.8	-28.2	0.4
مصنوعی دھاگہ	153.4	118.5	-34.9	-35.1	0.2
مشینری گروپ	**2,288.1**	**2,032.9**	**-255.1**	-	-
بجلی کی پیداوار	342.8	312.1	-30.8	-	-
برقی	460.3	506.2	45.8	-	-
تعمیرات	85.7	33.6	-52.1	-	-
موبائل فون	199.2	269.1	69.9	-	-
دیگر	808.2	551.5	-256.7	83.4	-
تمام دیگر اجزا	**1,251.2**	**895.7**	**-372.6**	-	-
جس میں کوئلہ*	464.5	272.2	-192.3	-	-
مجموعی درآمدات	**14,164.8**	**11,199.2**	**-2,965.6**	-	-108.9

*جولائی تا اگست کے دوران

ڈیٹا کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات اور اسٹیٹ بینک کا حساب

جس سے درآمدی مقدار میں 18.8 فیصد کی بھاری کمی کی عکاسی ہوتی ہے۔ دراصل خام تیل کی درآمدی مقدار گذشتہ دو برسوں میں گر کر اپنی کمترین سطح پر آگئی ہے۔ توانائی کے آمیزے سے فرنس آئل کا بتدریج خاتمہ بدستور ریفائنریوں کی پیداوار اور خام تیل کے لیے ان کی طلب میں کمی کا باعث بن رہا ہے جبکہ دیگر دو عوامل بھی اہم کردار ادا کررہے ہیں۔

اول، کچھ ریفائنریوں نے تیل کی بین الاقوامی قیمتوں میں بے ترتیب اتار چڑھاو کے حالات میں اپنے شرح مبادلہ کے اکتشاف کی پیش بندی کے لیے پیشگی تحفظ کے حصول کی صلاحیت نہ ہونے کو ایک سنگین آپریشنل دشواری قرار دیا ہے؛ اس کے نتیجے میں انہیں شرح مبادلہ پر خاصے بھاری نقصانات درج کرنا پڑے ہیں۔ دوم، جیسا کہ پہلے برآمدات کے سیکشن میں بتایا گیا ہے، دو ریفائنریوں نے ملک سے نکالے گئے خام تیل کی درآمدی تیل سے آمیزش شروع کردی ہے۔ فرنس آئل سے متعلق مسائل کے علاوہ ان عوامل نے ریفائنریوں کو اپنی خام تیل کی درآمدات میں کٹوتی پر مجبور کردیا ہے۔

پیٹرولیم مصنوعات کی درآمدات 17.3 فیصد کمی کے ساتھ گر کر 1.3 ارب ڈالر پر آگئیں۔ اس کمی میں بڑا حصہ بدستور فرنس آئل کا ہے جس کا سبب خصوصاً پہلی سہ ماہی کے دوران توانائی کے آمیزے میں اس کی جگہ ایل این جی، کوئلے کے استعمال اور وافر بارشوں کے بعد بجلی کی ریکارڈ پیداوار ہے (**جدول 5.8**)۔[19] مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں فرنس آئل کی درآمدات میں 84.3 فیصد کی بھاری کمی ہوئی تھی۔

جدول 5.8: جولائی تا اگست میں بجلی کی پیداوار میں مطلق سال بسال تبدیلی (گیگاواٹ آور)

ایندھن کا ماخذ	**م س 18ء**	**م س 19ء**	**م س 20ء**
فرنس آئل	-242.5	-4,697.5	-1,846.2
قدرتی گیس	2,163.5	-4,318.9	-1,101.3
آبی	-220.4	462.7	2,700.4
ایل این جی*	0.0	9,405.1	196.2
کوئلہ	1,300.3	2,905.4	1,915.6
ایٹمی	866.4	-109.6	185.1
دیگر	867.2	-66.7	-465.9
کل	**4,734.5**	**3,580.4**	**1,583.8**

*مالی سال 18ء کی تیسری سہ ماہی تک ایل این جی سے بجلی کی پیداوار کو قدرتی گیس میں شامل کیا گیا ہے۔ مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی میں اس اساسی اثر کی وجہ سے ایل این جی سے پیداوار مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں بھاری اضافے کو ظاہر کرتی ہے۔

ڈیٹا کا ماخذ: نیپرا

دیگر مصنوعات میں پیٹرول کی درآمدی مقدار میں اضافہ ہوگیا، لیکن ان کی اکائی قیمتوں میں اتنی زیادہ کمی ہوئی کہ وہ اس کی مجموعی درآمدی مالیتوں میں کمی کا سبب بن گئی۔ پیٹرول کی فروخت میں گذشتہ برس کے مقابلے میں بلند شرح سے اضافہ ہوا اور ملکی پیداوار میں کمی کے سبب اس فرق کو بلند درآمدات سے پورا کیا گیا۔ ہائی اسپیڈ ڈیزل کے معاملے میں سہ ماہی کے دوران فروخت، درآمدات اور پیداوار تینوں میں کمی ہوئی کیونکہ کمرشل اور بھاری گاڑی کے ٹرانسپورٹ اجزا میں ایندھن کی طلب کم ہوگئی تھی۔

[19] ماخذ: واپڈا پریس ریلیز، بتاریخ 3 اکتوبر 2019ء۔

مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ایل این جی درآمدات میں 2.8 فیصد اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس ان میں 136.3 فیصد کا کہیں زیادہ بلند اضافہ ہوا تھا۔ درآمدی مالیتوں کی تمام نمو مقداری لحاظ سے ہوئی کیونکہ اس مدت میں اکائی قیمتیں 27.4 فیصد کم تھیں۔ درآمدات کی مقدار میں اضافے سے جزوی طور پر بجلی کے شعبے میں بلند طلب کی عکاسی ہوتی ہے کیونکہ سہ ماہی میں ایل این جی سے بجلی کی پیداوار میں 2.1 فیصد تک اضافہ ہوا، جس سے فرنس آئل کی کم پیداوار کی جزوی تلافی ہوگئی (**جدول 5.8**)۔

آخر میں سہ ماہی کے دوران کوئلے کی درآمدات 41.4 فیصد سال بسال کی بلند کمی کے ساتھ گر کر 272.2 ملین ڈالر پر آگئیں۔ کوئلے کی درآمدات کی مقدار اور اکائی قیمتیں دونوں گذشتہ برس سے کم تھیں۔ بجلی اور سیمنٹ دونوں شعبوں میں درآمدی کوئلے کی طلب میں کمی ہوئی۔ بجلی کے معاملے میں درآمدی کوئلے کی طلب میں کمی کا سبب بجلی کی پیداوار میں ملکی کوئلے کے استعمال کی شروعات ہے: تھر کا کوئلہ استعمال کرنے والے 660 میگاواٹ بجلی کے منصوبے نے جولائی2019ء سے کمرشل آپریشنز شروع کیے۔[20] اس وجہ سے کوئلے سے بجلی کی پیداوار میں سہ ماہی کے دوران 45.3 فیصد اضافہ ہوا اور ایل این جی کی طرح اس سے بھی فرنس آئل سے بجلی کی پیداوار میں کمی کی جزوی تلافی ہوئی۔ اس کے ساتھ سیمنٹ کی مقامی صنعت میں بھی کوئلے کی طلب کم ہوگئی اور سہ ماہی کے دوران اس کی پیداوار میں 1.5 فیصد کمی ہوئی کیونکہ اشیاسازوں کو طلب کے غیر یقینی محرکات کا سامنا تھا۔ کم پیداوار نے ان کی کوئلے کی طلب میں کمی کر دی کیونکہ اسے صنعت میں ایک اہم خام مال کی حیثیت حاصل ہے۔

غیر توانائی درآمدات

مالی سال20ء کی پہلی سہ ماہی میں پاکستان کی غیر توانائی درآمدات 22.5 فیصد کمی سے گر کر 8.0 ارب ڈالر پر آگئیں جبکہ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں 5.6 فیصد کمی ہوئی تھی۔ گذشتہ برس کی طرح رواں برس ہونے والی کمی بھی خاصی وسیع البنیاد تھی اور صرف مشینری گروپ تک محدود نہیں تھی۔

سب سے زیادہ بھاری کمی خام مال اور ایسی مصنوعات میں ہوئی جن کی: (i) قیمتوں میں پاکستانی روپے کی قدر گرنے اور ضوابطی اقدامات (بشمول محصولات میں اضافہ) کے بعد تیزی سے خاصا اضافہ ہوگیا تھا؛ اور (ii) جن کے ذخائر کی سطح بلند ہوچکی تھی۔ ان میں کھاد، کاریں (مکمل ساختہ اکائیوں اور الگ الگ پرزوں دونوں کی شکل میں) اور لوہا اور فولاد شامل ہیں۔ مزید بر آں، پام آئل کی پست عالمی قیمتوں نے بھی اس جنس کی درآمدی مالیتوں میں خاصی کمی کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

---

[20] یہ پاور پلانٹ سی پیک کے جلد مکمل ہونے والے منصوبوں میں سے ایک ہے (ماخذ: https://www.engroenergy.com/businesses/engro-powergen-thar-private-limited-eptl/)۔

شکل 5.16 : ڈی اے پی طلب و رسد کے تحرکات

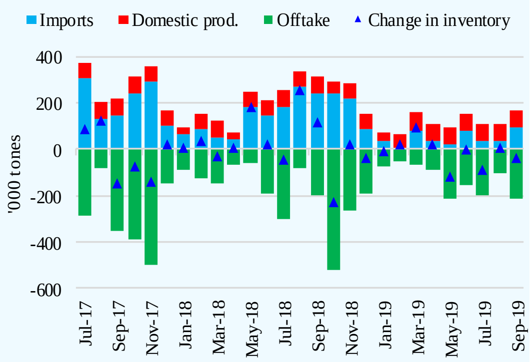

Data source: NFDC & SBP calculations

سب سے زیادہ کمی ڈی اے پی کھاد میں درج کی گئی جس کی درآمدات میں جولائی تا ستمبر میں 72.4 فیصد کی واقع ہوئی۔ اس کمی کا سبب کھاد سازوں کی جانب سے اضافی درآمدات کے بجائے موجودہ ذخائر (جو ستمبر 2018ء میں ریکارڈ بلند سطح تک پہنچ چکے تھے) کا استعمال تھا (**شکل 5.16**)۔[21] اس کا ایک ممکنہ سبب ڈی اے پی کی اوسط قیمتوں میں 8.1 فیصد اضافہ تھا جو اس خام مال کی طلب میں کمی کا باعث بنا۔[22] ڈی اے پی درآمدات میں کمی سہ ماہی میں یوریا درآمدات میں اضافے کی تلافی کے لیے کافی تھی اور اس کے نتیجے میں کھاد کی مجموعی درآمدات میں 62.9 فیصد سال بسال کمی ہوئی۔

شکل 5.17 : ملکی کار کی قیمتوں اور فروخت کا رجحان

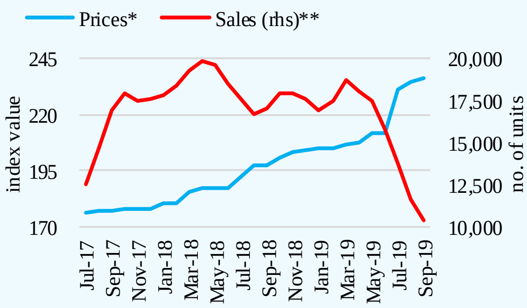

* CPI motor vehicle index values
** 3-month moving average
Data sources: Pakistan Bureau of Statistics and PAMA

دیگر غیر توانائی مصنوعات میں مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی کے دوران ٹرانسپورٹ درآمدات میں 32 فیصد کی بھاری کمی ہوئی جبکہ مالی سال 19ء کی پہلی سہ ماہی میں 17.3 فیصد تک کمی دیکھنے میں آئی تھی۔ گذشتہ برس کی طرح رواں برس کمی میں بڑا حصہ کاروں اور بسوں کا تھا۔ مقامی کاروں کی قیمتوں میں خاصے اضافے– جو پاکستانی روپے کی قدر میں کمی، نئی کاروں کی فروخت پر ایف ای ڈی کے نفاذ اور کاروں کے پرزوں کی درآمدات پر ریگولیٹری ڈیوٹیوں میں اضافے کا عکاس ہے– کے نتیجے میں طلب کم ہونے سے کاروں کی فروخت بھی کم ہوگئی (**شکل 5.17**) اور یہ صورت حال کاروں کے اسمبلروں کے لیے ذخائر میں اضافے پر منتج ہوئی۔

---

21 ملک میں ڈی اے پی کے سب سے بڑے کارخانے فوجی فرٹیلائزر بن قاسم لمیٹڈ نے اپنی سالانہ رپورٹ برائے مالی سال 19ء میں اس نکتے پر بھی زور دیا ہے۔

22 بلند قیمتیں زیادہ تر پاکستانی روپے کی قدر میں کمی کے اثر کی عکاس ہیں، کیونکہ ڈی اے پی کی مقامی رسد کا بڑا حصہ اس کی ملکی پیداوار کے مقابلے میں درآمدات سے حاصل ہوتا ہے۔ لہٰذا، جولائی 2019ء میں گیس کے ٹیرف میں اضافے نے کھاد سازوں کی پیداواری لاگتوں میں اضافہ کر دیا تھا اور اس کا ممکنہ طور پر ڈی اے پی کی قیمتیں بڑھانے میں بھی محدود کردار ہوسکتا ہے۔

مکمل ساختہ اکائیوں کی درآمدات میں الگ الگ پرزوں کے مقابلے میں زیادہ بھاری کمی ہوئی، جس کا اہم سبب یہ ہے کہ اب مکمل ساختہ اکائیوں کی درآمدات کاروں کے کمرشل ڈیلروں کے بجائے صرف مقامی کار اسمبلروں تک محدود ہیں۔ گذشتہ برس استعمال شدہ کاروں کے ضوابط میں سختی کے بعد اب کار ڈیلروں کی جانب سے مکمل ساختہ اکائیوں کی درآمدات بظاہر منجمد ہو چکی ہیں۔ ماضی میں کار ڈیلروں کی درآمدات کی طرح کاروں کی کمپنیوں کی جانب سے فی الوقت جو مکمل ساختہ اکائیاں درآمد کی جارہی ہیں، وہ ایسی پرتعیش گاڑیاں ہیں جن کی عام صارفین کے پاس طلب بہت کم ہے۔[23] ان دونوں عوامل کے نتیجے میں مکمل ساختہ اکائیوں کی درآمدات میں زیادہ کمی واقع ہوئی ہے۔ الگ الگ پرزوں کی درآمدات میں بھی دیگر اقسام کے مقابلے میں بلند سطح کی اقسام (1500 سی سی سے زائد) کی درآمدات میں بھی کمی آئی ہے۔

اسی طرح گاڑیوں اور تعمیرات سے منسلک فولاد اور لوہے اور جہاز شکنی کے لیے پرانے بحری جہازوں کی درآمدات میں کمی کا جو سلسلہ گذشتہ برس شروع ہوا تھا وہ مالی سال 20ء کی پہلی سہ ماہی میں بھی جاری رہا۔ بحیثیت مجموعی لوہے اور فولاد کی درآمدات (تیار مصنوعات اور اسکریپ دونوں) 23 فیصد کمی کے ساتھ 759.3 ملین ڈالر پر آ گئیں۔ اس زمرے میں سرد فولادی چادریں اور روغن شدہ چادریں جو عام طور پر کار کی باڈی کے پینلز بنانے میں استعمال ہوتی ہیں، ان کی درآمدات میں بھاری کمی ہوئی جس سے کار اسمبلروں کی کم طلب کی عکاسی ہوتی ہے۔

غذائی گروپ میں پام آئل کی درآمدات 25.4 فیصد کمی سے گر کر 362.4 ملین ڈالر پر آ گئیں جس کے اسباب میں کم غذائی مقدار اور اکائی قیمتیں دونوں شامل ہیں۔ ان کی درآمدی مقدار میں مالی سال 17ء کی تیسری سہ ماہی کے بعد سے پہلی مرتبہ کمی ہوئی ہے اور اس کی کئی وجوہات ہیں۔ پہلا سویابین تیل پر منتقلی نمایاں ہے کیونکہ اس جنس کی درآمدی مقدار میں رواں برس اضافہ دیکھا گیا ہے۔ اور دوم، بین الاقوامی قیمتوں میں کمی اور پاکستانی روپے میں حالیہ ردوبدل کی وسعت کے بارے میں بڑھتی ہوئی بے یقینی کی وجہ سے خوردنی تیل کے کارخانے پورا سال پام آئل کے ذخائر جمع کرتے رہے ہیں۔ ذخائر جمع کرنے کی یہ سرگرمی بظاہر اب ختم ہو گئی ہے اور یہ اس کی درآمدی طلب میں کمی پر منتج ہوئی۔

[23] ان میں مہنگی سیڈان اور ایس یو ویز شامل ہیں جنہیں آڈی (تمام ماڈلز)، ٹویوٹا (رش، کیمری، لینڈ کروزر)، اور ہونڈا (اکارڈ) جیسی کاروں کی کمپنیاں شامل ہیں۔ سوزوکی کی سیاز کو بھی مکمل ساختہ اکائی کی شکل میں درآمد کیا جاتا ہے اور اس کی قیمت مذکورہ دیگر گاڑیوں کے مقابلے میں قدرے کم ہے۔ اس کے مقابلے میں ضوابط میں سختی سے پہلے کمرشل کار ڈیلر جو کاریں درآمد کرتے تھے، وہ زیادہ تر نچلے زمرے (660 تا 1000 سی سی) کی ہوتی تھیں۔

خصوصی سیکشن: عالمی قدری زنجیریں–پاکستان کے لیے مضمرات

خ1.1 تعارف

عالمی قدری زنجیریں (جی وی سیز) 1995ء تا 2008ء کے دوران گلوبلائزیشن اور عالمی جی ڈی پی نمو کے پس پشت سب سے زیادہ نمایاں قوت رہیں۔[1] گذشتہ دو عشروں میں عالمی تجارت کا پیمانہ اور ضابطہ جی وی سیز کے گرد منظم ہو چکا ہے اور ان کے مطابق چلتا ہے۔ اس امر کی عکاسی اس حقیقت سے ہوتی ہے کہ جی وی سی سے متعلق تجارت مجموعی عالمی تجارت کا 48.1 فیصد ہے (شکل خ1.1)۔

شکل خ1.1: عالمی تجارت کی روایتی نیٹ ورک اور عالمی قدری زنجیر میں تقسیم

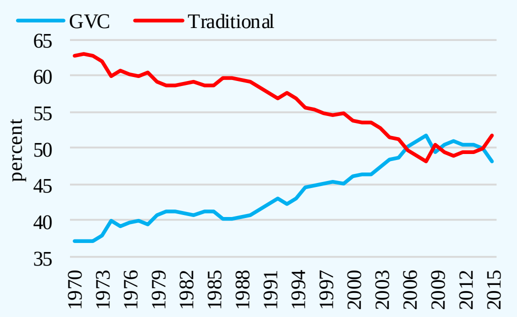

Data source: World Bank (2019); Johnson and Noguera (2017)

مذکورہ بالا کی روشنی میں سیکشن کے مقاصد یہ ہیں: (i) جی وی سیز کی اہمیت پر روشنی ڈالنا اور ان کی ساخت اور تنظیم کے حوالے سے ابھرتے ہوئے رجحانات پر تبصرہ؛ (ii) جی وی سیز میں پاکستان کی حالیہ صورتِ حال کے رسمی حقائق پیش کرنا؛ (iii) پالیسی مضمرات اور عالمی اقتصادی نیٹ ورک میں ملک کے انضمام کو بڑھانے کے لیے مستقبل کے امکانات کی وضاحت۔ بالخصوص، سیکشن اس امر کی وضاحت کرتا ہے کہ جی وی سیز میں اپنا حصہ بڑھائے بغیر پاکستان کے لیے برآمدات کے نتیجے میں ہونے والی پائیدار نمو کا حصول دشوار ہے۔

خ1.2 عالمی قدری زنجیروں کی اہمیت

جی وی سیز کاروباری نیٹ ورک ہیں جن میں کوئی ایک جنس / خدمت حتمی پرزہ بندی (assembly) یا فراہمی سے پہلے کم از کم ایک سرحد، اور عموماً کئی سرحدیں پار کرتی ہے۔ مثال کے طور پر، آئی فون کی تیاری کا ڈیزائن اور انجینئرنگ کے عناصر امریکہ میں مکمل ہوتے ہیں جبکہ پرزہ بندی اور پیکجنگ بیرون ممالک جیسے چین اور ویتنام میں ہوتی ہے؛ یہ حتمی آؤٹ پٹ کے لیے دوسرے ممالک، جیسے جنوبی کوریا اور جاپان سے بھیجے گئے اجزا استعمال کرتے ہیں۔ اس کے بعد پراڈکٹ دوبارہ امریکہ (اور دوسری مقصود معیشتوں میں) برآمد کی جاتی ہے تاکہ اس کی حتمی شکل میں مارکیٹ اور فروخت کی جا سکے۔

---
1 ماخذ: اقتصادی ترقی پر جی وی سیز کے اثرات کی پیمائش اور تجزیہ، واشنگٹن ڈی سی، عالمی بینک (2017ء)

گزشتہ دو عشروں میں جی وی سیز کے انتہائی اہم ہو جانے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ممالک کو متنوع وسائل کے انحصار پر قابو پانے کے لیے ذرائع فراہم کر کے انھیں اس قابل بناتی ہیں کہ وہ خام مال اور ثانوی خام مال (ان پٹ) درآمد کر سکیں اور مزید پراسیسنگ سے ان کی قدر میں اضافہ کر سکیں۔ یہ دوہرے اثر کی حامل ہیں۔ اول، ممالک ان صنعتوں کو ترقی دینے کے قابل ہو چکے ہیں جن میں وہ مسابقتی برتری رکھتے ہیں، حتیٰ کہ اس کے لیے اگر ان کے پاس مقامی طور پر وسائل دستیاب نہ بھی ہوں، یا اگر مقامی وسائل کم تر معیار کے حامل ہوں یا کم مقدار میں ہوں (بیک ورڈ انضمام)۔ دوم، یہ ممالک کو مقامی طور پر تیار کردہ / پراسیس کردہ اشیا کو خام یا نامکمل شکل میں برآمد کے قابل بناتا ہے (فارورڈ انضمام) جس میں وہ مکمل اضافۂ قدر کے چکر (گردش) پر مسابقتی برتری کے حامل نہیں ہو سکیں گے۔ یہ جی وی سیز کے ساتھ وابستہ ممالک کو ان کی برآمدات میں نمو کے پائیدار نمونے کی جانب لے جاتے ہیں جو مجموعی عالمی طلب کے ساتھ بھی اور زیادہ ہم آہنگ ہوتی ہیں۔

جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ جی وی سی میں شرکت سے بہت سے ممالک کی برآمدات میں اضافہ ہوا ہے، اگرچہ درکار وسائل کی پیداوار کی مقامی دستیابی بہت معمولی یا موجود نہیں تھی۔ مثال کے طور پر، معمولی مقدار میں مقامی خام مال (کپاس یا سنتھیٹک فائبر) ہونے کے باوجود بنگلہ دیش مستقل طور پر لباس کی اپنی برآمدی اساس میں توسیع کر چکا ہے- مجموعی ٹیکسٹائل قدری زنجیر میں ایک پراسس جس میں وہ سستی مزدوری کے لحاظ سے مسابقتی برتری رکھتا تھا۔ اس کے نتیجے میں ملک نے ثانوی اشیا ان ممالک (مثلاً کپڑے اور دھاگے کے لیے پاکستان اور بھارت) سے درآمد کیں جو ان کی پیداوار میں مسابقتی برتری رکھتے تھے۔ جیسے ہی بنگلہ دیش کی جی وی سیز میں شرکت بڑھی، وہ یورپ اور شمالی امریکہ کی ملبوسات کی منڈیوں میں اپنی جگہ بنانے کے قابل ہو گیا۔[2] آج چین کے بعد بنگلہ دیش دنیا بھر میں ملبوسات اور کپڑوں کے لوازمات کا دوسرا بڑا برآمد کنندہ ہے۔ یہاں اس بات کی یاد دہانی بھی اہم ہے کہ بنگلہ دیش کی مجموعی برآمدات کا 85 فیصد سے زائد صرف ملبوسات پر مشتمل ہے اور یہ معیشت کی نمو کا سب سے اہم وسیلہ (انجن) ہے۔ اس کے اداروں کے جی وی سیز میں بڑھتے ہوئے انضمام سے گزشتہ چند برسوں میں جنوبی ایشیا کی تیز ترین نمو پذیر معیشت بننے میں مدد ملی ہے۔

ویتنام کامیابی کی ایک اور داستان ہے۔ مثال کے طور پر موبائل سازی کے زمرے میں ویتنام بنیادی طور پر بیرونی ڈھانچے اور حتمی پرزہ بندی پر توجہ مرکوز کرتا ہے اور دیگر ممالک جیسے امریکا، تائیوان، کوریا اور چین سے ہائی ٹیک اجزا، مثلاً نیم موصل (سیمی کنڈکٹر)، ڈسپلے اور ٹرن کیز درآمد کرتا ہے۔ وہ ممالک ٹیکنالوجی سے متعلق مصنوعات اور خدمات (ڈیزائن کے عناصر اور انجینئرنگ) کی تیاری میں مسابقتی

2 بنگلہ دیش کے لیے مستقل طور پر بلند برآمد اور اقتصادی نمو کے حصول میں جی وی سیز کے ساتھ ارتباط کے ساتھ ساتھ، آزاد سرمایہ کاری اور تجارتی پالیسیاں، ساختی مسائل کو حل کرنے پر توجہ، اور کلی معاشی استحکام جیسے عوامل بھی نمایاں نظر آتے ہیں۔ عالمی بینک کی بنگلہ دیش ڈویلپمنٹ اپ ڈیٹ (2019ء) کے مطابق اقتصادی "مضبوط کلی معاشی مبادیات، میگا پراجیکٹس میں سرکاری سرمایہ کاری کے تیز تر نفاذ، زراعت کے کم پیداواری شعبوں سے افرادی وسائل کو دور کرنے کی تحریک، ترسیلات زر کے باعث بلند ملکی طلب، اور برآمدات میں مسلسل نمو، جیسا کہ پیداوار چین کی طرف منتقل ہوئی ہے، سے پیداواری نمو کو مدد ملے گی"۔

برتری رکھتے ہیں، جبکہ ویتنام مزدوری سے متعلق اور پیمانہ بند امور (scale-based operations)، جیسے پرزہ بندی اور پیکجنگ کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس کی وجہ سے ویتنام دنیا کا تیسرا سب سے بڑا اسمارٹ فون ایکسپورٹر بن گیا، اور سام سنگ کے اضافۂ قدر سے انتہائی مربوط ہو کر ادارے کے 40 فیصد موبائل آلات تیار کر رہا ہے۔ اسی طرح، تائیوان، چین اور جنوبی کوریا جیسے ممالک نے اپنی بنیادی اہلیتوں پر توجہ مرکوز کی اور اشیاسازی کی زنجیر کے آخری مراحل (higher-end stages) میں اپنے حصے کو مزید مستحکم بنایا۔

چنانچہ مجموعی لحاظ سے جی وی سیز کے نتیجے میں ترقی یافتہ اور ابھرتی ہوئی دونوں معیشتوں کو نمایاں منافع حاصل ہوا۔ ترقی یافتہ ممالک میں جی وی سیز نے مزید مسابقتی قیمتوں کے حامل خام مال، اشیا و خدمات کے اعلیٰ تنوع، اور کفایتِ حجم تک رسائی فراہم کی۔ ابھرتی ہوئی معیشتوں کے لیے جی وی سیز صنعت کاری کی طرف ایک تیز رفتار راہ سمجھی جاتی ہیں، جہاں ممالک موجودہ رسدی زنجیروں سے جڑتے ہیں، بجائے انھیں نئے سرے سے تیار کرنے کے۔ جی وی سی میں شرکت ابھرتی ہوئی معیشتوں کے لیے مزید سرمایہ کاری لانے میں بھی مددگار ہوتی ہے؛ تاہم یہ تعلق محض پسندیدگی تک محدود نہیں، کیونکہ سرمایہ کاریاں بھی معیشتوں کی وسیع تر پالیسی اور ادارہ جاتی فریم ورک پر لازماً انحصار کرتی ہیں۔

جی وی سیز تجارت، سرمایہ کاری اور معلومات کا ایسا ذریعہ ہیں جو اداروں کے لیے فوری تعلم، اختراع، اور صنعتی ترقی کے لیے طریقہ کار فراہم کرتے ہیں۔ اسی دوران، پیداوار بڑھتی ہے کیونکہ کاروباری ادارے بنیادی سرگرمیوں پر توجہ مرکوز کرنے کے لیے سستی پیداوار کے مراحل کو منتقل (relocate) کر دیتے ہیں۔ مزید برآں، کفایتِ لاگت کے طریقے کے طور پر آف شورنگ (بیرونِ سرحد خدمات کا حصول) نفع آوری کو بڑھاتی ہے جسے اختراعات کی کھوج میں استعمال کیا جا سکتا ہے۔

خ 1.3 جی وی سیز کی تعمیرِ نو اور پاکستان کے لیے ابھرتے ہوئے مواقع

اگرچہ ویتنام اور بنگلہ دیش جیسے ممالک جی وی سیز میں شرکت کے ذریعے برآمدات کے لحاظ سے بھاری منافع اور اقتصادی نمو حاصل کر چکے ہیں، لیکن پاکستان عالمی پیداوار اور رسدی نیٹ ورک میں ایسی ہی موجودگی قائم کرنے سے قاصر رہا ہے۔ تاہم، فی الحال جی وی سیز کے حوالے سے درج ذیل پیش رفتیں جاری ہیں جو ملک کو اپنی تجارتی سرگرمیوں کو دوبارہ بحال کرنے اور موجودہ اور ابھرتی ہوئی عالمی قدری زنجیروں میں انضمام کو بہتر بنانے کا ایک موقع فراہم کرتی ہیں۔

اول، دنیا بھر میں اشیاسازی کی سرگرمیاں مزید مبنی بر خدمات ہو رہی ہیں۔ اضافۂ قدر کے لحاظ سے تجارتی بہاؤ ظاہر کرتا ہے کہ ٹرانسپورٹ لاجسٹکس، ابلاغ، اور مالی خدمات جی وی سیز میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ نتیجتاً، خدمات سے پیدا ہونے والی قدر بطور ثانوی ان پٹ عالمی اشیا

سازی کے مجموعی جی وی اے کے ایک تہائی سے زائد کی نمائندگی کرتی ہے، اور خدمات کی برآمدات کے اعداد وشمار مجموعی لحاظ سے (43 فیصد) بڑی حد تک اضافۂ قدر کے حوالے سے خدمات کی برآمدات کو گھٹا کر (21 فیصد) بیان کرتے ہیں۔[3]

دوم، اطلاعی ٹیکنالوجیاں انقلابی ماہیئتِ قلبی سے گزر رہی ہیں۔ کاروباری ادارے اور صارفین یکساں طور پر سوشل میڈیا، اینالیٹکس اور کلاؤڈ کمپیوٹنگ کے استعمال سے ہٹ کر دیگر شعبوں جیسے، منقسم کھاتوں کی ٹیکنالوجی (distributed ledger technology)، مصنوعی ذہانت، تکثیرِ حقیقت (reality augmentation)، اور مقداری کمپیوٹنگ کی جانب منتقل ہورہے ہیں۔ ساتھ ہی ان پیش رفتوں سے معلومات کی توضیحی طور پر منتقلی اور اس تک رسائی میں مدد اور اضافہ ہوتا ہے، چنانچہ یہ مزید پراسیس اور سرگرمیوں کو منتشر اور / یا آؤٹ سورس کے قابل بناتا ہے۔

سوم، کھپت کے انداز بدل کر مزید شخصی (personalized) ہورہے ہیں، جی وی سیز بھی کثیر پیداوار سے کثیر اختصاصیت (customization) کی طرف منتقل ہورہی ہیں۔ اس کے نتیجے میں ایک جیسی مصنوعات کے لیے متنوع قدری زنجیریں بن رہی ہیں، جن کے لیے کسی ایک جغرافیائی مقام سے رسد پر انحصار کے بجائے خام مال مختلف مقامات سے حاصل کیا جارہا ہے۔ پیداواری ممالک، میں مزدوری بڑھ جاتی ہے، جیسے چین بھی اپنی مسابقتی برتری سے جڑے رہنے کے لیے اپنے اداروں کو متبادل علاقوں (destinations) کی طرف دھکیل رہا ہے۔

شکل خ1.2 الف: معیشت کی نوعیت کے اعتبار سے عالمی طلب میں حصہ

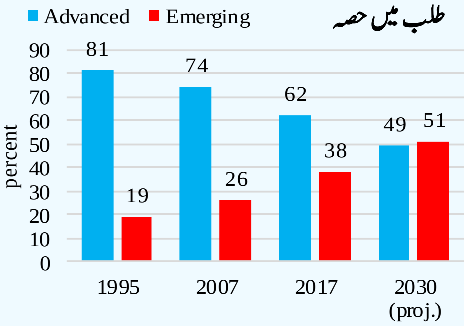

Data source: McKinsey Global Institute (2019)

شکل خ1.2 ب: تیزترین نموپذیر ریٹیل منڈیوں کی سالانہ نمو کی پیش گوئی 2016ء تا 2021ء

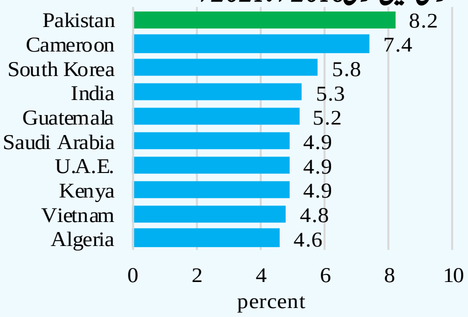

Data source: Euromonitor International (2017)

[3] اوای سی ڈی۔ عالمی قدری زنجیروں کا مستقبل-معمول کا کاروبار یا ایک نیا معمول؟ ستمبر 2017ء۔

چہارم، ابھرتی ہوئی معیشتوں، جیسے چین اور بھارت، میں طلب میں بتدریج اضافہ صرف آؤٹ سورسنگ مارکیٹ کے طور پر ہی نہیں بلکہ فروخت کاری کے لیے بھی ان علاقوں کی کشش بڑھا رہا ہے۔ توقع ہے کہ اگلے عشرے اور اس کے بعد تک قدری زنجیروں کا یہ راہ بدلنا جاری رہے گا کیونکہ ریٹیل مارکیٹ کی نمو کی مستقل بلند شرحوں کی وجہ سے امکان ہے کہ 2030ء تک مجموعی عالمی طلب میں ابھرتی ہوئی معیشتوں کا حصہ 50 فیصد ہو جائے گا (**شکل خ1.2**)۔

ان پیش رفتوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے، اپنی برآمدات کو پائیدار نمو کی راہ پر لانے کے ضمن میں پاکستان کے لیے اس موقع سے فائدہ اٹھانا اور عالمی قدری زنجیروں کے ساتھ اپنی اشیاسازی کی سرگرمیوں کے روابط کو گہرا کرنا ناگزیر ہے، جیسے ٹیکسٹائل کے شعبے میں بنگلہ دیش کی کارکردگی رہی ہے (**شکل خ1.3**)۔ اس پس منظر میں، درج ذیل سیکشن پاکستانی اداروں کے لیے ٹیکسٹائل، الیکٹرانکس اور آئی سی ٹی کے شعبوں سے متعلق پہلے سے قائم زنجیروں میں اپنے کاروباروں کی دوبارہ سمت بندی کے امکانات کا تجزیہ کرتا ہے۔

شکل خ1.3 الف: ٹیکسٹائل خام مال کی درآمد

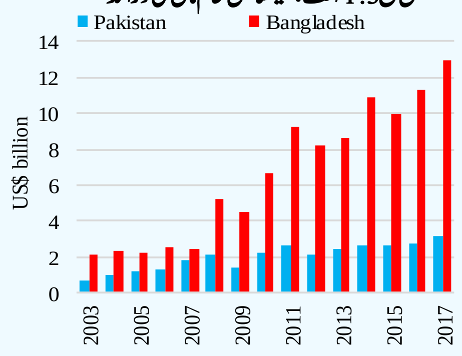

Data source: International Trade Centre

شکل خ1.3 ب: ٹیکسٹائل تیار اشیا کی برآمد

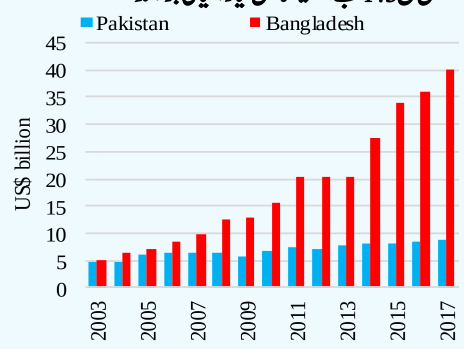

خ1.5 پاکستان کہاں کھڑا ہے؟[4]

فی الوقت، پاکستان ان معیشتوں میں شامل ہے جو مختلف شعبوں کے حوالے سے جی وی سیز میں انضمام سے زیادہ سے زیادہ استفادہ نہیں کر سکی ہیں۔ حسبِ ذیل رسمی حقائق پاکستان کی برآمدات کے مواد کی قدرِ اضافی کی نمایاں خصوصیات اور عالمی پیداواری نیٹ ورک میں ان کی شرکت کی سطح پیش کرتے ہیں۔

4 اس سیکشن میں دیے گئے اعداد شمار ای او آر اے کے ڈیٹابیس سے لیے گئے ہیں جن کا رسمی حوالہ یہ ہے: کسیلا، بی آر۔ بولوبجین، ڈی۔ موران اینڈ کے۔ کانے موٹو (عنقریب)۔ عالمی قدری زنجیروں کے تجزیے میں بہتری: دی یو این سی ٹی اے ڈی-ای او آر اے ڈیٹابیس۔ ٹرانس نیشنل کارپوریشنز 26(3)۔ نیویارک اینڈ جنیوا: یونائیٹڈ نیشنز

- پاکستان کی برآمدات کی قدرِ اضافی کا خاکہ ظاہر کرتا ہے کہ ملک اپنی برآمدات کے غیر ملکی اضافۂ قدر کی مناسب سطح کے حصول سے قاصر رہا ہے۔ جیسا کہ شکل خ1.4 میں دکھایا گیا ہے، پاکستانی برآمدات کا غالب حصہ ملکی قدرِ اضافی کا حامل مواد (یعنی، ملکی طور پر پیدا ہونے والی ثانوی اشیا کی قدرِ اضافی) پر مشتمل ہے۔ اس کے برخلاف، برآمدات کے غیر ملکی قدرِ اضافی کے حامل مواد، جو برآمدات کے لیے ثانوی یا حتمی اشیا / خدمات کی تیاری کے لیے درآمد کیا گیا تھا، خام مال کی قدرِ اضافی کے مطابق ہے، بہت کم ہے۔ مزید برآں، 20 برسوں (1995ء تا 2015ء) کے دوران برآمدات میں بیرونی قدرِ اضافی کی شرح میں 0.7 فیصدی درجے اضافہ ہوا (**شکل خ1.4**)۔

شکل خ1.4 الف: برآمدات کے قدرِ اضافی کے حامل اجزا 1995ء، 2005ء، 2015ء (فیصد حصہ)

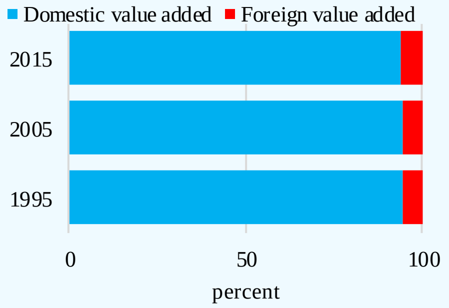

شکل خ1.4 ب: قدرِ اضافی کے حامل اجزا کی برآمدات میں فیصد تبدیلی 2005ء تا 2015ء

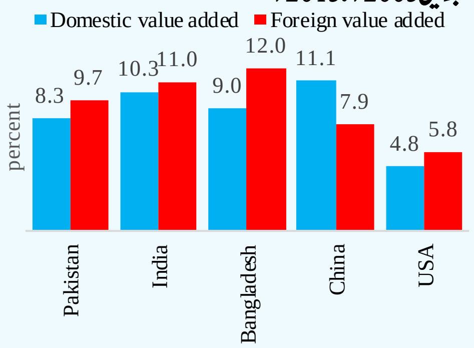

Data source: UNCTAD-Eora Global Value Chain Database

- پاکستان کی عالمی قدری زنجیر میں شرکت کی مجموعی ہیئتِ ترکیبی سے بھی اس مظہر کی عکاسی ہوتی ہے، جو بیک ورڈ اور فارورڈ شرکت کا مجموعہ ہے۔ اعداد و شمار سے پتا چلتا ہے کہ برآمدات میں بیک ورڈ شرکت کا حصہ (درآمد شدہ خام مال کا حصہ جو ملک برآمدی اشیا کے لیے استعمال کرتا ہے)، 2015ء میں صرف 5.6 فیصد تک ہی پہنچ سکا (**جدول خ1.1**)۔ اس سے پاکستان کی تجارت کی دو اہم خصوصیات کی نشاندہی ہوتی ہے:

i. برآمدات پست قدرِ اضافی کی حامل مصنوعات اور بنیادی اجناس پر مرتکز رہی ہیں، جن کے لیے عموماً درآمدی خام مال کی پراسیسنگ درکار نہیں ہوتی

ii. **ملک نے درآمدات پر ٹیرف اور نان ٹیرف رکاوٹوں کی شکل میں سخت تجارتی پالیسی نافذ کی ہے**-ثانوی اشیا پر پاکستان کے ٹیرف مشرقی ایشیا کی اوسط سے چار گنا ہیں۔[5] یہ برآمدی اداروں کے لیے بالآخر بلند پیداواری لاگت پر منتج ہوتا ہے اور ان عالمی منڈی میں ان کی مسابقتی صلاحیت کو ختم کر دیتا ہے۔

جدول خ 1.1: جی وی سی میں شرکت کا اشاریہ*

مجموعی برآمدات میں فیصد حصہ

	* مجموعی جی وی سی شراکت		** بیک ورڈ شراکت		*** فارورڈ شراکت	
	1995	2015	1995	2015	1995	2015
سنگاپور	80.5	70.7	68.9	57.9	11.7	12.7
ملائشیا	65.5	63.3	48.4	35.5	17.1	27.8
برطانیہ	52.2	58.9	26	25.3	26.2	33.7
ویتنام	44.9	57.1	27.5	35.6	17.4	21.5
فرانس	49.6	55.9	24.7	28.2	24.9	27.7
جرمنی	47.3	55.5	24.7	33.2	22.6	22.3
ترکی	43.9	51.8	19.1	28.5	24.8	23.3
جاپان	39.1	46.8	9.1	19.4	30	27.5
امریکا	38.4	44.5	9.3	13	29.1	31.5
چین	32.4	42.8	11.6	13.8	20.8	29
بھارت	33.1	40	9.4	14	23.7	26.1
پاکستان	**26.7**	**33.2**	**4.8**	**5.6**	**22**	**27.6**

* جی وی سی میں شرکت کا اشاریہ برآمدات میں بیک ورڈ اور فارورڈ شرکت کے حصے کا مجموعہ ہے

** بیک ورڈ شرکت درآمد شدہ ثانوی خام مال کا حصہ ظاہر کرتی ہے جو ملکی برآمدات میں استعمال کیا جارہا ہے۔

*** فارورڈ شرکت ثانوی خام مال کا حصہ ظاہر کرتی ہے جو ملک دیگر ممالک کو برآمد کر رہا ہے۔

اعدادوشمار کا ماخذ: یواین سی ٹی اے ڈی-ای او آر اے عالمی قدری زنجیر کا ڈیٹا بیس

- فارورڈ شرکت کی صورت میں، جس کی عکاسی پاکستانی برآمدات کی ثانوی اشیا کے حصے سے ہوتی ہے، جو دیگر ممالک کی برآمدات میں بطور خام مال استعمال ہوتی ہیں، میں پاکستان کی کارکردگی نسبتاً بہتر ہے۔ جیسا کہ **شکل خ 1.1** میں دکھایا گیا ہے پاکستان کی برآمدات کا 27 فیصد دیگر ممالک میں بطور خام مال استعمال کیا جاتا ہے۔ ان برآمدات میں سے بیشتر بنیادی زرعی اجناس سے اور ٹیکنالوجی کے پست استعمال والے اشیا سازی کے شعبوں (جیسے سوتی دھاگا اور کپڑا) میں تیار کی گئیں، اور چین، بنگلہ دیش اور ترکی کو

[5] عالمی بینک 2020ء، ورلڈ ڈویلپمنٹ رپورٹ 2020ء: عالمی قدری زنجیروں کے زمانے میں تجارت برائے ترقی۔ واشنگٹن ڈی سی: عالمی بینک

بھیجی گئیں جو قدرِ اضافی کی حامل حتمی مصنوعات تیار کر کے بلند منافع کے حامل گارمنٹ اسٹورز جیسے زارا، مارکس اینڈ اسپینسر، ایچ اینڈ ایم کو برآمد کرتے ہیں۔[6]

شکل خ 1.5: مجموعی جی وی سیز میں تبدیلی- 2000ء تا 2015ء (ڈالر)

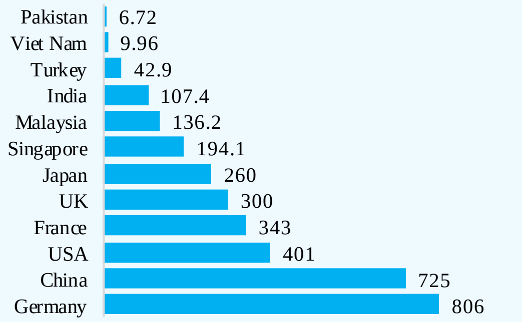

Data source: UNCTAD-Eora Global Value Chain Database

- 2000ء تا 2015ء کے دوران پاکستان اپنی جی وی سی شرکت میں صرف 6.7 ارب ڈالر کا اضافہ کر سکا (**شکل خ 1.5**)۔ 2015ء کی برآمدی فصد کے طور پر ملک نے جی وی سی میں پست ترین شرکت کا مظاہرہ کیا۔ اس سے عالمی پیمانے پر اداروں کی مختلف سطحوں کے مابین مربوط لین دین کے نیٹ ورک میں پاکستانی کمپنیوں کی پست موجودگی کا اظہار ہوتا ہے۔
- پاکستانی برآمدات کا قدرِ اضافی مواد غالب طور پر ایک شعبے، ٹیکسٹائل اور ملبوسات، پر مرتکز ہے، جو ملک کی برآمدات کے ملکی اضافۂ قدر کے 60 فیصد کی نمائندگی کرتا ہے۔ یہ کیمیکل اور رنگ (dyes)، اعلیٰ معیار کی کپاس، انسانی ساختہ ریشے (ایم ایم ایف)، وغیرہ کی شکل میں اپنی برآمدات میں غیر ملکی اضافۂ قدر کا 3.8 فیصد کا بلند ترین مواد شامل کر چکا ہے۔
- 2015ء میں 50 فیصد سے زائد پاکستان کی برآمدات پانچ ملکوں: چین، امریکا، جرمنی، سعودی عرب اور برطانیہ، میں گئیں۔ مزید برآں، ان ممالک میں بھیجی گئی بیشتر برآمدات ٹیکسٹائل اور ملبوسات کی مصنوعات تھیں، جن کا چین کو بھیجی گئی مجموعی برآمدات میں بلند ترین حصہ 85.1 فیصد حصہ، اور سعودی عرب کی صورت میں پست ترین 48.7 فیصد تھا۔

باکس خ 1.1 جی وی سی میں موجودہ برآمدی شعبے کی موجودگی بڑھانے کی حکمتِ عملیاں

جی وی سیز میں شرکت بڑھانے کے لیے آسان طریقہ تو یہ ہے کہ ان شعبوں کو ہدف بنایا جائے جہاں ملکی کاروباری ادارے پہلے ہی عالمی روابط قائم کر چکے ہیں، جیسے ٹیکسٹائل اور بزنس پراسس آؤٹ سورسنگ (بی پی او)۔ یہ حکمتِ عملی حالیہ تعلق کو گہرا کرنے کا موقع ہی فراہم نہیں کرے گی بلکہ اداروں کے لیے اپنی مصنوعات کی اساس (بلند قدرِ اضافی کی حامل اشیا کی جانب) اور جغرافیائی وسائل / مقامات دونوں میں توسیع اور تنوع کا موقع دے گی۔ تاہم، مستقبل میں پاکستان کے لیے اپنے ان شعبوں جیسے لائٹ انجینئرنگ، آلات کی تیاری و مرمت کی خدمات کو ترغیب دینا ناگزیر ہے جو جی وی سی تجارت میں مستقل اپنا حصہ بڑھا رہے ہیں۔

[6] مثال کے طور پر، 2018ء میں بنگلہ دیش کی مجموعی درآمدات میں پاکستانی ڈینم کا حصہ 24.7 فیصد درج کیا گیا۔

مذکورہ بالا کی روشنی میں یہ سیکشن ٹیکسٹائل، طبی آلات، اور بیرونِ ملک خدمات سمیت برآمدی شعبے کے لیے ورلڈ بینک اور ڈیوک یونیورسٹی کے گلوبل ویلیو چینز سینٹر کی تحقیقات کو استعمال کرتے ہوئے ارتقاپذیر جی وی سیز میں پاکستانی کے موجودہ برآمدی شعبوں کی شمولیت کے امکانات پیش کرتا ہے۔[7]

الف۔ ٹیکسٹائل

مالی سال 19ء کے دوران پاکستانی ملبوسات کی برآمدات (نٹ ویئر اور تیار لباس پر مشتمل) سے 4.5 ارب ڈالر آمدن ہوئی؛ گذشتہ دو عشروں کے دوران برآمدات میں تیزی سے اضافہ ہوا اور ان میں مالی سال 2000ء سے اب تک تقریباً200 فیصد نمو ہوئی ہے۔ تاہم، یہ شعبہ بلند اکائی قیمتوں کی حامل مصنوعات کے زمرے، جیسے انسانی ساختہ ریشے پر مبنی (ایم ایم ایف) کی بڑھتی ہوئی مانگ کو پورا نہیں کر سکا؛ بلکہ برآمدات کپاس پر مبنی مصنوعات پر مرتکز ہو گئیں، جن سے پست اکائی قیمت حاصل ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں، شعبے میں اضافۂ قدر کے پراسیس (طریقوں) میں ناگزیر روابط کی بھی کمی ہے، جن پر اگر توجہ مرکوز کی جائے تو روایتی طریقوں کے مقابلے میں زیادہ آمدن حاصل کی جاسکتی ہے۔ مثال کے طور پر ادارے حقیقی آلات سازوں (او ای ایمز) اور ثانوی سطح کے قطع برید، تیاری، اور کانٹ چھانٹ (Cut, Make, & Trim) (سی ایم ٹیز) کی خدمات فراہم کرنے کے پست قدر کے حامل مراحل میں جمع ہو چکی ہیں، اور جی وی سیز کے سب سے زیادہ قدرِ اضافی کے مراحل یعنی حقیقی برانڈ سازی (او بی ایمز) اور حقیقی ڈیزائن سازی (او ڈی ایمز) میں سرگرم شرکت سے قاصر ہیں۔ او بی ایمز اور او ڈی ایمز میں روابط کی یہ عدم موجودگی مصنوعات کے تنوع اور ملک کے ملبوسات کے شعبے کی اپ گریڈیشن میں کمی کی وجہ ہیں۔

دنیا کے پانچویں بڑے کپاس پیدا کرنے والے ملک کے طور پر پاکستان کے لیے ملبوسات سازی کے اہم خام مال تک رسائی آسان ہے، جو اضافۂ قدر کے پراسیس میں بیک ورڈ روابط میں مددگار ہے۔ مزید برآں، شعبہ ان پہلوؤں کی صورت میں اپنے علاقائی ہمعصروں پر مسابقتی برتری رکھتا ہے: i) پست مزدوری؛ ii) جی ایس پی مع یورپی منڈیوں تک رسائی؛ iii) اداروں کی ملکی ملکیت اور ان کا عمودی انضمام؛ اور iv) قدری زنجیر کے ہر مرحلے پر معاونتی اداروں کا وسیع نیٹ ورک۔[8] ان فوائد سے استفادہ کرتے ہوئے ملبوسات کے شعبے نے پراڈکٹ اپ گریڈیشن میں معتدل کامیابی حاصل کی ہے: 2016ء میں ملک ڈینم ٹراؤزر سے منسلک اکائی قدر میں تیسرے نمبر پر اور کوانٹم برآمدات کے لحاظ سے چھٹے نمبر پر تھا۔ ملک کے بعض بڑے اداروں نے عالمی برانڈز جیسے ٹارگٹ، دی گیپ، لیویز اور سی اینڈ اے، وغیرہ کی رسدی زنجیر میں حصہ لینا شروع کر دیا ہے۔

ب۔ طبی آلات

پاکستان طویل عرصے سے آلات جراحی برآمد کر رہا ہے، اور دھاتی آلات کی تیاری میں برتری کا حامل ہے۔ سستی مزدوری کے علاوہ مصنوعات کی ایک وسیع رینج کی تیار استعداد اور جغرافیائی طور پر ایک واحد شہر سیالکوٹ میں مرتکز ہب (hub) بڑھتی ہوئی عالمی طلب کو پورا کرنے میں صنعت کی معاونت کرتا ہے۔[9]

7 یہ سیکشن متعلقہ صنعتوں میں فریقوں کے ساتھ ہونے والی بات چیت سے بھی کافی اکتساب کرتا ہے۔

8 پاکستان کے برآمدی شعبے، بشمول ٹیکسٹائل، کو رعایتی قرضے فراہم کیے جاتے ہیں، جیسے اسٹیٹ بینک کی برآمدی مالکاری اسکیم (ای ایف ایس) اور طویل مدتی مالکاری سہولت (ایل ٹی ایف ایف)

9 فی الحال، طبی آلات کی صنعت میں چند اداروں نے نسبتاً جدید مصنوعات، جیسے اینڈ اسکوپک آلات، لائپو سکشن ایکسیسریز، بائیوپسی پنچز، اور امپلانٹ ایبل اسٹیپلز، کی منڈی میں قدم رکھا ہے۔

تاہم، طبی آلات کی صنعت میں فی الوقت پاکستان کے قدم مضبوطی سے نہیں جمے ہیں۔ جی وی سیز میں شعبے کے روابط کے لحاظ سے مقامی شرکت کا 98 فیصد دقیق دھاتی آلات کے زمرے پر مرتکز ہے (**جدول خ 1.1.1**)۔ نتیجتاً، بڑے اداروں (ایم این ایز)، جو عالمی طبی آلات کے کاروبار پر چھائے ہوئے ہیں، نے پاکستان کی ملکی صنعت میں سرگرمی سے سرمایہ کاری نہیں کی، بلکہ اپنی پیداواری سہولتیں ملائشیا (پیننگ)، میکسیکو (بجا کیلیفورنیا)، اور جمہوریہ ڈومینیکا (سانتو ڈومینگو) وغیرہ میں استوار کرلیں۔ یہ ایم این ای سرمایہ کاری ان ممالک میں مقامی صنعتوں کی مصنوعات اور پراسیس کی اپ گریڈیشن میں نمایاں حصہ لے رہی ہے۔

جدول خ 1.1.1: طبی آلات کی جی وی سیز میں پاکستانی اداروں کی موجودگی

تحقیق و پرداخت	اجزاسازی	پرزہ بندی	تقسیم	مارکیٹنگ اور فروخت	بعد از فروخت خدمات
پروٹوٹائپ	سافٹ ویئر کی تیاری	پرزہ بندی	سرمایہ جاتی آلہ	دل کی وریدوں سے متعلق	تربیت
پراسس ڈویلپمنٹ	برقی آلات	پیکیجنگ	تھیراپی کے آلات	ہڈیوں کی جراحت	مشاورت
ضوابطی منظوری	دقیق دھاتی کام	جراثیم کشی	آلاتِ جراحی و طب	عمومی سرجری	انتظامِ شکایات
مرمت و دیکھ بھال	پلاسٹک کے اخراجی آلات		قابلِ تلف اشیا	نفوذی نظام	دیکھ بھال / مرمت
	بُنے ہوئے کپڑے		قابلِ صرف اشیا	دیگر	

نمایاں کیے گئے خانے ان شعبوں کو ظاہر کرتے ہیں جہاں جی وی سیز میں پاکستانی ادارے موجود ہیں

اعداد و شمار کا ماخذ: عالمی بینک اور ڈیوک یونیورسٹی کا عالمی قدری زنجیر کا مرکز

چونکہ طبی آلات کی صنعت کی بڑھتی ہوئی طلب کو پورا کرنے کے لیے پاکستان بنیادی انفراسٹرکچر کا حامل ہے، لہٰذا مصنوعات اور پراسیس میں تنوع اور بین الشعبہ اپ گریڈیشن جی وی سیز میں شرکت بڑھانے کے لیے ناگزیر ہوگی۔ ایس ای زیز اور ای پی زیز (مع حسبِ قانون فوائد جیسے ٹیکس کی چھٹیاں، ڈیوٹی فری برآمدات / درآمدات، ایکویٹی کی ملکیت وغیرہ) کے قیام کا موجودہ اقدام بڑے اداروں کو راغب کرسکتا ہے جو مقامی صنعت پر مثبت اثر ڈالے گا۔ آخراً، نئے زمروں میں مصنوعات کا تنوع، جیسے کم سے کم نشتر زنی میں مستعمل آلات، قابلِ تلف اشیا، طبی ٹیکسٹائل اشیا، تھیراپی یا امپلانٹ کرنے والے آلات، اعلیٰ درجے کی جی وی سیز میں معقول حصہ تراشنے میں مقامی صنعت کی معاونت کرسکتا ہے۔

ج۔ آئی سی ٹی خدمات

پاکستان کی مستقبل کی برآمدات میں آئی سی ٹی خدمات سب سے زیادہ امید افزا شعبہ ہیں۔ یہ وہ شعبہ ہے جو 2000ء کے اوائل میں تقریباً موجود ہی نہیں تھا، گذشتہ عشرے میں تیزی سے ابھرا ہے۔ مالی سال 06ء تا مالی سال 19ء کے دوران سافٹ ویئر مشاورتی خدمات، کال سینٹرز، اور دیگر سافٹ ویئر و کمپیوٹر خدمات کے زمروں میں برآمدات کی دوہندسی نمو سے اس امر کا اظہار ہوتا ہے (**جدول خ 1.1.2**)۔

تازہ ترین دستیاب اعداد و شمار بتاتے ہیں کہ محاصل کے لحاظ سے، عالمی بیرونِ ملک خدمات (global offshoring services) کی منڈی کا حجم 262 ارب ڈالر سے بڑھ کر 1.3 ٹریلین ڈالر ہوگیا ہے (2017ء کے مطابق)۔ بیرونِ ملک خدمات کی عالمی قدری زنجیر کے تین افقی زمرے ہیں: انفارمیشن ٹیکنالوجی کی آؤٹ سورسنگ

(آئی ٹی او)، بزنس پر اسیسنگ آؤٹ سورسنگ (بی پی او) اور نالج پر اسیس آؤٹ سورسنگ (کے پی او)، اور ایک عمودی زمرہ ہے جو بنیادی طور پر مالی شعبے سے متعلق ہے۔ حجم کے اعتبار سے 2017ء میں 52 فیصد کی مجموعی کاروباری قدر کے ساتھ آئی ٹی او غالب ہے، اس کے بعد 18 فیصد حصص کے ساتھ کے پی او ہے۔[10]

جدول خ1.1.2: آئی سی ٹی خدمات کی قدری زنجیر کی پاکستانی برآمدات

	ملین ڈالر میں			سی اے جی آر (مالی سال06ء تا19ء)
	مالی سال06ء	مالی سال10ء	مالی سال19ء	(فیصد)
الف۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی آؤٹ سورسنگ				
سافٹ ویئر کی مشاورتی خدمات	18.1	31.4	354.6	25.7
کمپیوٹر سافٹ ویئر کی برآمد / درآمد	46.7	124.2	279.5	14.8
دیگر کمپیوٹر خدمات	5.9	29.6	155.0	28.5
ب۔ نالج پراسس آؤٹ سورسنگ				
تحقیق و پرداخت کی خدمات	3.8	5.2	17.3	12.4
قانونی خدمات	5.8	18.3	19.0	9.5
اکاؤنٹنگ، آڈیٹنگ، بک کیپنگ، اور ٹیکس مشاورت کی خدماتs	17.3	4.0	34.7	5.5
بزنس اینڈ منیجمنٹ کنسلٹنگ اور تعلقاتِ عامہ کی خدمات	47.2	87.5	144.8	9.0
ایڈورٹائزنگ، مارکیٹ ریسرچ، اور رائے عامہ کی پولنگ	20.0	20.9	108.8	13.9
ج۔ بزنس پراسس آؤٹ سورسنگ				
کال سینٹرز	0.0	16.6	98.7	دستیاب نہیں
د۔ عمودی سرگرمیاں				
مالی خدمات	70.1	89.7	107.8	3.4
بیمہ اور پنشن خدمات	28.6	41.8	45.0	3.6

اعدادوشمار کا ماخذ: اسٹیٹ بینک

بھارت، فلپائن، سری لنکا، میکسیکو وغیرہ کی پختہ کار منڈیوں کے مقابلے میں عالمی بیرونِ ملک خدمات کی برآمدات میں پاکستان کا 0.1 فیصد کے معمولی حصے کا حامل ہے۔ پاکستان کی بیرونِ ملک خدمات فراہم کرنے والے اداروں کی بیشتر سرگرمیاں آئی ٹی او اور بی پی او میں پست قدر اضافی خدمات کے گرد مرتکز ہیں، جو مجموعی بیرونِ ملک خدمات میں 65 فیصد کا مجموعی حصہ رکھتی ہیں؛ عمودی اور نالج پراسیس کی آؤٹ سورسنگ میں چند ادارے ہی سرگرم ہیں۔

خ1.5 پالیسی مضمرات اور مستقبل کے امکانات

روایتی تجارت میں اضافے کے لیے ممالک اپنی سرمایہ کاری کی پالیسیوں کو اپ ڈیٹ کرنے، آزاد تجارت کے معاہدوں اور اسٹریٹجک شراکت داروں کے ساتھ دوطرفہ سرمایہ کاری کے اقرارناموں پر دستخط کرنے، علاقائی تجارتی انجمنوں کا حصہ بننے، اور ایف ڈی آئی اور

10 عالمی آئی ٹی۔بی پی او آؤٹ سورسنگ ڈیلز کا تجزیہ، "سالانہ تجزیہ برائے 2017ء، کے پی ایم جی (2017ء)

مزدوری کے ضوابط کو نرم کرنے، وغیرہ پر انحصار کرتے ہیں۔ تاہم، جی وی سیز بر آمدات کے اعتبار سے ایک کلیدی فرق یہ ہے کہ اس کے لیے ملک کی درآمدی پالیسی میں آزادی ضروری ہے، بالخصوص خام اور ثانوی مصنوعات اور خدمات کے حوالے سے۔ قدری زنجیر کے فارورڈ اور بیک ورڈ پراسیس دونوں میں کاروباروں کی شرکت کو یقینی بنانے کے لیے یہ ناگزیر ہے۔

فی الوقت، عالمی بر آمدی محاصل کے لحاظ سے الیکٹریکل اور مشینری، پیٹرولیم، کیمیکل، معدنیات، آلاتِ نقل و حمل، دھاتی مصنوعات، نیز مالی وساطت کاروں اور کاروباری سرگرمیوں نے پہلے پانچ درجات گھیر لیے ہیں۔ تاہم، عالمی سطح پر پاکستانی ادارے ان شعبوں میں معمولی جگہ بنا سکے ہیں (**شکل خ 1.6**)۔

شکل خ 1.6 : اہم شعبوں کی بر آمدات نیز عالمی بر آمدات میں پاکستان کا حصہ (2015ء)

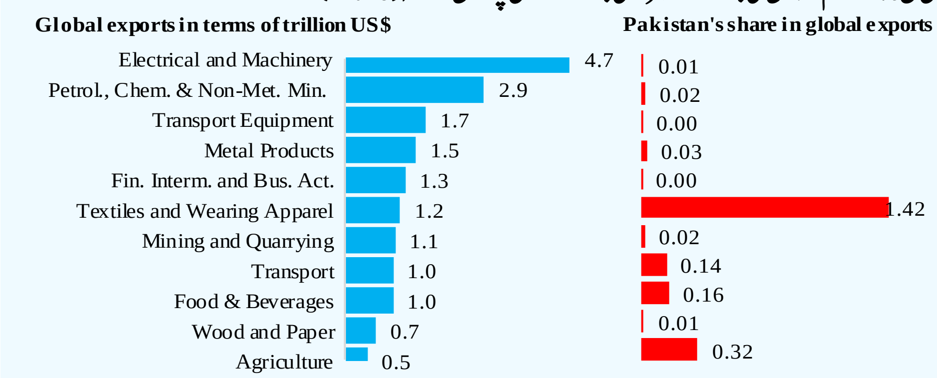

Data source: UNCTAD-Eora Global Value Chain Database

اختراعات، خودکاری طریقوں، اور انسانی مہارتوں کی سطح، جو کچھ اعلیٰ ٹیکنالوجی کی صنعتوں میں درکار ہوتی ہے، کی موجودہ سطح کے ساتھ پاکستان کے لیے قلیل تک وسط مدت میں ان کا حصول دشوار ہوگا۔ جیسا کہ پہلے بھی بیان کیا گیا جی وی سیز میں پست قدرِ اضافی کے زمروں میں پہلی سطح پر ملک کے موجودہ بر آمدی شعبے (ٹیکسٹائل، چمڑا، اور بیرونِ ملک خدمات وغیرہ) میں انفراسٹرکچر کی موجودہ اساس سے مؤثر طور پر استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ شریک ادارے موجودہ مصنوعات اور پراسیس میں اپنے تقابلی فائدے کو ایک بار پوری طرح حاصل کرلیں تو بالآخر مزید پیچیدہ پراسیس کا آغاز کرسکیں گی۔ مزید بر آں، انسانی سرمائے کی تیاری کی اہمیت میں مبالغہ ممکن نہیں۔ بالخصوص مزدوری پر مبنی اور پست مہارتوں کے ساتھ اشیا سازی کی سرگرمیاں، جن کی پاکستانی ادارے جی وی سیز میں سب سے زیادہ تجارت کرتے ہیں، ان کا حالیہ جاری عالمی خودکاری اور ڈجیٹائزیشن کی لہر میں سب سے زیادہ متاثر ہونے کا امکان ہے۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اگر ملک جی وی سیز میں بلند نمو کے شعبوں جیسے آئی سی ٹی اور مالی وساطت کی خدمات، میں نمایاں شرکت کی خواہش رکھتا ہے تو ان صنعتوں کی ارتقا پذیر مانگ کے لیے افرادی قوت تیار کرنے کے لیے بھاری سرمایہ کاری درکار ہوگی۔

ملکی کاروباروں کی نمو میں مدد کے لیے مؤثر اور ادارہ جاتی فریم ورک وضع کرنا ضروری ہے

جیسا کہ مالی سال 19ء کی سالانہ رپورٹ میں تفصیل سے واضح کیا گیا ہے، پاکستان میں ملکی سرمایہ کاروں کے لیے قانونی اور حقیقی پالیسی ماحول کے مابین فرق محدود سرمایہ کاری اور کاروباری ماحول کی ایک اہم وجہ ہے۔[11] بالخصوص، موجودہ سرمایہ کاری کا ارضی منظر مقامی کاروباروں کے لیے سہولت کاری کے لحاظ سے ناقص ہے، متعلقہ نگران اور ضوابطی حکومتی حکام کی ناکافی رہنمائی اور پالیسی کے ابلاغ کے طریقہ کار کے ساتھ ساتھ معاہدوں کے نفاذ اور تنازعات کے تصفیے کے ضمن میں ہونے والے مسائل اس کی جزوی وجہ ہیں۔ اس کے نتیجے میں سرمایہ کاروں کے لیے وسط تا طویل مدت میں اپنی کاروباری سرگرمیاں چلانا اور ان میں توسیع کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ملکی اداروں کو درپیش دستاویزیت کے بوجھل طریقہ کار، بدعنوانی کے واقعات، اور ٹیکس کے انتظام میں آسانی کے مجموعی فقدان کے ساتھ ناساز گار ٹیکس ماحول بھی اس ضمن میں قابلِ ذکر ہے۔

حوصلہ افزا طور پر گذشتہ چند برسوں کے دوران کاروباری ماحول میں خاصی بہتری دیکھی گئی ہے۔ جس کا اظہار عالمی بینک کی کاروبار میں آسانی کی درجہ بندی میں پاکستان کے 39 درجے اوپر آنے سے ہوتا ہے جو 2017ء کے 147 ویں درجے سے اوپر ہو کر 2019ء میں 108 ویں درجے پر آ گیا ہے۔ تاہم، اب یہ حکومت کے لیے لازمی ہے کہ وہ نہ صرف ان بہتریوں کو برقرار رکھے بلکہ انھیں مزید آگے بڑھائے۔ یہاں، کاروباروں کے لیے واضح ابلاغ اور پالیسی کی تائید کے ذرائع کے قیام؛ پالیسی عدم یقینی اور پیچیدگیوں کو کم کرنے کے لیے وفاقی و صوبائی حکام کے مابین بہتر اشتراک؛ جی وی سیز میں انضمام کی استعداد کے ساتھ ساتھ نمو کے امکان کا اظہار کرنے والے ملکی اداروں کے لیے مرکوز ترغیباتی پروگراموں؛ اور طویل مدتی مقاصد کے لیے اہم سمجھے جانے والے شعبوں میں سرمایہ کاریاں لانے کے لیے ریاستی اداروں کے مضبوط کردار پر بھی زور دینا چاہیے۔

ایم این ایز کی طرف کشش اور انضمام لازمی ترجیح ہونا چاہیے

گذشتہ دو عشروں کے دوران کثیر القومی کاروباری اداروں (ایم این ایز) کی بڑھتی ہوئی مقبولیت جی وی سی سے متعلق تجارتی سرگرمیوں میں اضافے کی ایک اہم وجہ ہے۔[12] اپنی منتشر اور عمودی طور پر مربوط آپریشنل چھاپ سمیت یہ کارپوریشنیں ترقی پذیر معیشتوں کے لیے بالخصوص اہم ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ پہلے سے قائم عالمی پیداواری نیٹ ورکس میں آسانی سے ضم ہونے کا موقع فراہم کرتی

---

11 برائے تفصیلات، براہِ مہربانی دیکھیے: پاکستانی معیشت کی کیفیت پر اسٹیٹ بینک کی سالانہ رپورٹ، باب 7 بعنوان: پاکستان میں سرمایہ کاری کو محدود کرنے والے عوامل: کلی معاشیات سے آگے"۔

12 مثال کے طور پر، بالڈون، آر (2016ء) گریٹ کنورجنس، انفارمیشن ٹیکنالوجی اور نیو گلوبلائزیشن، ہارورڈ یونیورسٹی پریس اینڈ ڈکن، پی (2015ء)، عالمی تبدیلی: عالمی معیشت کے بدلتے ہوئے خدوخال کی نشاندہی، ساتویں اشاعت، گیلفورڈ پریس، نیویارک۔

ہیں۔ حالیہ تخمینوں کے مطابق ایم این ایز دنیا کی مجموعی پیداوار کے تقریباً ایک تہائی اور مجموعی برآمدات کے 80 فیصد پر مشتمل ہیں۔[13] خاص طور پر، ایم این ایز کی غیر ملکی وابستہ کمپنیوں کی پیداوار، جو 2000ء سے 2014ء کے دوران 7 ٹریلین ڈالر سے بڑھ کر 20 ٹریلین ڈالر تک ہو گئیں ہیں، میں تقریبا 60 فیصد مختلف جی وی سیز میں حتمی مصنوعات کی تیاری کے لیے استعمال ہونے والی ثانوی اشیا اور خدمات پر مشتمل ہے۔

حوصلہ افزا طور پر، حکومت نے شکایات سے نمٹنے، ملک اور شعبے سے مخصوص ٹاسک فورسز، سرمایہ کاری کی تلاش کی خدمات اور پالیسی کی تائید کے ذرائع وغیرہ، کے شعبوں میں سرمایہ کاری بورڈ (بی او آئی) کے دائرہ کار کو بہتر بنانے اور وسعت دینے کے لیے مختلف اصلاحات متعارف کروائی ہیں۔ عالمی بینک کی کاروبار کرنے کی درجہ بندی میں بھی اس ضمن میں کی جانے والی کاوشوں کو تسلیم کیا گیا ہے۔ اگر اس طرح کے اقدامات جاری رکھے جائیں تو وہ آگے چل کر سرمایہ کاروں اور ایم این ایز کو ملک کی طرف راغب کریں گے۔

پاکستان کے لیے اپنی تجارتی پالیسی کو کشادہ کرنا ضروری ہے

پاکستان نے صدی کے آغاز پر اپنی علاقائی معیشتوں کے مقابلے میں دیر سے تجارتی کشادگی کی پالیسیاں اپنائیں۔[14] اس کا دوہرا اثر ہوا۔ اول، بلند نرخوں سے یہ ہوا کہ ہم عصر معیشتوں کے مقابلے میں خام مال کی لاگت بڑھ گئی جس کے نتیجے میں مسابقت ختم ہو گئی۔ دوم، وقت گزرنے کے ساتھ جب بالآخر ملک نے ٹیرف کو استدلالی خطوط پر استوار کرنا شروع کیا، تب تک بہت سے مسابقت کار پہلے ہی خریداروں اور رسدکاروں کے ساتھ بین الاقوامی تجارتی تعلقات قائم کر چکے تھے؛ یعنی پاکستان اپنا پہلا موقع گنوا چکا تھا، جب جی وی سیز توجہ حاصل کر رہیں تھیں۔

اگرچہ 2000ء کے اوائل میں ہی پاکستان میں ٹیرف کی کشادگی کا عمل خاصا مستحکم ہو چکا تھا تاہم شعبوں میں اطلاقی شرحیں یکساں نہیں تھیں۔ یعنی کچھ صنعتیں، جیسے گاڑیوں اور فولاد، کو زیادہ تحفظ دیا گیا جس نے برآمدات کے خلاف تعصبات کو ہوا دی۔ درآمدی اشیا پر بعض ضوابطی ڈیوٹیوں (آر ڈی) کے عائد کیے جانے نے بھی اس تامینی پالیسی کے اثر کو بڑھا دیا، یہ اقدام ابتدائی طور پر مالی سال 08ء کے

---

[13] کیڈسٹن، سی۔، ڈی بیکر، کے۔، ڈیسنوئیرس-جیمز، آئی۔ ، میروڈوت، ایس۔، یے، ایم۔، اینڈریگو، ڈی (2018ء)۔ بین الاقوامی کاروباری ادارے اور عالمی قدری زنجیریں: تجارتی سرمایہ کاری کے تعلق سے متعلق نئی بصیرتیں۔ او ای سی ڈی سائنس، ٹیکنالوجی اینڈ انڈسٹری ورکنگ پیپرز، 2018ء(5)، 0_1-36۔ اس تحقیق میں فراہم کردہ تخمینے ایم این ایز کی "ہاتھ بھر" تجارت (یعنی ایم این ایز اور حتمی صارفین یا غیر ایم این ای اداروں کے مابین تجارت)، اداروں کے مابین تجارت (یعنی منسلک افراد یا پیرنٹ کمپنی کے مابین ایم این ای کے اندر تجارت) اور ان کمپنیوں کے مابین تجارت جن کی ملکیت کا کوئی ربط نہیں ہے لیکن وہ فرنچائزنگ، لائسنس یا معاہدوں کی دیگر اقسام کے ذریعے وابستہ ہیں، کو مدنظر رکھتے ہوئے حاصل کیے گئے ہیں۔

[14] عالمی بینک۔ 2006ء۔ پاکستان - نمو اور برآمدات کی مسابقت۔ واشنگٹن، ڈی سی۔

ادائیگیوں کے بحران کے توازن سے نمٹنے کے لیے عارضی آلے کے طور پر اپنایا گیا تھا، تاہم وقت کے ساتھ یہ حکومت کے لیے محاصل پیدا کرنے والے آلے کے طور پر وسعت واطلاق پا گیا۔ چنانچہ اس رجحان کی فوری اصلاح ضروری ہے۔

عالمی اقتصادی فورم کے مسابقت کے اشاریے کی 2019ء کی درجہ بندی کے مطابق، تجارتی کشادگی کے لحاظ سے 141 ممالک میں سے 138 ویں درجے پر ہے۔ علاقائی حریفوں، جیسے ویتنام اور بنگلہ دیش سے موازنہ کیا جائے تو وہ بالترتیب 91ویں اور 119 ویں درجے پر ہیں، اور نان ٹیرف رکاوٹوں، تجارتی ٹیرف کی شرحوں، ٹیرف کی پیچیدگی، اور سرحد پر کلیرنس کی مستعدی کے نشانیوں میں کافی بہتر ہیں۔[15] پاکستان کی درجہ بندی، بالخصوص تجارتی ٹیرف کے ذیلی اشاریے میں پست کارکردگی کی وجہ سے کم زور ہے، جس میں پاکستان 141 معیشتوں میں سے 139 ویں درجے پر ہے۔

پالیسی کے تناظر میں حکام کے لیے ضروری ہے کہ برآمدات کی حوصلہ افزائی کے لیے قلیل اور یکساں اسٹرکچر اپنا کر ہموار اور معقول ٹیرف کے لیے کوشش کریں۔ مزید برآں، حکومت کی تجارتی کشادگی اور محاصل پیدا کرنے کے مقصد کے درمیان مؤثر توازن قائم کرنے کے لیے تجارتی پالیسی کا تعین کرنے والے حکام (جیسے وزارتِ تجارت) اور ٹیرف کا نفاذ کرنے والے اداروں (جیسے ایف بی آر) کے درمیان اشتراک ناگزیر ہے۔ اس سے درآمدی پالیسی میں انتہائی ضروری صراحت وشفافیت آئے گی، جس سے عدم یقینی کو کم کیا جاسکے گا اور کاروباروں کا اعتماد نیز اضافۂ قدر اور نوبرآمدی مقاصد کے لیے مسابقتی خام مال تک رسائی بہتر ہوگی۔

ٹریڈ لاجسٹکس اور سہولت کاری پر توجہ مرکوز ہونا چاہیے

روایتی تجارتی سرگرمیوں کے حوالے سے تجارتی بہاؤ کو تیز اور ہموار ہونا ضروری ہے، اور جی وی سی ماڈل کے تحت یہ ضرورت اور بڑھ جاتی ہے۔ ملک میں تجارت سے متعلق انفراسٹرکچر کی حالات اور خدمات کی فراہمی بہتر بنا کر پاکستان جی وی سیز میں اپنے تجارتی امکانات کو وسیع طور پر بڑھا سکتا ہے۔ فی الحال، کسٹمز، انفراسٹرکچر، بین الاقوامی ترسیل، اور لاجسٹکس کی اہلیتوں اور وقت کی پابندی کے لحاظ سے منتخب ہم عصر معیشتوں کے مقابلے میں پاکستان کی کارکردگی ناقص ہے (**جدول خ 1.2**)۔ دستاویزیت کے بوجھل تقاضوں، کلیرنس میں تاخیر، بندرگاہوں پر ہجوم، اور وقت کی پابندی کے ناقص ریکارڈ کے نتیجے میں عالمی بینک کی لاجسٹکس کارکردگی کے اشاریے میں ملک کی درجہ بندی 2010ء کے 110 ویں درجے سے گر کر 122 ویں درجے پر آچکی ہے۔

[15] عالمی مسابقت کی رپورٹ 2019ء: پیداواری نمو کے ضائع ہو جانے والے عشرے کو کیسے روکا جائے۔ عالمی اقتصادی فورم۔

جدول خ 1.2: ایڈجسٹڈ لاجسٹک کارکردگی کی درجہ بندی کا اشاریہ *#-ایک علاقائی موازنہ

	ایل پی آئی درجہ	کسٹمز	انفراسٹرکچر	بین الاقوامی ترسیل	لاجسٹک	پابندیِ وقت	2018/2010ء کی ایل پی آئی درجہ بندی میں تبدیلی
چین	27	30	24	18	27	29	0
بھارت	42	43	48	38	39	50	3
ویتنام	45	51	54	45	40	47	14
فلپائن	64	70	71	39	64	83	-16
پاکستان	95	104	100	79	80	112	-12
بنگلہ دیش	100	120	109	99	94	108	-21

ایڈجسٹڈ ایل پی آئی چار تازہ ترین (2012ء، 2014ء، 2016ء اور 2018ء) ایل پی آئی سروے کو ملا کر ایک "واضح تصویر" پیش کرتا ہے تاکہ ممالک کی لاجسٹک کارکردگی کو بہتر طور پر بیان کیا جاسکے۔

#163 ممالک میں سے درجہ بندی

اعداد و شمار کا ماخذ: عالمی بینک کا لاجسٹک کارکردگی کا اشاریہ

کسٹم کے طریقۂ کار کی ڈجیٹائزیشن، ٹرانسپورٹ خدمات میں جدت، اور سڑکوں، ریلوے، اور بندرگاہوں کے طبعی انفراسٹرکچر پر مزید سرمایہ کاری اس خسارے کے کے حل میں دور رس ہو سکتی ہے۔ طلب کے بدلتے تحرکات جو تخصیص کو بڑھانے اور ترسیل کے اوقات کو کم کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں، اور ایک مستعد لاجسٹکس اور کلیئرنس طریقہ کار کی ضرورت ناگزیر ہو چکی ہے۔ درحقیقت، بنیادی طور پر یہی وجہ ہے کہ بہت سی معیشتیں کسٹم اور لاجسٹکس آپریشنز کی قدری زنجیر کے ساتھ معیاریت اور مطابقت کے لیے کثیر قومی نقل و حمل کی راہداریاں اپنانے کی طرف منتقل ہو رہے ہیں۔ یہ ہمیں علاقائی معیشتوں کے ساتھ پاکستان کے بڑھتے ہوئے تجارتی انضمام کے اگلے تقاضے کی طرف لے جاتا ہے۔

فلاحی و تجارتی فوائد کے حصول کے حوالے سے پاکستان کے لیے علاقائی معیشتوں کے ساتھ تجارتی ارتباط بڑھانا ضروری ہے

شاید، پاکستان کے مجموعی تجارتی تحرکات میں علاقائی تجارت کی تقریباً عدم موجودگی سب سے کمزور ترین کڑی ہے۔ چین کے علاوہ کسی علاقائی معیشت سے پاکستان کا تجارتی رشتہ انتہائی کم ہے۔ بالخصوص، ہر گزرتے برس کے ساتھ بڑھتے ہوئے فاصلے کے ساتھ جنوب ایشیائی معیشتوں کے درمیان بین الخطہ تجارت، جو بنیادی طور پر دیرینہ جغرافیائی و سیاسی کشیدگی کی وجہ سے زائل ہو گئی، جو ممکنہ صلاحیت

کے ایک تہائی سے بھی کم پائی گئی ہے۔[16] تاہم یہ حیران کن نہیں، شواہد سے پتا چلتا ہے کہ مجموعی عالمی جی وی سی تجارت میں جنوب ایشیائی معیشتوں کے مابین ہونے والی علاقائی تجارت کا حصہ صرف 0.8 فیصد رہا ہے، جو ای او آر اے کے ڈیٹا بیس کے مطابق 1990ء اور 2015ء کے درمیان پست ترین ہے۔ موازنہ کیا جائے تو، یورپ اور وسط ایشیا کے مابین ہونے والی بین الخطہ تجارت مجموعی عالمی جی وی سی تجارت کا 43.1 فیصد ہے۔ یہاں سخت تجارتی پابندیوں کا بالخصوص ذکر کرنا بے جا نہ ہوگا۔ باقی دنیا کے مقابلے میں جنوب ایشیائی معیشتوں نے اپنے علاقائی ہم منصبوں کے حوالے سے کافی حد تک محدود تجارتی پالیسیاں نافذ کر رکھی ہیں (**شکل خ1.7**)۔

* شکل خ1.7: جنوب ایشیائی معیشتوں میں تجارتی پابندیوں کے واقعات

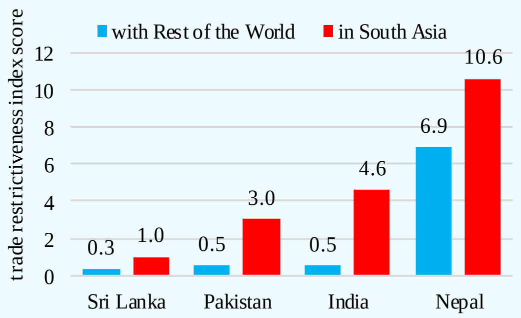

* 0 = being least restrictive
Data source: UNCTAD

حوصلہ افزا طور پر، چین پاکستان اقتصادی راہداری کے تحت ہونے والی پیش رفت پاکستان کو وسط ایشیائی اور دیگر بیلٹ اینڈ روڈ انی شیٹو (بی آر آئی) رکن ریاستوں کے ساتھ قریبی ربط کا موقع فراہم کرتی ہے۔ تاہم جنوب ایشیائی ریاستوں کے لیے لازمی ہے کہ بھرپور فلاحی و تجارتی فوائد کے لیے ایک دوسرے کے حوالے سے اپنی تجارتی پالیسی کو نرم کریں۔

حتمی طور پر ملک کے شعبۂ خدمات کی برآمدات میں اضافہ ضروری ہے

اگرچہ ملکی جی ڈی پی اور افرادی قوت میں شعبۂ خدمات کا حصہ مسلسل بڑھ رہا ہے، لیکن اس کی برآمدات میں اسی تناسب سے اضافہ نہیں ہوا ہے۔ تاہم دنیا بھر میں اشیا سازی کے شعبے کی 'خدمات کاری' جاری ہے، اس لیے جی وی سی کے لحاظ سے شعبۂ خدمات کی اہمیت بڑھتی جارہی ہے۔[17] اس ضمن میں پاکستان کے لیے ضروری ہے کہ عالمی پیداواری نیٹ ورکس کے ساتھ انضمام کو بہتر بنانے کے لیے اپنی خدمات کی برآمدات میں اضافہ کرے۔

16 جنوبی ایشیا میں علاقائی اقتصادی تعاون اور انضمام کی صلاحیت کو غیر مقفل کرنا: امکانات، دشواریاں اور مستقبل کی راہ، ایس ایس ڈبلیو اے کی کتب اور تحقیقی رپورٹس، یو این ای ایس سی اے پی، جنوب اور جنوب مغربی ایشیائی دفتر (2018ء)۔

17 رائے، ایف۔، اگناٹینکو، اے۔، اینڈ مرچیوا، بی۔، عالمی قدری زنجیریں: اس کے فوائد کیا ہیں اور ممالک اس میں کیوں حصہ لیتے ہیں؟ آئی ایم ایف ورکنگ پیپر نمبر 18/19 2019ء۔

حال ہی میں، اس حوالے سے واضح پیش رفت ہوئی ہے۔ وزارتِ تجارت نے حال میں ای کامرس کا مسودہ متعارف کروایا ہے، جبکہ اسٹیٹ بینک الیکٹرانک منی انسٹیٹیوشنز گائیڈ لائنز کا مسودہ جاری کر چکا ہے۔ آئی ٹی اور ٹیلی کام کی وزارت کی طرف سے جاری کردہ ڈجیٹل پاکستان پالیسی کے تحت اور اس سے وابستہ مقاصد کی تکمیل کے لیے دونوں ہی کام کر رہے ہیں۔ اسی طرح، متعدد انکیوبیٹرز اور ایکسلریٹر 4 آئی آر (کلاؤڈ کمپیوٹنگ، ڈیٹا اینالیٹکس، آئی سی ٹی، تھری ڈی پرنٹنگ، اور تکثیرِ حقیقت، وغیرہ) کے تحت نو آموز افراد کو مالی اعانت اور سہولت فراہم کر رہے ہیں۔ وسط تا طویل مدتی لحاظ سے ان کاوشوں کا براہِ راست فائدہ ملک کی آئی ٹی بر آمدات کو ہو گا، جبکہ ٹیکنالوجی پر پیش رفت پر توجہ بالواسطہ طور پر اشیا سازی اور زرعی مصنوعات میں پیداواریت اور مسابقت بڑھانے پر منتج ہو گی۔ مستقبل میں ملکی اداروں کے جی وی سیز میں پائیدار اور معنی خیز انضمام کو یقینی بنانے کے لیے یہ دونوں پیش رفتیں ناگزیر ہیں۔

ضمیمہ: اعداد و شمار کی توضیح

1) **جی ڈی پی:** جاری سال کے لیے اسٹیٹ بینک منصوبہ بندی کمیشن کے سالانہ منصوبے میں دیے گئے جی ڈی پی ہدف کو استعمال کر کے جی ڈی پی کے ساتھ مختلف متغیرات مثلاً مالیاتی خسارہ، سرکاری قرضہ، جاری کھاتے کا توازن، تجارتی توازن وغیرہ کے تناسبات کا حساب لگاتا ہے۔ یہ تناسبات معلوم کرنے کے لیے اسٹیٹ بینک جی ڈی پی سے متعلق اپنے تخمینے استعمال نہیں کرتے تاکہ یکسانیت برقرار رہے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ تخمینے سال کی مختلف سہ ماہیوں میں بدلتے ہوئے معاشی حالات کے ساتھ مختلف ہوتے ہیں۔ مزید برآں، مختلف تجزیہ کاروں کے تخمینے الگ الگ ہوسکتے ہیں۔ اگر ہر کوئی ایک مختلف جی ڈی پی تخمینے کا بطور نسب نما استعمال کرے تو معاشی مسائل پر بحث بہت الجھ جائے گی۔ چنانچہ معاشی مسائل پر بامعنی بحث کے لیے ایک مشترک عدد سے مدد ملتی ہے اور منصوبہ بندی کمیشن کا دیا ہوا عدد اس مقصد کو بہتر طور پر پورا کرتا ہے۔

2) **مہنگائی:** مہنگائی کا حساب لگانے کے لیے عموماً تین اعداد استعمال ہوتے ہیں: (i) مدت کی اوسط مہنگائی، (ii) سال بسال یا سالانہ مہنگائی، اور (iii) ماہ بہ ماہ یا ماہانہ مہنگائی۔ مدت کی اوسط مہنگائی کا مطلب ہے جولائی سے لے کر سال کے کسی مہینے تک اوسط مہنگائی بلحاظ صارف اشاریہ قیمت (CPI) میں گذشتہ سال کی اسی مدت کے مقابلے میں فیصد تبدیلی۔ سال بسال مہنگائی کسی خاص مہینے کی صارف اشاریہ قیمت میں پچھلے سال کے اسی مہینے کے مقابلے میں فیصد تبدیلی کو کہتے ہیں جبکہ ماہانہ مہنگائی کسی خاص مہینے کی صارف اشاریہ قیمت میں گذشتہ مہینے کے مقابلے میں فیصد تبدیلی ہے۔ مہنگائی کی ان تعریفوں کے کلیے ذیل میں دیے گئے ہیں۔

$$\text{Period average inflation } (\pi_{Ht}) = \left(\frac{\sum_{i=0}^{t-1} I_{t-i}}{\sum_{i=0}^{t-1} I_{t-12-i}} - 1 \right) \times 100$$

$$\text{YoY inflation } (\pi_{YoYt}) = \left(\frac{I_t}{I_{t-12}} - 1 \right) \times 100$$

$$\text{Monthly inflation } (\pi_{MoMt}) = \left(\frac{I_t}{I_{t-1}} - 1 \right) \times 100$$

جہاں I_t سے مراد سال کے t^{th} مہینے میں صارف اشاریہ قیمت ہے۔

3) **قرضے کے اسٹاک میں تبدیلی بمقابلہ مالیاتی خسارے کی مالکاری:** سرکاری قرضے کے اسٹاک میں تبدیلی وزارت خزانہ کے فراہم کردہ مالیاتی مالکاری کے اعداد و شمار کے مطابق نہیں ہوتی۔ اس کی وجہ مختلف عوامل ہیں جن میں یہ شامل ہیں: (i) قرضے کے اسٹاک میں حکومتی قرض گیری کی مجموعی قدر شامل ہوتی ہے جبکہ مالکاری اعداد و شمار کا حساب لگاتے وقت قرض گیری کی بینکاری نظام میں حکومت کی امانتوں سے تطبیق کی جاتی ہے، (ii) قرضے کے اسٹاک میں شرح مبادلہ کی تبدیلیوں کی وجہ سے بھی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں جس سے بیرونی قرضے کی روپے میں قدر متاثر ہوتی ہے، اور (iii) مختلف دیگر ملکوں کی باہمی شرح ہائے مبادلہ میں اتار چڑھاؤ بھی امریکی ڈالر کی قیمت پر اثر انداز ہوتا ہے جس سے بیرونی قرضے میں روپے کی قدر پر اثر پڑتا ہے۔

4) **حکومتی قرض گیری:** بینکاری نظام سے حکومتی قرض گیری کی مختلف شکلیں ہیں اور ہر شکل کے اپنے خواص اور مضمرات ہیں جن پر ذیل میں بحث کی گئی ہے:

(الف) **اعانت میزانیہ کے لیے حکومتی قرض گیری:**

اسٹیٹ بینک سے قرض: وفاقی حکومت براہ راست اسٹیٹ بینک سے 'ویز اینڈ مینز ایڈوانس' (Ways and Means Advance) کے راستے یا مارکیٹ ریلیٹڈ ٹریژری بلز (ایم آر ٹی بیز) کی (اسٹیٹ بینک کے ہاتھوں) خریداری کے ذریعے قرض لے سکتی ہے۔ ویز اینڈ مینز ایڈوانس حکومتی قرض کے طور پر سال میں 10 کروڑ روپے تک 4 فیصد سالانہ کی شرح سود پر دیا جاتا ہے۔ اس سے زیادہ رقم اسٹیٹ بینک کی جانب سے بہ وزن اوسط یافت پر ششماہی ایم ٹی بیز کی خریداری کے ذریعے حاصل کی جاتی ہے۔ اس یافت کا تعین ٹریژری بلز کی حالیہ ترین پندرہ روزہ نیلامی سے کیا جاتا ہے۔

صوبائی حکومتیں اور حکومت آزاد جموں و کشمیر بھی اپنے ڈیبٹ بیلنس (اوورڈرافٹ) جس کی ان کے لیے طے شدہ حدود ہیں براہ راست اسٹیٹ بینک سے قرض لے سکتی ہیں۔ ان قرضوں پر شرح سود ششماہی ایم ٹی بیز کی سہ ماہی اوسط یافت ہوتی ہے۔ اگر اوورڈرافٹ حدود کی خلاف ورزی ہو تو صوبے پر 4 فیصد سالانہ کی اضافی شرح سے ہرجانہ لیا جاتا ہے۔

جدولی بینکوں سے قرض: یہ قرض زیادہ تر سہ ماہی، ششماہی اور بارہ ماہی مارکیٹ ٹریژری بلز (ایم ٹی بیز) کی پندرہ روزہ نیلامی کے ذریعے لیا جاتا ہے۔ حکومت پاکستان، 3، 5، 10، 15، 20 اور 30 سال کے پاکستان انوسٹمنٹ بانڈ کی نیلامی کے ذریعے بھی قرض لیتی ہے۔ صوبائی حکومتوں کو جدولی بینکوں سے قرض لینے کی اجازت نہیں۔

(ب) **اجناسی مالکاری:** وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتیں دونوں اجناس مثلاً گندم، چینی وغیرہ کی خریداری کے لیے جدولی بینکوں سے قرض لے سکتی ہیں۔ ان اجناس کی فروخت کی آمدنی بعد میں اجناسی قرض کی واپسی میں استعمال ہوتی ہے۔

5) **اعداد و شمار کے مختلف ماخذوں کے اختلافات:** مختلف متغیرات مثلاً حکومتی قرض گیری، بیرونی تجارت وغیرہ کے اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار وزارت خزانہ اور پاکستان دفتر شماریات کی فراہم کردہ معلومات سے ہم آہنگ نہیں ہوتے۔ اس کی وجہ شماریاتی تعریفوں، کوریج وغیرہ کے اختلافات ہیں۔ اس کی بعض صورتیں ذیل میں دی گئی ہیں۔

(الف) بجٹ خسارے کی مالکاری (وزارت خزانہ بمقابلہ اسٹیٹ بینک کے اعداد و شمار): وزارت خزانہ کی فراہم کردہ مالیاتی کارروائیوں کی سہ ماہیوں کی جدولوں اور اسٹیٹ بینک کے زری سروے میں دیے گئے اعداد و شمار میں اکثر فرق ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وزارت خزانہ حکومت کے بینکوں سے قرض کے اعداد و شمار نقد کی بنیاد پر دیتی ہے جبکہ اسٹیٹ بینک کا زری سروے واجب الوصول (accrual) بنیاد پر مرتب کیا جاتا ہے یعنی اس میں ٹی بلز پر جمع شدہ سودی ادائیگیاں شامل کی جاتی ہیں۔

(ب) بیرونی تجارت (اسٹیٹ بینک بمقابلہ پاکستان دفتر شماریات): توازن ادائیگی میں اسٹیٹ بینک کے تجارتی اعداد و شمار پاکستان دفتر شماریات سے مطابقت نہیں رکھتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسٹیٹ بینک کی مرتب کردہ شماریات مبادلہ کے ریکارڈ پر مبنی ہوتے ہیں جن کا انحصار زر مبادلہ کی اصل وصولی اور ادائیگی پر ہوتا ہے جبکہ پاکستان دفتر شماریات اجناس کی اصل نقل و حرکت (کسٹم ریکارڈ) کے مطابق اعداد و شمار ریکارڈ کرتا ہے۔ مزید یہ کہ اسٹیٹ بینک برآمدات اور درآمدات دونوں کو بطور فری آن بورڈ (fob) درج کرتا ہے جبکہ پاکستان دفتر شماریات کی برآمدات کے اعداد و شمار فری آن بورڈ کے اعتبار سے ہوتے ہیں اور درآمدات میں کرائے بھاڑے کی لاگت اور بیمہ (cif) شامل ہوتے ہیں۔

علاوہ ازیں درآمدی اعداد و شمار میں فرق کوریج کے اختلافات کی بنا پر بھی ہوتا ہے مثلاً اسٹیٹ بینک کے درآمدی اعداد و شمار میں غیر مقیم پاکستانیوں کی ناقابل واپسی سرمایہ کاریاں (NRI)[1]، بیرونی امداد کے تحت ہونے والی درآمدات اور افغانستان سے زمینی درآمدات وغیرہ شامل نہیں کی جاتیں۔ برآمدی اعداد و شمار میں یہ اختلافات اس لیے ہوتے ہیں کہ پاکستان دفتر شماریات کے ڈیٹا میں افغانستان کو جانے والی برآمدات، ممکنہ خریداروں کو برآمد کنندگان کی طرف سے بھیجے گئے برآمدی نمونے، ایکسپورٹ پروسیسنگ زونز کی برآمدات وغیرہ شامل نہیں ہوتیں۔

[1] ناقابل واپسی سرمایہ کاری (NRI) میں ملک سے باہر خریدی گئی مشینری ملک میں لانے والے بیرون ملک مقیم پاکستانیوں کی جانب سے چھوٹی سرمایہ کاریاں اور ڈیوٹی فری شاپس سے کی گئی خریداریاں شامل ہیں۔

فرہنگ (انگریزی-اردو)

anecdotal evidence	منقولی شواہد
benchmark	نشانیہ
Completely Built Units	مکمل ساختہ اکائیاں
core inflation	قوزی مہنگائی
exchange rate	شرحِ مبادلہ
external sector	بیرونی شعبہ
Foreign Direct Investment	بیرونی براہِ راست سرمایہ کاری
Foreign Portfolio Investment	بیرونی جزدانی سرمایہ کاری
Gross Value Addition	مجموعی اضافۂ قدر
growth	نمو
inflation	مہنگائی
intermediate items	نیم تیار مصنوعات
Large Scale Manufacturing	بڑے پیمانے کی اشیا سازی
liquidity	سیالیت
maturity	عرصیت / میعاد
monetization	تسکیک
Net Domestic Assets	خالص ملکی اثاثے
Net Foreign Assets	خالص بیرونی اثاثے
Nominal Effective Exchange Rate	نامیہ مؤثر شرحِ مبادلہ
remittances	ترسیلاتِ زر
retailer	خردہ فروش
rollover	اجرائے ثانی
Semi-Knocked Down	نیم ساختہ صورت میں
sovereign debt	ریاستی قرضہ
subsidy	زراعانت
surplus	فاضل
twin deficit	جڑواں خسارہ

فرہنگ (اردو-انگریزی)

اجرائے ثانی	rollover
بڑے پیمانے کی اشیاسازی	Large Scale Manufacturing
بیرونی براہ راست سرمایہ کاری	Foreign Direct Investment
بیرونی جزدانی سرمایہ کاری	Foreign Portfolio Investment
ترسیلاتِ زر	remittances
تسکیک	monetization
جاری کھاتہ	current account
جڑواں خسارہ	twin deficit
حقیقی مؤثر شرحِ مبادلہ	Real Effective Exchange Rate
خالص بیرونی اثاثے	Net Foreign Assets
خالص ملکی اثاثے	Net Domestic Assets
خردہ فروش	retailer
ریاستی قرضہ	sovereign debt
زراعانت	subsidy
سیالیت	liquidity
شرحِ مبادلہ	exchange rate
صارف اشاریہ قیمت	Consumer Price Index
طلبی دباؤ	demand pressure
عرصیت / میعاد	maturity
فاضل	surplus
مجموعی اضافۂ قدر	Gross Value Addition
مکمل ساختہ اکائیاں	Completely Built Units
منقولی شواہد	anecdotal evidence
مہنگائی	inflation
نامیہ مؤثر شرحِ مبادلہ	Nominal Effective Exchange Rate
نشانیہ	benchmark
نمو	growth
نیم تیار مصنوعات	intermediate items
نیم ساختہ صورت میں	Semi-Knocked Down